اُردو ترجمہ

امیر الکونین

یعنی

دو جہاں کا بادشاہ

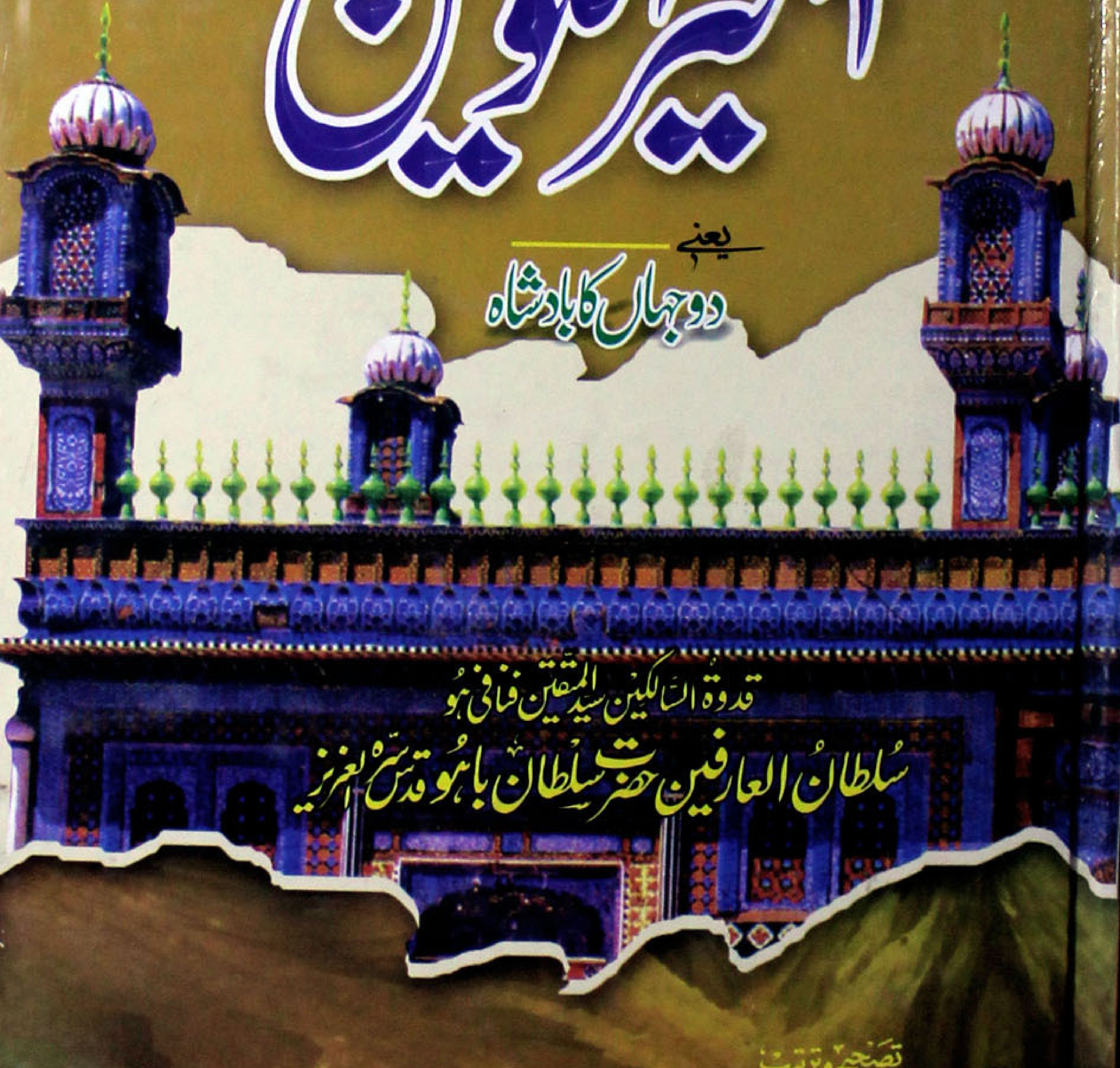

قدوۃ السالکین سید المتقین فنافی ہو

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس سرہ العزیز

تصحیح و ترتیب

محمد شکیل مُصطفی اعوان صابری چشتی

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

اردو ترجمہ کتاب

امیر الکونین

دو جہاں کا بادشاہ

تصنیف لطیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین فناہ فنافی ہُو

حضرت سُلطان باہُو قدس سرہٗ العزیز

تصحیح
محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

شبیر برادرز
[illegible]
فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مئی 2007ء/ ربیع الثانی 1428ھ
کمپوزنگ	ورڈ میکر
سرورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
قیمت	100/ روپے

شبیر برادرز

فہرست مضامین

علم واقسامِ حاضرات ۹

فقیر کے مراتب ۱۱

فقیر کی پہچان اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱

اقسام علم ۲۳

ظاہری وباطنی علوم ۲۳

غرق کے اقسام ۳۵

شرح فقر اہل ہوا اور اہل خدا ۳۸

شرح معرفت ۴۴

فقیر اہل توحید اور اہل تقلید کی پہچان ۴۸

حدیث قدسی ۵۲

حدیث قدسی ۵۲

مرشدِ کامل اور طالبِ صادق ۵۹

شرح علم ۶۱

فقرِ اختیاری واضطراری ۶۶

شرح ذکر ۶۹

اقسامِ قبور اور دعوت پڑھنا ۷۵
شرح تصور و تصور برزخ ۸۴
شرح فقر عالم ۸۶
شرح فقر و شرح مرتبۂ فقر ۸۹
شرح مراقبہ ۹۵
عارف اور نماز ۱۰۲
قادری طریقہ ۱۰۴
مراتبِ جمعیت ۱۰۷
اقسامِ آیاتِ قرآن ۱۱۲
حاجی الحرمین الشریفین کی شرح ۱۱۳
شرح اولیاء اللہ ۱۱۷
شرح دعوت ۱۲۶
شرح دعوت عظیم ۱۳۹
شرح نعم البدل ۱۴۲
مراتبِ ہمہ اوست ۱۴۳
اقسامِ باطن ۱۴۹

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الحمد للہ رب العلمین و العاقبة للمتقین و الصلوٰة و السلام علٰی رسولہٖ محمد و اٰلہٖ و اصحابہٖ و اھل بیتہٖ اجمعین ط

بعدازاں اس تصنیف کا مصنف غالب الاولیاءؒ عارف خدا دائم بحضور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم تلقین و تعلیم دست بیعت کردہ محمد رسول اللہ ﷺ، مرید دست گرفتہ حضرت شاہ محی الدین ولی اللہ۔ غلام قادری سروری طبیب القلوب با معالجۂ شفاء اور چہرہ وجود کو مطلوب کا بخشنے والا باہو فنائی ہو، ولد بایزید عرف اعوان ساکن قلعہ شورکوٹ عرض پرداز ہے کہ محی الدین غلام با اخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورنگ زیب بادشاہ عبید اللہ کے زمانے میں جس کی نگاہ ہر وقت حق پر ہے۔ چند کلمات جو مہمات کی چابی اور مشکل کے قفل کشا ہیں۔ جمع کر کے ان کا نام امیر الکونین ﷺ رکھا ہے اور پڑھنے والے کو اولی الامر فنائی اللہ بے حجاب اللہ اور عینہٖ بطین کا خطاب دیا ہے۔ تصوف کی یہ کتاب قرآن شریف کی با تاثیر تفسیر ہے۔ جس کے مطالعہ سے انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ ظاہر میں دنیاوی خزانوں کا تصرف اور پوری پوری عنایت الٰہی اور باطن میں معرفت و ہدایت الٰہی کا تصرف حاصل ہوتا ہے جو شخص اس کتاب سے کوئی کام کی بات نہ نکال سکے یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا واصل نہ ہو سکے تو ہلاکت احوال کا وبال اس کی گردن پر ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ (۹۳-۱۰،۱۱) اور سائل کو نہ جھڑکو اور اپنے پروردگار

کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

سہ دریک تصرف ہر تصرف یافت گنج با عطاء مرشد در روز پنج
ہر کہ خواند بالیقین او راچہ غم ہر ورق گنج است اکسیر کرم
واقف اسرار گردد از الہ از مطالعہ با خدا با مصطفیٰ ﷺ
ذکر را بگذار مذکورش مکن غرق فی التوحید شواز رازکن
ہر کہ یا بدکنہ کن عامل بود در حقیقت معرفت کامل بود
ایں مراتب کاملاں از حق عطاء روز اول سبق از علم خدا

یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو لا یحتاج فقیر اور کونین کا عالم ہے۔ درویشوں کی ہمنشینی خزانہ ہے۔ جس شخص کو درویشوں کی صحبت سے الٰہی خزانے حاصل نہیں ہوتے وہ ہمیشہ خراب وخستہ حال اور پریشان رہتا ہے۔ فقیر صاحب امر ہے۔ اگر بادشاہ ظل اللہ بھی ساری عمر طلب میں صرف کرے تو بھی ولی اللہ فقیر کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اگر فقیر چاہے تو قرب الٰہی کی توجہ سے بادشاہ کے ساتھ ملاقات کر سکتا ہے اور بادشاہ کو اس طرح اپنی طرف کھینچ سکتا ہے کہ بادشاہ ننگے پاؤں بڑی عاجزی کے ساتھ حلقہ بگوش غلام کی طرح حاضر ہو جائے۔

پس معلوم ہوا کہ ظل اللہ فقیر ولی اللہ کے حکم میں ہے۔ لیکن فقیر کامل ہونا چاہئے۔ اگر کامل ہے تو دونوں جہان اس کے تصرف میں ہیں۔ فقیر پورا پورا فیض بخش ہوتا ہے۔ یہ ٹکڑا گدا فقیر کہلانے کے مستحق نہیں جو نفس کے قیدی اور غلام بنے ہوئے ہیں۔ فقیر بذاتہ حاکم اور امیر ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو مفلس وگدا کو ساتوں ولایتیں بخش سکتا ہے اور اگر چاہے تو ساتوں ولایتوں کے بادشاہ کو اس طرح پھینک دے کہ اس کا نام ونشان تک گم کر دے۔ یہ خدمات فقیر کونین امیر اہل ذات کے ذمے ہیں۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ جس نے عز وشرف حاصل کیا۔ فقیر سے حاصل کیا۔ جو درویشوں کا منکر ہے وہ دنیا و آخرت میں خراب وخستہ حال رہتا ہے۔ فقیر وہ ہے جسے دائمی حضور حاصل ہو اور علم دعوت میں۔ عامل اور کامل ہو۔ صاحب امر اسے کہتے ہیں جس

کا امر رو کا نہ جائے۔ کیونکہ فقیر کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے۔ جس چیز کے لیے وہ لفظ کن کہتا ہے۔ وہ امرِ الٰہی سے دیر میں یا جلدی ہو ضرور جاتی ہے۔ فقیر کے دل کو دائمی حضور حاصل ہوتا ہے اور بذریعہ دعوت اسے الہام باصواب ہوتا ہے۔ صاحب امرا سے بھی کہتے ہیں۔ جس کا امر سب پر غالب ہو اور اس پر کوئی غالب نہ آ سکے۔ خواہ وہ اکیلا ہو۔ خواہ لشکر کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر امر الٰہی سے امر پر غالب ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ اس امر سے مراد یہی دعوت ہے جو شیطان پر غالب اور اس کے مخالف ہے۔ دعوت پڑھنے والا فقیر روشن ضمیر اور عین العیان بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ناقص مرشد تکلیف اٹھایا کرتا ہے۔ لیکن کامل خزانہ بخشتا ہے اور دائمی دیدار عطاء فرماتا ہے۔

فقیر کی انتہا کیا ہے؟ جس کو علم اس کے حال کے لیے کافی ہو۔ پس معلوم ہوا کہ یہ لاف زن مدعی جو فقر کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بعض صرف فقر ہی سے فقر کو پہنچتے ہیں اور بعض حال سے اور بعض احوال سے اور بعض اعمال سے، بعض اقوال سے، بعض افعال سے۔ ہزاروں میں سے کوئی شخص ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت کو حاصل کرتا ہے اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے اور جس نے فقر کا مشاہدہ کیا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے صرف فقر کا لباس پہنا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایسا ہوگا جو فقر کا انتہاء مقام حاصل کرتا ہو۔ فقر ایک نور ہے۔ جس کا نام سلطان الفقر ہے۔ جسے یہ حاصل ہے اسے اللہ تعالیٰ ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ ایک لحظہ میں وہ حضوری میں جا پہنچتا ہے۔ خدا تو نہیں ہوتا۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔ فقیر ایک نور صفا اور قرب الٰہی سے ایک مُلک عظیم ہے اور فقیر کو قدیمی جمعیت حاصل ہے۔ ملک میں نفس امارہ دنیائے لئیم اور شیطان رجیم کبھی داخل نہیں ہوتا ہے۔ وہ امن میں ہو جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فقر کے متعلق چار چیزیں ہیں۔ ازل ابد دنیا اور عقبیٰ جسے فقر کا ملک مل جاتا ہے وہ ان چار پر حکمران ہوتا ہے اور دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں اور

ان چاروں کے رہنے والے فقیر کی نگاہوں میں مفلس دکھائی دیتے ہیں۔ اے احمق بے حیا! یہ فقر کے مراتب ہیں۔

؎ فقر را من دیدہ ام پرسیدہ ام　　ہر حقیقت فقر را خوش دیدہ ام

واضح رہے کہ تمام پیغمبروں نے فقر کے مرتبے کی التجا کی ہے لیکن نہیں ملا۔ صرف جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ جو آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے سپرد کیا۔ یہ فقر محمدی ﷺ فخر محمدی ﷺ محض فیض ہے۔ فقر کے تین مراتب ہیں۔ جس میں بے شمار غیبی خزانے حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں پہلا قدم طریق ہے۔ دوسرا قدم توجہ ہے۔ جس سے جس منزل یا مقام پر چاہے پہنچ سکتا ہے۔ یہ توجہ محض توفیق ہے۔ تیسرا قدم غرق فنافی نور اللہ ہونا اور مجلس محمدی ﷺ کا حضور حاصل ہونا ہے۔ جس فقیر کا قلب نور اور قالب کوہ طور کی طرح ہے اور خود بمنزلہ کلام اللہ ہے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح جواب با صواب سنتا ہے۔ ایسا شخص دراصل پیر و مرشد ہونے کے لائق ہے۔ ورنہ عورتوں کے پیر تو بہت ہیں۔ جو بمنزلہ حجام ہیں جو قینچی سے لوگوں کے بال کاٹتے ہیں۔ پیر ایسا ہونا چاہئے جو بے نیاز اور صاحب دعوت تیغ برہنہ ہے اور جسے قرب فی اللہ اور بقا باللہ کا تصرف حاصل ہو اور جسے نور نوادر حاصل ہو اور جو لی مع اللہ میں غرق ہو اور لا یحتاج ہو۔ لیکن ایک اور صورت سب کو حاصل ہے۔ جس میں دنیاوی محبت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جو کہ بدعت کی جڑ ہے۔ مجلس محمدی ﷺ سے دیکھنے والے کو دو مرتبے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک قرب اور دوسرے اس قرب میں نظر پیغمبر سے توفیق باتحقیق بعض کو مقام جمالیت اور جمعیت محمود حاصل ہوتی ہے۔ جذب مجذوب مردود ہے۔ پس مجلس محمدی ﷺ اور آنحضرت ﷺ کی کسوٹی کی طرح ہے۔ جس سے صادق اور کاذب میں تمیز ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی حضوری سے مشرف ہونے کے مراتب صرف اسم اللہ کے حاضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ اس قسم کی دعوت کل الکلید اور معرفت توحید کا مغز ہے۔ فقیر قرب الٰہی سے الٰہی خزانوں کا مالک ہوتا ہے اور ولی اللہ ظل اللہ پر غالب اور لا یحتاج ہوتا ہے۔ وہ کسی

سے التجا نہیں کرتا۔ مرشد کامل سے صادق طالب کو یہ سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ ظاہر میں ظاہری خزانے اور باطن میں ہدایت کا تصرف پہلے روز کے سبق سے حاصل ہوتا ہے۔ طالب اس کتاب کے مطالعہ سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جس سے لوگوں کے نیک و بد کا احوال معلوم کر لیتا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ مراتب منجم درویش کے ہیں۔ کیونکہ اس میں مذہب کی کچھ صداقت نہیں پائی جاتی۔ پیر و مرشد وہی ہے جو کہ طالب بے طاعت کو شروع ہی میں قرب الٰہی کا مشاہدہ بغیر کسی مجاہدہ کے اور گنج بے رنج، معرفت بے محنت، راز بے ریاضت اور نور حضور کی تحقیق کی توفیق عطا کرے۔ یہ تمام مراتب تمام آیات قرآنی کے ناظرات و حاضرات سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان سے تمام علوم عیاں ہو جاتے ہیں اور دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ حاضرات و ناظرات سے مردہ دل بھی زندہ دل ہو جاتا ہے۔

علم و اقسام حاضرات

جو مرشد پیر، فقیر، درویش، ولی، عارف خدا، اہل علم، دعوت، عالم باللہ، واصل ولی اللہ، حاضرات نہیں جانتا وہ احمق ہے۔ جو اپنے آپ کو برائے نام صاحب باطن اور پیر و مرشد کہلواتا ہے۔

حاضرات و ناظرات کے کئی اقسام نام نشان اور رسوم ہیں۔ حاضرات کی اصل یہ ہے کہ وصل و قرب الٰہی جمعیت توحید مطلق حی اور قیوم سے حاصل ہو۔ جس سے کل و جز واضح ہو جائے اور جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ منکشف ہو جائے۔ حاضرات کی پانچ قسمیں ہیں۔ اوّل حاضرات وجود دوئم حاضرات موجود۔ سوم حاضرات مطلوب۔ چہارم اٹھارہ ہزار عوالم کے حاضرات۔ پنجم دنیا نفس اور شیطان مردود کے حاضرات۔ ان ہی کو دینی اور دنیاوی پانچ خزانے کہتے ہیں۔ جو مرشد حاضرات سے طالب اللہ کو ہر ایک مرتبہ نہایت نہیں کرتا اور حاضرات با توفیق سے ہر مرتبہ کی تحقیق نہیں کرتا اور حیات و ممات کے درجات عز و جاہ اسے نہیں دکھلا دیتا وہ ناقص اور ادھورا ہے۔ اس سے تلقین کا حاصل کرنا مرید کے لیے حرام ہے۔ کیونکہ طالب کو حاضرات اور ناظرات

کی تلقین حضوری کے سوا ذکر، فکر، مراقبہ اور مکاشفہ، ورد، وظائف کچھ نہیں بتانا چاہیئے۔ کیونکہ طالب اگر ساری عمر ان باتوں میں کوشش کرتا رہے تو بھی کسی مطلب کو نہیں پہنچتا۔ ان مراتب میں طالب ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس ادھورے پن سے کیا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ طالبی، مریدی، مرشدی اور پیری میں دنوں کا شمار نہیں ہوتا۔ کامل مرشد ہاتھ پکڑتے ہی حضور میں پہنچا دیتا ہے اور تمام حوادث سے اس کا رخ پھیر کر ایک لحظہ میں حضور میں لے جاتا ہے۔ لیکن ناقص مرشد ٹال مٹول کرتا رہتا ہے اور آج کل کرتا رہتا ہے۔ برخلاف اس کے کامل مرشد بذریعہ توجہ کسی اور ہی راستے سے یکبارگی حضور میں لے جاتا ہے۔ جو سالہا سال کی ریاضت سے بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اگرچہ وہ ذکر روحی یا قلبی ہی کیوں نہ ہو۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی راہ توفیق کی چابی ہے۔ جس سے تمام چھوٹی بڑی مشکلات حل ہو سکتی ہیں جو یہ سب کچھ دکھا دے۔ وہ مرشد بحق رفیق ہے۔

واضح رہے کہ اگر نفسانی اور شیطانی تمام آفات و حوادث کو ایک مکان میں بند کر دیا جائے تو اس کی چابی دنیا ہے۔ اسی طرح ان کے وجود میں معرفت، توحید، نور اور قرب حضور کے خزائن بند ہیں۔ جن کی چابی اسم اللہ ذات کے حاضرات ہیں۔ جو ان سے واقف ہے اور اسم اللہ ذات کی کنہ سے پڑھتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں بے نیاز ہو جاتا ہے۔ "الفقر لا یحتاج الا الی اللہ" فقر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا

؎ ہر کہ ایں راہے نداند لاف زن
ہر کہ داند حاضرات آں جان من

نفس کے حاضرات نفس سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ قلب کے حاضرات قلب سے روح کے روح سے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضرات اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حاضرات اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ انتہائے فقر کے حاضرات سے تمام مقام و درجات حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔ حاضرات مراتب کے نعم البدل ہیں۔ اسم قادری کیمیائے گنج اور وجود طلسمات ہے۔ جسے حاضرات ہی کھول سکتے ہیں اور عین بعین دکھلا سکتے ہیں۔ ان حاضرات کا صاحب تصور صاحبؒ حضوری اور شہسوار قبور ہوتا ہے۔

فقیر کے مراتب

واضح رہے کہ فقیر کے تین مراتب ہیں۔ مکان لاہوت میں رہ کر انوار معرفت کا دیدار کرے اور دونوں جہان کی زندگی کی قوت اس میں ہو اور ہمیشہ خاموش ہو کر غرق فی التوحید ہو نہ اسے طالب کی حاجت ہو نہ مرید کی۔ وہ شخص کامل ہے۔ جو مرید اللہ کو حضور میں پہنچائے اور سائل کو محروم نہ رکھے۔

واضح رہے کہ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ** کے حاضرات سے پہلے دن ہی سبق حاصل ہوتا ہے۔ اس سے انسان فقیر کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ نفس پر حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اسے فنا و بقا کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ مردان خدا پہلے نفس کو ٹھیک بناتے ہیں۔ پھر معرفت حضوری کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ پھر انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ مجاہدہ وغیرہ سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”**من عرف نفسه فقد عرف ربه ۔ من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء**“ ”جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا“۔ نفس کو اسم ذات کے تصور سمیت پہچاننا فنا در فنا ہے اور اس سے رب کو پہچاننا بقا در بقا ہے۔ اے مردہ دل بے حیا! یہ عارفوں کی ابتداء ہے۔

فقیر کی پہچان اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اہل روح فقیر کی یہ پہچان ہے کہ وہ جسم میں جان کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ روحانیت کی وجہ سے میرے احوال ہیں۔ جو اہل نفس باطن میں اہل روحانیت کا ہم صحبت ہو۔ وہ نص، حدیث، ذکر مذکور اور عین حضور میں باشعور ہوتا ہے۔ یعنی باطن میں نور توحید میں مستغرق ہوتا ہے اور مجلس محمدی ﷺ سے ایک دم کے لیے بھی جدا نہیں ہوتا۔ دائمی مجلس محمدی ﷺ اسے نصیب ہوتی ہے۔ گو ظاہر میں وہ عام لوگوں سے گفتگو میں ہی کیوں نہ مشغول ہو۔ اسے حق تمام۔ یہ فقیر صاحب شریعت کے مقام میں۔ وہ ایسے لشکر کی طرح ہوتا ہے جیسے شریعت محمدی ﷺ کا شرف اور رحمانی قرب حاصل ہو۔

اہل بدعت فقیر شیطان کا مرید ہے اور صاحب شریعت فقیر اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہے۔ اہل بدعت فقیر باؤلے کتے کی طرح ہے۔ ایسے لوگ گو فقر کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن وہ فقیر نہیں بلکہ ٹکر گدا (روٹی مانگنے والے بھکاری) اور نفس کے کتے ہیں۔ باطن میں معرفت الٰہی سے محروم روزی کے لیے سائل بنتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ ایسوں کو عمر بھر طریقت اور معرفت کی خبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ اندھے ہو کر روٹی کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ ایسے اہل بدعت فقیر کالے منہ والے دن رات گناہ میں مشغول اور اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ارواح کی روحانیت کے احوال سے مطلق محروم ہوتے ہیں۔ وحدانیت لقا کی معرفت سے بالکل بے بہرہ اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے باطن سے بے خبر ہوتے ہیں۔ جو لوگ مجلس نبوی ﷺ کی زیارت کرتے ہیں۔ وہ یکبارگی ولی اللہ اور عارف عیاں کے مرتبے پر پہنچ جاتے ہیں۔ یا یکبارگی انہیں مجذوب کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یا یکبارگی محمود کو پا لیتا ہے۔ یا مراتب محجوب مردود تک پہنچ جاتا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ مجلس نبوی ﷺ کے دیکھنے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔ کیونکہ یہ مجلس بہشت سرشت ہے۔ مجلس حضور میں نص، حدیث اور ذکر مذکور کا تذکرہ رہتا ہے۔ مجلس نبوی ﷺ سے بعض محمود نیک خصلت بن جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کسوٹی ہے۔ اس کے دیکھنے سے وجود کے اندر کا پوشیدہ کذب ظاہر ہو جاتا ہے اور صادق جب اس مجلس کو دیکھتا ہے تو اس کا وجود سراسر نور ہو جاتا ہے اور پھر اسے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری دائمی طور پر ہو جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مجلس محمدی ﷺ بہشت سرشت ہے۔ کیونکہ جس طرح بہشت میں صرف پاک لوگوں کا گزر ہے اور پلید، نجس، دنیا، مردار اور شیطان اور کافروں کو جرأت نہیں کہ اس میں داخل ہوں۔ اسی طرح مجلس محمدی ﷺ میں صرف پاک لوگوں کا گزر ہے۔ پلید ہرگز باریاب نہیں ہو سکتے نہ ہی یہ لوگ بہشت، کعبہ، مدینہ اور روضۂ مبارک میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی شیطان میں یہ قدرت ہے کہ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک اختیار کرے یا قرآن شریف یا سورج یا چاند یا کعبہ یا

مدینہ یا اصحاب کبار رضی اللہ عنہم یا شاہ محی الدین دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت اختیار کرے۔ غلبات ہدایت سے جو صورت بن جاتی ہے۔ وہ غرق لی مع اللہ ہوتی ہے اور وہ صورت جو دنیاوی محبت کے دل میں ہونے سے بنتی ہے۔ وہ سراسر بدئی اور سیاہ ہوتی ہے۔ مجلس نبوی ﷺ کا دیدار کرنے والے کے لیے دو مراتب مخصوص ہیں۔ ایک قرب' دوسرا اسی قرب میں نظر پیغمبر سے توفیق بعض کو مقام جلالیت بعض کو جمعیت محمود نصیب ہوتا ہے اور بعض مجذوب مردود بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ مجلس نبوی ﷺ کی زیارت کسوٹی ہے۔ جس سے سچے جھوٹے کی تمیز ہو جاتی ہے۔ مجلس نبوی ﷺ کی حضوری کے مراتب صرف اسم اللہ ذات کے حاضرات سے ہو سکتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ اگر آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے سارے انبیاء اصفیاء اور مرسل پیغمبروں کے تمام ثواب جمع کیے جائیں اور تمام اولیاء غوث قطب' ولی' اوتاد ابدال وغیرہ سے سارے ثواب جمع کیے جائیں۔ نیز فرشتوں' مومنوں' مسلمانوں اور جن انسانوں کے ثوابوں کا ایک مجموعہ بنایا جائے تو ان ساروں کے مجموعوں کو ثواب حسنات عظیم کہیں گے اور یہ سب کچھ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہو سکتا ہے۔ تمام گناہگاروں' کافروں' مشرکوں' کاذبوں اور اہل خطاء و گناہ کے تمام قصور خطا میں اور گناہ اکٹھے کیے جائیں تو اس سارے گناہ کو گناہ کبیرہ کہیں گے۔

پس خدا سے غافل ہونا گناہ کبیرہ کی جڑ ہے۔ پس اہل دور اور اہل حضور کبھی مل کر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قصہ خوانی اور افسانہ دانی کی راہ اور ہے اور اللہ میں یگانہ ہونے کی اور یگانہ اور بیگانہ ایک مجلس میں بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ یہ تمام مراتب علم کے نور کی برکت سے ہیں۔ علم کا نور وہ چیز ہے۔ جو عالم کے حضور سے مشرف کر دیتا ہے۔

واضح رہے کہ حضوری بھی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو اسم ذات کے تصور سے حاصل جس سے قرب وصال ہاتھ آتا ہے۔ دوسرے بلا تصور جو ذکر' فکر' مراقبہ اور اعضاء کے ال سے ہاتھ آئے۔ ناقص کے لیے یہ سب کچھ وہمی اور خیالی باتیں ہیں۔ بلندی میں جو

سکر کی وجہ سے گرمی احوال ہوتی ہے۔ وہ ناقص مرشد کی وجہ سے ہوتی ہے۔

تصور کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک با مشاہدہ حضوری۔ جس سے قرب با توفیق حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے بے حضوری۔ وہ سراسر شیطانی اور نفسانی حرص و ہوا کی تاثیر سے ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ازلی لذت اور ابدی لذت متفق ہیں اور دنیاوی لذت آخرت کی حور و قصور اور بہشتی نعمتوں کی لذت سے متفق ہیں لیکن جب نور خدا کی لذت وجود میں آتی ہے۔ تو پہلی چاروں وجود سے نکل جاتی ہیں

؎ لذت دیدار بہ لذت دیدار دہ   لذت دیدار بردل من بنہ
ہر کہ را لذت نشد وحدت لقا   لعنت بر زندگی آں بے حیا

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (۱۷-۷۲) جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

قطعہ

ہر کہ اینجائے نہ بیند بے نصیب   بے خبر از معرفت اہل از رقیب
روئے سیاہ بہ بود از دل سیاہ   دل سیاہ شد از حب دنیا عز و جاہ

اگر تو آجائے تو دیکھ لے۔ ورنہ شیطان لعین کی قید میں رہ

بہ بیں قدرت بہ بیں وحدت حضورش   بہ بیں رحمت پر از ہم ذات نورش

اللہ بس باقی ہوس۔

اگر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی   چنانچہ مسکینی از مردماں حجاب اینجا

مثنوی

ببیں امروز چوں گویند فردا   بعین از عین بینم نیست پردا
بہ بینم با چشم عین العیانی   چو زندہ قلب روح و نفس فانی
مثل بستہ بصورت کے تواند   مسرف شد حضوری راز داند

زنحن و اقرب شود پیغام دائم   وجود واصلاں زاں گشت قائم
فقیر آں کس کہ ایں جامن رسیدہ   زغیر حق ہمہ از خود بریدہ
نماندہ احتیاج ذکر مذکور   حضوری با حضور است نور بانور
نماندہ ہیچ پردہ چشم باز است   حقیقت حق رسیدہ عین راز است
زہے دولت بدیدہ حق لقاشد   قلب قالب زوحدت حق لقاشد
نہ آنجا علم نے غوغائے قال است   لاہوتی را نہایت با حمال است
نماندہ بردلم افسوس مارا   بہ بینم سرِّ پنہاں آشکارا
دودل رانیست راہ یکدل طلب کن   کہ غیر لاسوے از دل سلب کن
بیارے طالبا بے سر بیائی   سرے از تن جدا کن راہ نمائی
باہو باہو فنا باہو بقا شد   کہ اول و آخر از ہو لقاشد
کہ ہو عینک شدہ چشم باہو   میاں از ہو بہ بیند یافت ہو
کسے منکر زہو مردود گردد   بجز ہوئے باہو نیست گردد
مثل بستہ بمثل است   زخود رفتہ شود باحق وصال است

جس شخص کولی مع اللہ فنا فی اللہ مع قرب الٰہ حاصل ہے۔ اس کے لیے وردو وظائف ذکر وفکر اور اعضائی عمل کی طرف متوجہ ہونا گناہ ہے۔ غوث' قطب بمنزلہ امراء اور فقیر بمنزلہ بادشاہ کے ہیں۔ بادشاہ کو عدل سے کام نہ کہ محنت و مشقت سے۔ اس کو گفتگو سے کیا واسطہ۔ یہ تو روبرو مشرف بہ حضور ہوکر کلام کرتا ہے۔

قولہٖ تعالیٰ "فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ" (۲-۱۱۵) جس طرف تم رخ کرو۔ اس طرف ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے

ہر طرف بینم بیابم ذات نور   ہر کہ از خود بگذرد یا بد حضور
اللہ تعالیٰ بس ماسوئی اللہ ہوس
روشن ضمیر راچہ غم از اخلاط خلق   دریا بمشتِ خاک مکدر نمے شود

یہ مرتبہ اس شخص کا ہے جس کا قلب ہی بمنزلہ وحی ہو

تاگلو پر مشو کہ دیگ آہو   آب چنداں مخور کہ ریگ آہو

کامل کی خوراک اس کا مجاہدہ اور اس کی خواب مشاہدہ ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کی روح وحی کا حکم دیتی ہو

چوں معدہ بود خالی از طعام   دراں وقت معراج باشد تمام

مگر مکمل وہ شخص ہے جس کے لیے کھانا یا نہ کھانا' بھوکے رہنا یا پیٹ بھر کر کھانا' سستی اور ہوشیاری' جاگنا یا سونا یکساں ہو۔ یہ مرتبہ وحی اسرار کا ہے

خام را مستی بود از ہم خیال
مست را ہوشیار گرداند خیال

مگر اکمل شخص علم معرفت کا عامل ہوتا ہے کہ بوجھ اٹھانے والا لدُّو جانور۔ یہ مرتبہ اس شخص کا ہے جس کی زبان بمنزلہ وحی ہو' اسے قرب الٰہی سے پیغام آتے ہیں۔ صرف اسے پیغمبر علیہ السلام کا مرتبہ نہیں حاصل ہوتا نہیں تو وہ دائمی طور پر مجلس نبوی ﷺ اولیاء اللہ علماء باللہ سے پیغام لیتا دیتا رہتا ہے۔ پس دعوت پڑھنے کے لیے قابل ولایت وہ شخص ہے جو حضور پیغمبر ﷺ سے پیغام لے دے سکے۔ اس کا وجود نور اور معقور ہو اور اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے مدنظر رہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہے۔ مجلس محمدی میں داخل ہونا۔ سوال و جواب کا حاصل کرنا۔ باطن میں ہم صحبت اور ہم سخن ہونا اور جب دل چاہے لے جانا یا لانا۔ حضوری و قرب محمدی ﷺ سے مشرف ہونا اور احوال سے واقف ہونا اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصرف کے ذریعے آسان بات ہے۔ لیکن خوئے بوئے خلق علم' حلم' ترک' توکل' ارادت' سعادت' اجازت کا حکم' فقیر کی ہدایت' فنا و بقا کا عنایت ہونا اور رضا صبر اور حیائے محمدی ﷺ پر قابض ہونا ازبس مشکل ہے۔ ہاں! اگر کسی کو اللہ تعالیٰ عنایت کر دے تو اور بات ہے۔ باتوفیق مرشد' غالب الامرا اور قافلہ کا سالار ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ دینی اور دنیاوی خزانوں کا تصرف معرفت الٰہی کا تصرف' غرق فنا فی اللہ ہونا۔ ذکر' فکر' مراقبہ' مکاشفہ' تجلیات' اٹھارہ ہزار عوالم کے مقامات کی سیر۔ کل و جز کا مسخر کرنا اور ان کو اپنی قید میں لانا آسان کام ہے لیکن وجود میں وسیع رکھنا ازبس مشکل ہے۔ خلقت کی تکلیف،

ملامت، غیبت اور دکھ سے رنجیدہ مت ہو بلکہ ان کے بوجھ کو اپنے سر پر اٹھا اور انہیں نہ ستا۔ کیونکہ نجات کم ستانے میں ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے، جب آپ ﷺ کو کافروں کاذبوں، منافقوں، حاسدوں نے حد درجہ ستایا تو کیا فرمایا؟ **یالیت رب محمد لم یخلق محمد** اے محمد (ﷺ) کے پروردگار کاش کہ محمد (ﷺ) پیدا نہ کیا جاتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہے تو دوسرے کی کیا مجال کہ دم مارے۔

جو شخص فقر کی ہدایت، ملک اور ولایت کی انتہا پر پہنچتا ہے۔ اسے لوگ دیوانہ اور خبطی کا خطاب دیتے ہیں اور گھر والے اسے احمق کہتے ہیں کیونکہ حقیقت و معرفت کے اندھے اسے نہیں جانتے، وہ بے عقل حیوان ہیں۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **العقل ینام فی الانسان الانسان مرات الانسان، الانسان مرات الرب** ۔ عقل انسان میں ہوتی ہے اور انسان، انسان کا آئینہ ہے اور انسان پروردگار کا آئینہ ہے۔ عارف باللہ اور صاحب نظر کے لئے دلی آنکھیں درکار ہیں۔ نہیں تو ظاہری آنکھیں تو حیوان مثلاً سئور، ریچھ، گائے اور گدھے بھی رکھتے ہیں۔

عقل دو قسم کی ہے۔ ایک عقلِ کُل جو لازوال ہے اور دوسری عقلِ جُز۔ جو موجب احوال ہے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لا فرق بین الحیوان والانسان الا بالعلم** ۔ انسان اور حیوان کا صرف علم کا فرق ہے۔

آنچہ مطلب بود کلی یافتم   کس نے یابد کہ پنہاں ساختم
ایں خزانہ شد نصیب با شعور   مے شناسد عارفاں اہل حضور
باہو در ہو گم شدہ فی اللہ فنا   نام باہو متصل شد با خدا

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔ مرشد کسوٹی کی طرح ہوتا ہے اور حضوری حکمت سے حکیم ہوتا ہے۔ کامل مرشد

طالب اللہ کو کھانے پینے پر شکم کرواتے ہیں۔ اور قسم قسم کی نعمتیں اور میوے کھلاتے ہیں اور توجہ باطنی کے توفیق سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ناقص مرشد طالبوں کو ذکر و فکر میں عاجز کر دیتا ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ مرشد کامل مرید کو پہلے ہی روز کامل بنا دیتا ہے اور مکمل مرشد سے پہلے ہی دن طالب مکمل ہو جاتا ہے، اور مکمل مرشد سے طالب اللہ پہلے ہی روز اکمل ہو جاتا ہے اور جامع مرشد پہلے ہی روز طالب کو جامع بنا دیتا ہے۔ مرشد نور سے پہلے ہی روز نور میں فنا ہو جاتا ہے اور مرشد حضور سے پہلے ہی دن طالب صاحب حضور بن جاتا ہے، لیکن یہ تمام مراتب فقر کے ابتدائی مراتب کی بھی برابری نہیں کر سکتے۔ فقیر مرشد سے پہلے ہی روز فقر کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ فقیر کا نہ کوئی مرتبہ ہوتا ہے نہ مقام بلکہ مقامِ فنا و بقا ہمیشہ اس کے مدنظر رہتا ہے۔ **ولغا تم الفقر فهو الله** ۔ جب فقر درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو ذات سے ذات مل جاتی ہے۔ اے احمق خام! یہ تمام مراتب فقیر کے ہیں۔

فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ ذات سے باقی ہو، کیونکہ وہ اس کی ذات سے اپنے آپ کو زندہ رکھتا ہے اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا اثبات کرتا ہے۔ اے ماسوی اللہ سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ اور اس کے لئے زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب صاحب نظر فقیر کے ہیں۔ ہر ملک کے ظل اللہ بادشاہ پر فقیر غالب حاکم ہوتا ہے جو صرف ایک نگاہ سے تمام زمین کو سونا چاندی بنا دیتا ہے۔

اے احمق ڈھور ڈانگر! فقیر اللہ تعالیٰ سے نگاہ نہیں اٹھاتا۔ احمق گدھے لوگ دنیا کی طلب میں بے عزت اور رسواء ہوتے ہیں اور پھر طلب معرفت اور دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس کے قیدی ہیں۔ مردہ دل شرمسار ہوتے ہیں اور روح ان سے بیزار ہوتی ہے۔ جو باطن باطل سے خالی ہے۔ حق کی جانب سے وہ حق پر ہے۔ ظاہر میں اس کے تصرف میں قوت توفیق ہوتی ہے۔ فقر سلوک سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ سلطان الفقر صاحب سلطنت بادشاہ ہے جس کی نگاہ میں ہر سلوک اور ہر مقام ہے۔ اے ہر طالب کی بابت معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہ محمود ہے یا مقصود ہے یا مردود ہے یا مرتد یا لا یرتد۔

جس طرح ظاہری علوم بکثرت ہیں۔ اسی طرح سلک سلوک باطنی بھی بے شمار ہے۔ اگر میں انہیں لکھوں تو کئی بڑی بڑی جلدیں درکار ہوں۔ صرف تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔ سلک دو قسم کی ہے۔ سلک کامل اور سلک ناقص۔ سلک کامل میں قبض، بسط، سکر، صحو، ذکر، فکر، مراقبہ اور مکاشفہ عین بعین ہوتا ہے۔ سکر وہی ہے جس کی ابتداء اور انتہاء دونوں میں قرب الٰہی کے مشاہدے کا حضور حاصل ہو۔ اس سلوک کی بنیاد معرفت وصال ہے۔ اگر سالک ان صفات سے متصف نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ وہ بے فائدہ سالہا سال محنت و کوشش کرتا ہے اور پرلے درجے کا احمق ہے۔ اگر کوئی شخص ظاہر میں بڑی ریاضت و محنت کرتا ہے اور بادشاہ اور امراء کو مسخر کرنے کے لیے سخت محنت کرتا ہو اسے سمجھ لو کہ عوام میں سے ہے اور گمراہی کے جنگل میں پڑا ہے اور لاہوت کے خواصوں سے بے نصیب ہے

ہر کرا خواہد دہد قرب و لقا ہر کرا داند کند دوری جفا

اہل لقا اور اہل جفا کی ہمنشینی کبھی راست نہیں آتی

چند گویم ناقص شرمندہ را
از ہوا باز آ و آ جانب خدا

اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ معرفت صدق میں صادق ہے اور فنا و بقاء میں اسے بقاء حاصل ہے تو اس امر کے لیے دو لام گواہ ہیں۔ ایک لا الٰہ کا لام یعنی وہ شخص "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کے مقام میں ہونا چاہیے۔ یعنی اس کی دنیاوی اور نفسانی خواہشات بالکل زائل ہونی چاہئیں۔ دوسرے لام لاہوت جو مکان سے مشرف کرتا ہے۔ دوست کا اس طرح پر دیدار دیکھنا حسب ذیل آیت کے مطابق جائز ہے۔

قولہٗ تعالیٰ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی (۱۷-۷۲) جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا

گر بگویم کور چشمے را بہ بین کے بہ بیند کور چشمے بے یقین

نابینا اور نابینا کی ہمنشینی راست نہیں آتی۔ اے اندھے اس اندھے پن اور تاریکی

کے لیے جو تیری آنکھ پر شیطانی پردے اور تیرے دل پر نفسانی پردے کے پڑنے سے پیدا ہوئی ہے۔ ایسی بینائی کی طلب کر جس سے معرفت الٰہی کا یقینی نور تجھے حاصل ہو۔ جب وہ خراب پردے تیری آنکھوں اور دل پر سے اٹھ جائیں گے تو عین بعین بینا ہو جائے گا

نکتہ از غین غضبی دور کن　　تا بیابی عین را از عین کن
کن زکن حاصل شو دکنش زکن　　غافلاں را بس بود ایں یک سخن

جو شخص لفظ کن کا صاحب ہے۔ سلک وسلوک کی ابتداء اور انتہاء اس کی زبان پر ایک لفظ ہے۔ پس صاحب کن اور صاحب سخن کو سلک وسلوک کی حاجت ہے۔ کیونکہ وہ تو ایک ہی بات سے معرفت پروردگار کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اس کے ذریعے وہ عہد الست سے اللہ تعالیٰ سے پیوست ہو جاتا ہے۔

پس صاحب سلک وسلوک کن سخن سے بے خبر اور محروم ہے۔ گو وہ لوگوں کی نگاہوں میں مخدوم و بزرگ ہی کیوں نہ ہو

ہر کہ شد مخدوم از خدمت فقر　　نظر فقرش بہ بود از سیم وزر
خرس را آدم کند بایک نظر　　بس بود تعلیم علم از سربسر
گردن بزن ایں ناقصاں طالب طلب　　طلب کن اے طالباں کامل برب

اہل مجلس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی مجلس کی طرح قم باذن اللہ کہہ کر ولی اللہ اہل قبور سے ایک دوسرے کے ساتھ روحانی قوت کے سبب ہمکلام ہوتے ہیں۔ یہ توفیق اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”تفکر ساعة خیر من عبادت الثقلین“ گھڑی بھر کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ سوچ بچار سیر طبقات سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتی۔ یہ فنا فی اللہ ہو کر مشاہدہ میں مستغرق ہوتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: ”وَاِلٰی رَبِّكَ فَرْغَبْ“ (اے حبیب ﷺ!) اپنے پروردگار ہی کی طرف رغبت کرو‘ جو فقیر اسم اللہ ذات کی توفیق سے اپنے نفس پر حکمران۔ فنا فی اللہ‘ روشن ضمیر‘ عارف باللہ‘ صاحب کیمیائے نظر‘ باطن صفا ہمیشہ‘ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کی مجلس اقدس میں حاضر۔ عالم باتاثیر، عالم ظاہری و باطنی میں ماہر ہو اور جسے اسم اللہ ذات کے حاضرات سے تصرف توجہ تفکر کی تحقیق حاصل ہو۔ وہ دونوں جہان کو اس طرح سمجھتا ہے۔ جیسے مٹھی میں دانہ سفید۔ وہ دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور تین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا حاجت ہے؟ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی توفیق اور اسم اللہ ذات کے تصرف کا منکر ہے۔ وہ دراصل جھوٹا اور بے دین ہے۔

پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ کو لاہوت ولامکان سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ قرب بقاء باللہ اسے نصیب ہوتا ہے اور وہ خود صاحب نظارہ ہوتا ہے۔ اسے نفلی نمازوں اور استخارہ کی کیا ضرورت ہے؟ جو عارف ولی اللہ، عالم باللہ، معرفت توحید ووصال میں مستغرق ہے۔ اسے رمل وفال کی کیا ضرورت ہے۔ جو علم لوح محفوظ پر لکھے ہیں۔ وہ سب کے سب عارف باللہ پر منکشف ہوتے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا اور جو نہیں کہتا وہ جانتا ہے۔ فقیر "اذا تم الفقر فهو الله" کے مالک کا مالک اور صلح کل ہوتا ہے۔ یعنی سب کی چابی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ با تمام عالم پاکی کا بندوبست ازل پاکیزگی کے تصرف عقبیٰ کا عقبیٰ پاکیزگی کے تصرف اور دین کے تصرف سے اسے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مراتب صلح کل فقیر ہیں

ہر تصرف در علم آوردہ ایم ۔ ہر تصرف ترک کردہ بردہ ایم

فقر کی یہ راہ گفتگو کے متعلق نہیں۔ بلکہ اپنے مشاہدہ اور احوال کی دید پر منحصر ہے۔ جو فقیر فقر فی اللہ میں کامل ہے۔ اس کے لیے ذکر، فکر، مراقبہ اور مقام حرام ہے

قطعہ

مردہ دل عالم بود بے معرفت   زندہ دل عالم بود عیسیٰ صفت
مردہ دل زندہ کند با یک نظر   موسیٰ را تعلیم شد علم از خضر

پس معلوم ہوا کہ کل اپنے جز کا لایحتاج ہے اور جز اپنے کل کا محتاج ہے۔ سو فقیر کل

ہے اور باقی تمام اہل طبقات مثلاً غوث‘ قطب وغیرہ کے مراتب بمنزلہ جز ہیں۔ فقر محی الدین کل الکلید‘ عارف توحید‘ قادری‘ تکلیف اور تقلید سے فارغ ہے۔ قادری اسے کہتے ہیں جو تمام مقامات صرف نظر ہی سے طے کر ڈالے اور جس کا طالب صرف ایک ہی نگاہ میں انتہاء پر جا پہنچے۔ قادری کو یہ توفیق حاصل ہوتی ہے کہ باطن میں قرب الٰہی سے آواز سنے۔ جو قادری کے سامنے دم مارتا ہے۔ وہ بے دین ہے۔ قادری کا دشمن تین حکمتوں سے خالی نہیں۔ یا ناقص ہے۔ یا نارسیدہ اور یا معرفت ربانی سے اندھا ہے۔ قادری متحمل‘ اسم ربانی کا عامل‘ زندہ قطب‘ فانی النفس‘ صاحب اختیار لازوال ہوتا ہے۔ خواہ کہے یا نہ کہ

باہو نحس را سعد گرداند نظر　　نظر ناظر رابود روح الامر

یہ مراتب فقیر کو پہلے دن ابتداء ہی میں حاصل ہو جاتے ہیں۔

اے عارف و عالم باللہ! اے عاقل اہل حضور ولی اللہ! اے صاحب شعور ظل اللہ! تمہیں واضح رہے کہ علم توریت‘ علم انجیل‘ علم زبور‘ علم قرآن‘ اسم اعظم‘ علم کیمیا اور جو کچھ چاروں کتابوں میں ہے اور علم احادیث نبوی ﷺ قدسی علم صحیفہ و خواب و الہام جملہ پیغمبران اور علم ظاہر و باطن اور حکمت حکیم اللہ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک اور تمام مخلوقات کن فیکون اور اٹھارہ ہزار عوالم لوح محفوظ‘ عرش اکبر‘ کرسی‘ علم ازل و ابد‘ علم دنیا و عقبیٰ‘ علم دیدار مشرف رب العلمین وغیرہ وغیرہ۔ سب کچھ اسم اللہ کی شرح ہے اور اسم اللہ ذات کے طے کرنے میں ہے۔ ان میں سے کوئی چیز بھی اسم اللہ ذات کے طے کرنے سے باہر نہیں۔

واضح رہے کہ جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو علم ظاہری و باطنی میں آزما لے کیونکہ اگر جاہل آدمی فقر شروع کرے گا تو آخر کار وہ مجنون و پریشان ہو کر رجعت کھا کر دیوانہ اور کافر بن جائے گا اور اس کا دل سلب کر لیا جائے گا۔ جیسا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "**ومن تزھد بغیر علم فی اٰخر عمرہٗ او مات کافرا**" جس نے بغیر علم زہد کیا۔ وہ آخری عمر میں یا دیوانہ ہوا یا کافر مرا۔

اقسام علم

علم دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہری، دوسرا باطنی۔ ظاہری عالم زبانی علوم کے عالم ہوتے ہیں اور انہیں وجود کا علم ہوتا ہے۔ لیکن باطنی قلب کے عالم ہوتے ہیں۔ جس شخص کو علم باطنی اور معرفت و توحید الٰہی پورے پورے حاصل ہیں۔ اسے ظاہری علوم کی کیا ضرورت ہے۔ مطلب یہ کہ ظاہر علم دلالت اور راستی کا گواہ اور راستے کا نگہبان ہے۔ رفیق طریق اور رفیق با توفیق علم باطنی ہے۔ جس طرح علم ظاہر ہے۔ اسی طرح علم باطن ہے۔ علم ظاہر بمنزلہ نمک ہے اور علم باطن بمنزلہ طعام۔ جس طرح طعام میں نمک جذب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علم باطن میں علم ظاہری گم ہو جاتا ہے۔ علم ظاہری چراغ کی طرح ہے اور علم باطن آفتاب کی طرح۔ علم ظاہری دودھ ہے تو علم باطنی مکھن و گھی، علم ظاہری بدن ہے تو علم باطنی روح ہے۔ علم ظاہری زراعت ہے تو علم باطنی غلہ ہے۔ علم ظاہری تیس سالہ محنت و مشقت کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے لیکن علم باطنی اسم اللہ ذات کے حاضرات سے ایک لحظہ میں حاصل ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مرشد کامل ہو۔

اسم ذات کے حاضرات سے علم لازوال ہوتا ہے۔ باطنی عالم ظاہری عالم پر اس طرح غالب ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کے سینے سے سارا علم سلب کر لے۔ یہاں تک کہ ظاہری عالم کو حروف تہجی بھی یاد نہ رہیں۔

ظاہری و باطنی علوم

ظاہری علم چودہ ہیں اور باطنی ستر کروڑ تین لاکھ پچاس ہزار پانچ سو اکتیس ہیں۔ چنانچہ ذکر و فکر کے ہزاروں ہی علم ہیں اور عالم ملک کے بھی ہزارہا عالم ہیں۔ باطنی علوم کے لکھنے کے لیے کئی دفتر چاہئیں۔ کیونکہ یہ علوم بے شمار ہیں۔ مرشد کامل پہلے ہی روز میں یہ سارے علوم سکھا دیتا ہے۔ جس سے طالب تمام کلی و جزوی علوم میں روشن ضمیر صاحب عیاں اور مکان لاہوت کا عارف بن جاتا ہے۔ یہ عالم فقیر نفس پر حکمران کا پہلا سبق ہوتا ہے۔ نابینا شخص دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھ سکتا ہے اور خود صاحب نظر ہوتا ہے اور اسے توحید و معرفت کی پوری پوری تحصیل اور تفسیر با تاثیر حاصل ہوتی ہے۔

طالب اللہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مردوا اور دوسرا مرد غازی۔ مردوا وہ جو دن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس و شیطان سے لڑائی کرتا رہے اور غازی مرد وہ جو اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے اغیار کے سرتن سے جدا کر دے اور لڑائی سے بے کھٹکے ہو جائے۔ یعنی مطلب یہ کہ استقامت عبادت سے بڑھ کر ہے۔ اس استقامت والے کو عالم باللہ اور عارف ولی اللہ کہتے ہیں۔ کیونکہ علم کی اصل وصل الٰہی ہے۔ جو علم بقاء ہے اور بقاء کی اصل لقاء ہے۔ جو عالم معرفت الٰہی لقا' بقاء اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت طلب نہیں کرتا۔ وہ عالم کس طرح کہلا سکتا ہے۔ اس واسطے کہ طالب دنیا بے حیا' مردار خور اور چوپایوں سے بدتر ہوتا ہے۔ جو عارف فقط نظر ہی سے علم کو رواں کر سکتا ہے اور توجہ سے طالبوں کو حضور میں پہنچا سکتا ہے۔ اسے ظاہری علم پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

علم بہر معرفت وحدت لقاء   ہر کہ خواند بہر دنیا بے حیا

قولہٗ تعالیٰ "ولا تشتروا بایاتی ثمناً قلیلاً" (۲-۴۱) "میری آیتوں کی قیمت کم نہ لو۔"

علم' نصیحت اور الٰہی رازوں کی معرفت کے لیے ہوتا ہے

ہر کہ خواند الفت عالم شد تمام   قید او عالم شود ہم خاص و عام

قولہٗ تعالیٰ "ونفخت فیہ من روحی" (۱۵-۲۹) اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں۔ جب ہوں تو میں اسم اللہ کی انتہاء کی کنہ معلوم نہیں کر سکوں گی۔

پس اہل دعوت عالم وہ ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے قرب سے باترتیب کنہ مقام کن فیکون سے پڑھے اور ماضی' حال اور مستقبل کی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہ ہو۔ تمام انبیاء' اصفیاء' نبی' مرسل' غوث' قطب اور اولیاء اللہ کو وسیلہ اور رفیق باتوفیق بنائے۔ اسم اللہ ذات کی کنہ (حقیقت' تہہ' انتہا' باریکی وغیرہ) کے تصرف' توجہ' نظر' تفکر' مشاہدہ' تجلیہ' نور' غرق' حضور' فنا و بقا' جمیعت جمال' معرفت وصال اور محبت طلب و توفیق احوال' شوق' شفقت' قلب سلیم اور روح رحمت سے کُنْ فَیَکُوْنُ میں جب سات روز وجود یہ مشق کی

جائے تو حکیم اللہ کی ساتوں حکمتیں حاصل ہوتی ہیں اور قلب قالب اور سارا وجود اس طرح پختہ ہو جاتا ہے کہ ساری عمر بلکہ قیامت تک چلہ، خلوت، مجاہدہ اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہر علم را در علم اللہ بخواں   اسم اللہ باتو ماند جاوداں
آنچہ خوانی غیر اللہ لاسوٰی   آں علم برباد شد کبرو ہوا

پس معلوم ہوا کہ جب مرشد تلقین دوست بیعت کرے اور ذکر و فکر کی تعلیم کرے اس وقت صاحب ذکر کے دل میں جس قسم کے خطرات، وسوسے اور توہمات ہوں گے۔ عاقبت میں بھی وہی اسے نصیب ہوں گے۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الاعمال بالنیات" اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔ نیز فرمایا "النھایۃ ھی الرجوع البدایۃ" شروع کی طرف لوٹنے کو نہایت کہتے ہیں۔ جو مرتبہ نہایت کی طلب کرتا ہے۔ وہ صاحب ہدایت ہے۔ جو شخص ہدایت و نہایت کا مرتبہ طے کر لیتا ہے۔ اسے جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ مرتبہ اشغال اللہ سے ہاتھ آتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جو عالم علم کی پوری تحصیل کرلے اور جو ذاکر ذکر الٰہی کرتے کرتے کبڑا ہو جائے تو ایسے عالم کو علم اولیٰ ایسے ذکر کو ذکر باطن میں مجلس نبوی ﷺ میں لے جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان مبارک سے فرماتے ہیں۔ اے عالم جو کچھ تو علم چاہتا ہے مانگ۔ تاکہ تجھے علم عطاء کیا جائے۔ اگر اس وقت عالم علم معرفت الٰہی کی طلب کرے تو غلطی نہیں کرتا اور عالم باللہ اور عارف ولی اللہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح ذاکر کو بھی فرماتے ہی۔ اگر اس وقت عالم دنیاوی عزو جاہ طلب کرے تو دنیاوی عزو جاہ یا قرب بادشاہ ظل اللہ میں نفس کا قیدی بن جاتا ہے۔

چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ طالب الخیر طالب اللہ وذکر الخیر ذکر اللہ طالب اللہ اچھا طالب ہے اور ذکر الٰہی اچھا ذکر ہے۔

طالب اسم اللہ ذات کے تصور کی طلب کرتا ہے۔ جس سے تمام مطالب حل ہو سکتے

ہیں۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "الدنیا قوس احواد ثہا سھلم ففروا الی اللہ حتی نجات الناس" دنیا کمان ہے اور اس کے حادثات تیر ہیں، پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو یہاں تک کہ تم نجات پا جاؤ۔ اشتغال اللہ یکدم اور اثبات قدم احوال یک دم کسے کہتے ہیں اور اثبات قدم کیا ہے اور اشتغال اللہ کی راہ کیا ہے اور احوال کا کون گواہ ہے۔

سو واضح رہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اور کن فیکون کی ندا دی۔ تو قدرت الٰہی سے تمام مخلوقات ظاہر ہوگئی اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ہوگیا۔ پھر قادر کل شیء قدیر کی قدرت سے الست بربکم کی آواز ہر ایک روح کے گوش گزار ہوئی تو انہوں نے قالوا بلیٰ کہا۔ بعض روحیں اس کہنے سے حال کی مستی میں آگئیں۔ چنانچہ اسی دیدار کی حضوری میں مستغرق رہ کر ہی ماں کے پیٹ میں آگئیں اور اسی شغل میں ماں کے پیٹ سے باہر نکلیں اور مادرزاد ولی اللہ مرتے دم تک اسی شغل میں رہے۔

چنانچہ جاں کنی۔ اسرافیل کے کرنا پھونکنے سے اور قیامت میں آنے' قائم ہونے تک وہ اسی شغل میں رہتی ہیں۔ پھر میدان قیامت میں آنے پر بھی اشتغال اللہ میں مشغول رہتا ہے۔ پل صراط سے گزرنے' بہشت میں آنے' حور و قصور کے دیکھتے وقت بھی وہی شغل رہتا ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب طہور کا ساغر لے کر پیتے وقت اور پھر پانچ سو سال رکوع میں اور پھر پانچ سو سال سجود میں پڑے رہتے ہیں اور پھر اس رکوع و سجود میں نکلتے وقت اور دیدار معبود سے مشرف ہوتے وقت بھی اسی شغل میں رہتا ہے۔ یہ لازوال معرفت کے مراتب ہیں۔ ان سے قرب حضوری وصال اور ابتداء سے انتہاء تک تمام کل و جزوی حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔

پس کامل مرشد وہ ہے جو جامع نور تک پہنچانے والا حضوری سے مشرف کرنے والا باطن معمور اور وجود مغفور ہو۔ پیر و مرشد کے لیے لازم اور فرض عین ہے کہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات طالب اللہ کو کن کے ذریعے ابتداء سے انتہاء تک کا تماشا دکھا دے اور دیدار سے مشرف کر دے اور ہر گھڑی بلا ریاضت

وطاعت حضوری میں پہنچا کر منصب دلائے اور شغل الٰہی میں مشغول کر دے۔

جس مرشد کو مذکورہ بالا مراتب اور قرب حضوری اور معرفت وصال حاصل ہے۔ وہ کامل ہے، ورنہ مرشد خام ہے۔ اس سے تلقین حاصل کرنا مطلق حرام ہے۔ اگر باطن میں اشغال الٰہی معرفت الٰہی اور قرب ووصال الٰہی کی لذتیں نہ ہوتیں تو سب کے سب سالک گمراہ ہوتے۔ جو شخص اس راہ راست سے واقف ہے۔ اسے حضوری وقرب الٰہی باتوفیق حاصل ہے اور راستے کا رفیق باتوفیق ہے۔ جو شخص اس میں شک کرے۔ وہ بے دین ہے۔ باطنی راہ آج تک شرک، کفر، نفس امارہ، دنیا اور شیطان سے فارغ ہے جو اس میں داخل ہوا۔ وہ امن میں ہو گیا۔ یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں۔ جن کا باطن صفا ہے۔ موتوا قبل ان تموتوا اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

کل و جز در یک حرف عارف شناس
شامی شامند عارفاں را ہر لباس

جسم رادر اسم پنہاں مے نمود   معرفت معراج وحدت میر بود

یہ مراتب شاہ فی اللہ اشخاص کے ہیں

چناں کن جسم رادر اسم پنہاں   کہ میگردد الف دربسم پنہاں

اس بوجھ کا اٹھانا مردوں کا کام ہے۔ اہل لاہوت ولامکان کامل انسان، شرف البشر مثلاً انبیاء اور اولیاء ہی اسم عظمت اور بار عظیم کو اٹھا سکتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "انا عرضنا الامانة وعلى السمٰوٰت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انهٗ كان ظلومًا جهولًا" (۳۳-۷۲) ہم نے امانت جب زمینوں آسمانوں اور پہاڑوں کے پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا [illegible] انسان نے اٹھالیا۔

معرفت میں تین با[illegible]صیبت کے وقت صبر، دوم عطاء کے وقت شکر اور سوم قضا پر راضی رہنا۔ جو شخص معرفت کا دعویٰ کرے اور اس میں یہ باتیں نہ پائی جائیں تو سمجھ لو کہ وہ سچا نہیں ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ معرفت سے صفا آئینے کی طرح تمام مراتب نظر آتے ہیں اور صاحب معرفت کو ہر مقام اور ہر مرتبہ کی نہ صرف واقفیت ہوتی ہے بلکہ انہیں دیکھتا بھی ہے۔ لیکن معرفت کی اصل نور ہے۔ جس سے عارف کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ یہ دائمی حضوری بعض کو وہم سے جو وحدانیت سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض کو خیال سے جو قرب وحضوری وصال اللہ سے ہو۔ بعض کو توجہ سے جو توحید تحقیق کی توفیق سے ہو۔ بعض کو فکر سے جو فنائے نفس اور روح کی فرحت ہے۔ بعض کو تصور سے جو ترک وتوکل سے کہ نیک بخت کے لیے ہر روز سعادت کا دن ہے اور بد بخت کے لیے ہر روز بدبختی کا دن ہے اور اہل کفر کے لیے ہر روز ابتری کا دن ہے۔ بعض کو تصرف سے کہ عارف کی نگاہ دونوں جہان پر ہوتی ہے۔ بعض کو حال سے بعض کو قال سے کہ اسے ہر مرتبہ اور ہر ولایت کی واقفیت ہوتی ہے۔ یہ مراتب عارف باللہ، عالم، عارف اور عالم باللہ اور ولی اللہ کے ہیں

انتظار شہپر توفیق بردن کاہلیت   خویش را افتاں و خیزاں بر سر منزل بیار
پست شمع برنمی آید کارے پیش او   ہرچہ داری پیشتر از مرگ کس برخود فشار
ہرچہ برخود مے پسندی برکساں آنرا پسند   آنچہ برخود چشم داری واں زمرد چشم دار
خانہ دربستہ فانوس حضور حاضراست   ہم زباں را پشتہ ہم چشم را پوشیدہ دار
ہرکہ ایں دست روسینہ برسائل نہاد   حاجت جنت گزارد چو پیشش رو بیار

امام خام کو وساوس شیطانی لاحق ہوتے ہیں اور اسے جس چیز کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ وہ بھی خام خیال ہوتا ہے۔ ناقص کا ذکر فکر اور مراقبہ بھی بے تحقیق ہوتا ہے۔ جسے باتحقیق حاصل، اسے مراقبہ باتوفیق حاصل ہوتا ہے۔

غرق ایک قسم کا عیب ہے۔ غیب کو ہم کس طرح تحقیق کر سکتے ہیں۔ مراقبہ حضوری کو باتوفیق ہے۔ توفیق کیا ہے؟ ایک نور ہے۔ جسے توفیق حاصل ہے۔ وہ نور توحید میں غرق ہے اور غیب اللہ تعالیٰ سے سوال کا جواب لے سکتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ خاص غرق باطن میں صاحب حضوری ہے اور صاحب باطن اس وقت باشعور ہوتا ہے۔ یہ تمام حمیت مستغرق ہونے میں ہے۔ اصلی راہ مستغرق ہونا ہے۔

سو ولی اللہ ہوا کرتے ہیں۔ جو باطن میں مستغرق یاد الٰہی نہ ہو۔ وہ باطل ہے۔ کیونکہ جو خاص ہیں انہیں رب جلیل کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ اس راہ سے دل روشن ضمیر اور خود حی قیوم میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ جو اس مطالعہ میں مستغرق ہے۔ وہ حی قیوم کو جانتا ہے۔ اسے مطالعہ لوح محفوظ کی حاجت نہیں۔ محب محرم راز طالب کو خدا رسیدہ بنا دیتا ہے اور کاذب طالب نفسانی خواہشات کی طلب کرتا ہے۔ یہ تمام برکت و عظمت اسم اللہ کی ہے۔ قاضی الحق اس امر کے لیے ذاکر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک ذکر دوام دوم مشاہدہ حضوری مدام۔

قاضی الحق فکر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک فنائے نفس دوم وجود میں حرص و ہوا کا نہ ہو۔ قاضی الحق مراقبہ سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک معرفت دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس۔ قاضی الحق اہل محبت سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک مشاہدہ دوسرے مشاہدہ میں مجاہدہ۔ قاضی الحق طلب سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک طلب دیدار' دوسرے بیزار از مردار۔

قاضی الحق مرشد سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک نگاہ سے دلی آنکھیں کھول دے۔ دوسرے طلب کو نور الٰہی میں مستغرق کر دے۔

قاضی الحق صاحب مذکور سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک مجلس حضور دوسرے قرب الٰہی سے الہام نور۔

قاضی الحق فقر سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک فیض' دوسرے فضل مثل باران رحمت۔ قاضی الحق درویش سے دو گواہ طلب کرتا ہے ایک دائمی درد' دوسرے علم لوح محفوظ کا شب و روز مطالعہ۔

قاضی الحق عالم سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔ دوسرے معرفت الٰہی کی طلب نیک اعمال کا کرنا۔

قاضی الحق قاضی سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔ اول اللہ تعالیٰ کو قدرت قدیم سے حاضر سمجھے دوسرے مفلس اور یتیم سے رشوت نہ لے۔ اہل حق کو حق دلائے۔ جھوٹے کو

جھوٹا قرار دے۔ مجھے ان لوگوں کی حالت پر سخت تعجب ہے۔ جو اپنے نفس کے قاضی بن کر دن رات اس کا محاسبہ نہیں کرتے۔ ایسے لوگ فقیر کہلانے کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ تو ڈھور ڈھوروں سے بھی بدتر ہیں۔

عزیز من! جو شخص ازل پر قدم اور حساب گاہ پر نظر رکھتا ہے۔ وہ دن رات کو ایک ہی سمجھ کر ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور دنیا کو ایک سرائے خیال کرتا ہے۔ دنیا کافروں کے لیے جمعیت اور جنت ہے۔ یہ آرائش کا مقام نہیں بلکہ امتحان اور آزمائش کا مقام ہے۔ کیا تجھے دنیا پسند ہے یا خدا؟ اور کیا تجھے دنیا پسند ہے یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم؟ اس دنیا کو فرعون نے پسند کیا تھا۔ یہ محض فتنہ وفریب نفس اور متاع شیطان ہے۔ اس کا طالب ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ جو شخص دنیاوی مال جمع کر کے شیطان کے کہنے کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ وہ بخل کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ اگر اس سے بچ سکتے ہیں تو صرف تین شخص۔ اول صاحب تصرف شبینہ، دوم صاحب تصرف روزینہ، سوم صاحب تصرف عارف باللہ جو بے نفاق و بے کینہ ہو۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "الدنیا مزرعة الاٰخرة" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یعنی اور ہر طرح سے قابل نفرت ہے۔ اگر اس میں کچھ خوبی ہے تو فقط یہ کہ اس میں رہ کر عاقبت کے لیے کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے

ہر کہ ایں راہے ندارند کور تر   کے شناسد عارفاں راہے بصر
اسم اللہ بس گراں است کن نگاہ   ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ ﷺ

تجھے معلوم ہے کہ بعض فقیر تو کسی کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں گنج عنایت اور تمام جہان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن بعض فقیر بے حمیت ہوتے ہیں۔ جو روٹی کے ٹکڑے کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کو مفلس فقیر بھی پڑھتے ہیں اور فقیر غنی بھی، اسم اللہ میں کوئی فرق نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک تو مفلس ہی رہتا ہے اور دوسرا غنی ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو شخص اسم اللہ ذات کی عظمت عزت اور قدر جانتا ہے۔ اسے اسم اللہ عزت عظمت اور قدر کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اور جو اس کی عزت نہیں کرتا۔

وہ فکر و فاقے میں مبتلا رہتا ہے۔ علماء کا علم کی وجہ سے یہی حال ہوتا ہے۔ جو حقیقی عالم ہے۔ اسے ہر طرح کی توفیق حاصل ہے۔

واضح رہے کہ فقیر کامل درویش مکمل عالم عادل عارف اکمل ولی اللہ اور غوث و قطب کی یہ پہچان ہے کہ وہ فنا فی اللہ کی کنہ کے مقام میں ہو کر تصرف تصور توجہ اور تفکر کے ساتھ اسم اللہ ذات کے ملنے سے آیات قرآنی منکشف کر سکے اور اسم اعظم کی برکت سے دونوں جہان کا نظارہ ہتھیلی اور پشت ناخن پر کر سکے۔

مرشد کامل صادق طالب کو پہلے ہی روز شروع سبق میں یہ مراتب اسم اللہ ذات کے تصور اور تصرف سے عنایت کر سکتا ہے۔ دعوت کا پڑھنا کوئی آسان کام نہیں کیونکہ اس میں اسرار الٰہی کے بڑے خزانے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "**ادعونی استجب لکم**" (۴۰-۶۰) مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

اے عزیز از جان! واضح رہے کہ اسم اللہ ذات ایمانی نور اور فیض و فضل الٰہی سب کچھ طی قلب میں مرقوم ہے۔

قولہ تعالیٰ "**اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ**" (۵۸-۲۲) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھا گیا ہے اور جنہیں اپنی روح سے مدد دی گئی ہے۔" اس قسم کے دلوں کو جنہیں قرب الٰہی کا تعلق حاصل ہے۔ قلب سلیم کہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ان کے نفس مردہ اور قلب زندہ اور روشن ضمیر اور روح بینا ہوتی ہے۔ قلب ہی صراط مستقیم ہے۔ بشرطیکہ بحق تسلیم ہو اور یہی مجموعہ کل ہے۔

قولہ تعالیٰ "**یوم لا ینفع مال ولا بنون الامن اتی اللہ بقلب سلیم**" (۲۶-۸۸) قیامت کے دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد صرف قلب سلیم فائدہ بخش ہوگا۔" قلب سلیم اسے کہتے ہیں جو وسوسوں، وہموں، خطرات، خناس، خرطوم، نفس و شیطان اور حادثات دنیاوی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے پر ہو۔ ایسے

دل پر ربانی رحمت و شفقت ہوتی ہے۔ ایسا شخص قرآن رحمٰن کے موافق اور نفس و شیطان کا مخالف ہوتا ہے۔

دعوت کا پڑھنا تین طرح کا ہوتا ہے۔ اول دعوت زبان با علم قال ضروری جس میں سچ بولنا اور حلال کھانا شامل ہے۔ دوسرے اسم اللہ ذات کے تصور کی زبان سے تصدیق کی جائے اور قلب کی حضوری ہو۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "**لا ینظر الی صورکم ولا ینظر الی اعمالکم ولٰکن ینظر فی قلوبکم و نیاتکم**" "اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**نیت المومن خیر من عملہ**" مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔" یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق مقرب حق، معشوق الٰہی، منظور نظر خدا، مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر اور نور مطلق کی توحید میں غرق ہو۔ اس وقت عبادت کا ترک کرنا ہی سعادت ہے۔ کیونکہ اس وقت عبادت معرفت خدا سے باز رکھتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: "**ومن ارادۃ العبادات بعد الحصول الوصول فقد کفرو اشرك باللہ تعالیٰ**" جس نے اللہ تعالیٰ کو حاصل کر لینے اور اس سے مل جانے کے بعد عبادت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر اور شرک کیا۔" کیونکہ حصول و وصول کے مراتب حق الیقین ہوتے ہیں۔ اسی واسطے وہ ہمیشہ مشاہدہ حضوری میں ہوتا ہے۔ جو شخص حضور سے روگردانی کرتا ہے اور حضور سے عبادت کو اچھا جانتا ہے۔ ایسا شخص چونکہ حق کو پوشیدہ کرتا ہے۔ اس لیے کافر ہو جاتا ہے۔

ہر کہ فی اللہ نور شدآں راچہ غم   شد وجودے نور از سرتا قدم

یہ راہ قرب و آگاہی ہے۔ اس میں سر کو قدم بنا کر چلنا چاہئے۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "**متشی عن الراس جدون الاقدام**" قدموں کے سوا سر کے بل چلنا چاہئے۔" یہ مراتب ایسے مراقبے سے حاصل ہوتے ہیں جن میں ظاہری آنکھیں بند کر کے باطنی آنکھیں کھولی جائیں۔ ان مراتب کو وہی شخص جانتا ہے۔ جو فقر کی تمامیت اور انتہاء کو پہنچ گیا ہو۔ قولہ تعالیٰ "**واذکر ربك اذا نسیت**" اپنے پروردگار کو تو

اس وقت یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے۔"

پس معلوم ہوا کہ ذکر سے فنا فی اللہ نور حضور کے مراتب اور وحدانیت حاصل ہوتی ہے۔ ذکر، فکر، مراقبہ وجود کو بھلا دیتے ہیں۔ چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من عرف ربہ فقد کل لسانہ" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔" یہ مراتب عظیم الشان لاہوت اور مکان کے ہیں۔

واضح رہے کہ سلک سلوک معبود کی حضوری کی راہ ہے۔ کیونکہ حضوری نفس امارہ کو قتل کرنے والی تلوار ہے اور حضوری میں اہل حضور کو مطلوب و مقصود کے تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جو طالب مرشد سے حضوری طلب نہیں کرتا۔ وہ مردود ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں دنیا مردار کی محبت باقی ہے۔ جو اسے معرفت الٰہی اور راہ حضوری کے دیدار سے باز رکھتی ہے۔ حضوری کی راہ وحدت و لقا سے مشرف کر دیتی ہے۔ جو طالب مرشد سے وحدت و لقا طلب نہیں کرتا۔ وہ بے ادب و بے حیا ہے۔ راہ معرفت اور راہ مکان و لاہوت قلب کے زندہ ہونے سے ہاتھ آتی ہے۔ جو دل بقائے دوام سے بیدار ہوتا ہے۔ اسے جذب اور کشش کے ذریعے قرب الٰہی سے نور حضور کا دیدار حاصل ہے۔ مبتدی اور منتہی کا تمام چھوٹا بڑا سلک سلوک معرفت الٰہی، مشاہدہ، جمعیت جمال، علوم توحید، حی قیوم اور لوح محفوظ کا لکھا ہوا سب کچھ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور سے ایک دم میں صاف صاف نمودار ہو جاتا ہے اور باطنی آنکھوں سے عین بعین دیکھا جاتا ہے۔ جو شخص اس بارے میں شک کرتا ہے۔ وہ کافر بے دین ہے۔ یہ سارے مقام سر سے ناف تک کی مشق وجودیہ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو شخص ان مراتب پر نہیں پہنچتا۔ وہ محض لاف زنی کرتا ہے۔ مشق وجودیہ کے مراتب حسب ذیل نظم میں مندرج ہیں۔

نظم

مشق سرتاپا رساند خوش ببیں　　ایں بود اسرار وحدت بالیقیں
ایں تصور برزخ از ھو یافتن　　ھو تصور را زباں خود ساختن

مے برد باتو تصور کبریا   ایں مراتب عاشقاں واصل خدا
از تصور سینہٗ سِرِّ اللہ   با تصورِ دل شود ناظر نگاہ
از تصور ناف بہ نفس و خلاف   ہر کہ ایں راہے ندا نداف لاف
مشق پنجاہ پنج ناف تا بسر   از تصور مشق شد صاحب نظر
مشق محرم میکند ہمراز رب   با حیا و با وفا و با ادب
ابتدائے مشق با شد معرفت   و زمشق دم زندہ شود عیسیٰ صفت
مشق معراج است دائم باحضور   واز حضوری مشق شددر غرق نور
کے شناسد مشق را محروم تر   بے خبر معرفت آں گاوٗ خر
با تصور مشق اللہ پیچ پیچ   ہر کہ ایں راہے نداند ہیچ ہیچ
طے بگر داند ترا ایں مشق حق   زیر پائے مشق شد جملہ طبق
مشق توفیق است با تحقیق داں   عارفاں رامشق دائم با عیاں
مشق مبر راہ رحمت حق نما   مشق معشوق است دائم دل صفا
مشق تصدیق است حال عارفاں   ابتدائے مشق باشد لا مکاں

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "حسنات الابراز سیئات المقربین" ابرار کی نیکیاں مقربوں کے لیے بمنزلہ برائیاں ہیں۔

اسم ذات کی حضوری سے دعوت قلب سراسر قبولیت ہے۔ جس وقت باتوجہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کی برکت سے دونوں جہان صرف توجہ ہی سے طے ہو سکتے ہیں اور تصرف و قید میں آسکتے ہیں اور دونوں جہان کو پشت ناخن پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس شخص کی یہ حالت ہو اسے نقش اور دائرہ پر کرنے' موکل فرشتہ مسخر کرنے' حصار' جنونیت' نحس و سعد وقت' جلالی اور جمالی حیوانات کے کھانے' زکوٰۃ' نصاب' دور بدور' بدل' قفل اور لکھنے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سب ناقص کے وہم اور وسوسے ہیں۔ کامل شخص ان سب کو چھوڑ دیتا ہے اور ان کی پرواتک نہیں کرتا۔ تیسرے دعوت نوری جو روح کی زبان سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کے پڑھنے والے سے دنیا اور آخرت کے تمام اسرار پوشیدہ نہیں رہتے۔ عقلمند عامل وہ

ہے جو تمام کو اپنے مرتبہ تصرف میں لائے اور ایک دم بھی اپنے نفس پر لذت کو جائز قرار نہ دے۔

قولہ تعالیٰ "بما انزلت من خیر فقیرہ" واضح رہے کہ فقیر چار صفت سے موصوف ہونا چاہیئے۔ اس کی نگاہ میں دنیا و آخرت ظاہر مکشوف ہوتی ہیں

بانظر عالم کند عارف فقیر در قید او عالم شود ہر ملک گیر
ناظر غرق آورد مرد حضور باشعور احتیاج ندارد از قیل وقال ذکر مذکور

بانظر عالم کند مفلس غنی بانظر ناظر کند حاضر نبی ﷺ
ہر کہ منکر از وحدت کرم کافرے مشرک شو واہل از صنم
راہ اسلامی بہ تصدیق زباں دل زباں چوں یک شود بیند عیاں
غرق فی ور ذات آں باشد حضور غرق شد اثبات وحدت ذات نور

غرق کے اقسام

غرق کئی ایک قسم کا ہوتا ہے۔ چنانچہ جسم اسم کے نور میں غرق ہو اور اپنے آپ کو بھول جائے۔ غرق روحانی، غرق قلبی، فی امان اللہ، غرق سلطانی، غرق قربانی، غرق فی اللہ ربانی، غرق لاہوت مکانی، غرق عین العیانی، غرق نور سبحانی، غرق نور ایمانی اور وہ غرق جس میں کوئی پردہ نہ رہے۔ یہ تمام قسم کے غرق اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان با توفیق طریق سے غلط اور صحیح میں تمیز ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اصل بر وصل فرض عین ہے۔ یہ مراتب بھی اسم اللہ ذات کے تصور کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر اسم اللہ ذات کی مشق وجود یہ مع تفکر کی جائے تو ماضی، حال اور مستقبل تینوں زبانوں میں حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا غرق کے علاوہ جو اور غرق ہیں۔ وہ سراسر خام خیالی اور بے معرفتی پر دال ہیں اور معرض زوال ہیں۔ مثلاً غرق دنیا، جو سراسر پریشانی ہے۔ اس کی اصل وہم، جنونیت اور حیرانی ہے۔ دنیاوی غرق والا معرفت کی معراج سے محروم رہتا ہے

غرق وحدت رہبری را پیشوا   با غرق حاضر شود عارف خدا

اور صاحب غرق بحر وجود میں غواصی کرتا ہے اور ہر دم معرفت کے موتی نکالتا ہے۔ ان مراتب کو اہل ہوس کیا جانیں۔ عالم اس شخص کو کہتے ہیں کہ علم میں اس درجے کو پہنچ جائے کہ سوائے حی قیوم کے اور کچھ نہ رہے

حی قیوم پیش تو قائم   تو گرفتار دیگرے دائم

جو شخص **الحمد للہ رب العلمین** پڑھتا ہے اور اس کی تفسیر بھی جانتا ہے۔ وہ اگر مخلوق کا محتاج ہو تو سمجھ لو کہ وہ شیطان ہے

صد شکر کردم بمنت صد ہزار ---- نیست ما را جز خدا کس اعتبار

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "**طلب الرزق اشد من طلب اجلہ**" رزق کی طلب اجل کی طلب سے زیادہ سخت ہے۔

قولہٗ تعالیٰ "**وما من دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقھا**" (۱۱-۶) روئے زمین پر کے سب چلنے والوں کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔

اے نفس جو ہماری روزی ہے۔ اس میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔ بعض رزق کو طلب کرتے ہیں اور رزق ان سے دور بھاگتا ہے اور بعض ایمان طلب کرتے ہیں اور ایمان ان سے بیزار ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طلب کرتا ہے۔ رزق اس کی طلب کرتا ہے اور ایمان اس کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتا ہے۔ یہ تمام مراتب ہمہ از اوست کے یعنی تمام اس کے حکم کے تحت ہیں۔ بندہ خدا سے جدا نہیں۔ بندہ وہ جو بندگی کرے۔ بغیر بندگی سراسر شرمندگی ہے۔ لیکن بندگی دائمی سے اور اس میں کامل معرفت ہو۔

عزیز من! انسان تحصیل سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔ تحصیل چار طرح کی ہے۔ نفسانی عقل دنیا کی طلب کرتی ہے۔ دلی عقل باطنی معرفت کی طالب ہوتی ہے۔ روحی عقل ناشائستہ افعال سے روکتی ہے۔ حیا کی عقل اسرار الٰہی سے مشرف کرتی ہے جس میں ان چاروں اقسام کی عقل پائی جائے۔ اسے ایمانی نور اور پوری عقل حاصل ہوتی ہے اور یہی باتوفیق حضوری کا وسیلہ ہے

ہر مطالب آخرت دریافتم   اسم اللہ پیشوائے ساختم
گم شدم در ذات وحدت لازوال   معرفت توحید نیست حق وصال
توحید مثل آبجو و عارفاں در آب جو   ماہی چوں در آب گمشد آب گو

اس مقام پر پہنچ کر زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے

روح برلاہوت قالب زیر خاک   قلب ذاکر است قلب راچہ باک
گم قبر گم نام بے نام و نشاں   جسہ را باخود برند در لا مکاں
وز خاک باہو ہو براید ہو بنام   عارفاں راذکر باہو شد تمام

اے عزیز! ہر ایک مرتبہ طے یقین میں ہے اور یقین کا مرتبہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ جو دین میں پکا ہے۔ یقین انبیاء اور اولیاء اللہ کی پیشوائی کا نتیجہ ہے اور خدا کی طرف سے رہبری کرنے والا ہے۔ جیسے یقین سے انسان خدا رسیدہ نہیں ہوتا۔ جو کفر اور شرک سے بھی نہیں نکال سکتا۔ اسے یقین نہیں کہہ سکتے۔ وہ از روئے نسل دلی غلاظت ہے۔ یقین اعتبار کے درجے پر پہنچا دیتا ہے اور اعتبار دیدار کو کہتے ہیں۔ اعتبار کا مرتبہ عارفوں کے نصیب ہوتا ہے۔ عارف فقیر اہل دیدار ہوتے ہیں۔ اعتبار اعتقاد کے درجے پر پہنچا دیتا ہے اور اعتقاد سراسر اتحاد ہے۔ اس سے اخلاص فنافی اللہ غرق فی النور التوحید حاصل ہوتے ہیں۔ اگر یہ سارے مراتب جمع ہوں تو اس مجموعے کا نام صدق ہے۔ صدق اس بات کا نام ہے کہ صادق طالب کو نہ دن قرار ہو نہ رات آرام۔ نہ اسے نیند آئے نہ بھوک لگے۔ بلکہ واحد طلب محبت کا پیادہ معرفت کے وصول کے لیے اسے اس طرح پریشان کر دے کہ جب تک قرب الٰہی حاصل نہ کر لے۔ اسے قرار و آرام نہ آئے۔ بس طالب حق بالضرور یقین کی قید میں ہے۔ خواہ باطل کی طرف راغب ہو تو بھی حق اسے باطل کی طرف نہ جانے دے۔

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات مراقبہ موت کے خواب سے بھی زیادہ سخت اور غالب ہے۔ جو طالب اللہ کو دیدار حضور کی طرف بجلی اور ہوا سے بھی زیادہ جلدی کھینچ لے جاتا ہے۔ جو شخص دیدار نور سے مشرف ہے۔ اس کا حوصلہ وسیع ہے اور وہ جہان

سے بھی زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ قرب ربانی کی نسبت خلق کی لعنت و ملامت کا بوجھ زیادہ بھاری ہے۔ عارف فقیر کے چار گواہ ہیں۔ خاموشی، عیب پوشی، دستکاری اور کم آزاری۔ یہ چاروں باتیں فقیر کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ جو ان صفات سے متصف نہیں۔ اسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ احمق، رسوا اور بازاری ہے۔

شرح فقر اہل ہوا اور اہل خدا

واضح رہے کہ اگر کوئی شخص عرش اکبر پر نماز پڑھے اور ہمیشہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا رہے تو بھی عارف فقیر نہیں بنتا۔ اگر کوئی شخص دونوں جہان کا نظارہ پشت ناخن پر کرے اور نفس کو ریاضت مجاہدہ اور حیلہ سے مار ڈالے۔ ہر ایک مؤکل فرشتے کو مسخر کرے۔ تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحوں کی مجلس اور ملاقات اسے حاصل ہو اور صاحب کشف و کرامت ہو اور عز و جاہ کے تمام مراتب اسے حاصل ہوں تو بھی وہ فقیر عارف باللہ نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی شخص عرش سے اوپر ستر سالہ راہ کے برابر چلا جائے تو بھی وہ ہوائے نفس میں مبتلا ہے۔ عارف فقیر نہیں۔ فقیر عارف باللہ وہی ہے جو قرب رحمانی میں فنا فی اللہ ہے۔ لاہوت لامکاں کا رہنے والا ہے۔ بے سر حضور میں آ جاتا ہے۔ بغیر زبان کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ جس شخص کو معرفت فقر الٰہی حاصل نہیں۔ اسے فقر کی آگاہی نہیں۔ فقیر کو راہ حضوری حاصل ہوتی ہے۔ حضوری راہ کے لیے مشاہدہ حضوری گواہ ہے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو اسرار کی انتہاء کو پہنچ گیا ہو۔ جس کی روح بمنزلہ وحی ہو۔ مشرف مجلس نبوی ﷺ ہو اور مقام اسرار میں ہو جو سراسر توحید مطلق ہے۔ ایسا شخص تقلید سے فارغ اور اللہ بس باقی ہوس۔

اے جان عزیز! جو شخص خلاف شرع طالب دنیا مخالف علم اور جاہل ہے۔ وہ سرود سنتا ہے۔ حسن پرستی کرتا ہے، شراب نوشی کرتا ہے اور نماز کا تارک ہوتا ہے۔ اہل بدعت، معرفت فقر اور ہدایت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ شیطان اور نفس کی قید میں رہتا ہے۔

واضح رہے کہ علم بہت ہیں بعض نیک اور بعض خوار' نیک علم سے معرفت اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور حضوری حاصل ہوتی ہے۔ لیکن خوار علم کی وجہ سے وہ ان باتوں سے محروم رہتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو نیک علم اور شیطان کو خوار علم حاصل تھا۔ ایمان کا سرمایہ علم ہے۔ لاہوت اور لامکاں میں پہنچانے والا علم ہے۔ عطاء اور قرب رحمٰن کا بخشنے والا علم ہے۔ اس قسم کا علم حق ہے' برحق ہے' علم عین ہے' عیانی ہے اور عارفی ہے۔ نہ کہ غم اور خوف میں مبتلا کرنے والا۔ پس معلوم ہوا کہ دونوں علم کی قید میں ہیں اور علم کلمہ طیب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی قید میں ہے اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی قید میں ہے۔ جو شخص دلی تصدیق سے پڑھتا ہے اور کلمہ طیب کی کنہ جانتا ہے۔ اس سے کوئی علم بھی مخفی نہیں رہتا۔ ظاہری علم راستے کے لیے ضروری ہے اور باطنی علم سے معرفت اور قرب[۱] الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ معرفت و توجہ باطنی علم ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ علم باطنی کا عالم اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو بے سر' بے زبان' بے آنکھ' بے کان' بے ہاتھ' بے پاؤں اور بے دل ہو کیونکہ ازلی شاگرد باطنی استاد سے فیض فضلی کے سبب توحید و معرفت کے علوم کا مطالعہ بغیر زبان کے کرتا ہے' بغیر کانوں کے سنتا ہے' بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے' بغیر پاؤں کے چلتا ہے اور بغیر ہاتھوں کے پکڑتا ہے۔ اس قسم کا عارف زندہ قلب اور دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں مرتا۔ اس قسم کے عارفوں کا جسم سراسر نور ہوتا ہے اور معرفت کا مطالعہ کرتا ہے۔ روشن ضمیر فنا فی اللہ اور صاحب حضوری ہوتا ہے۔ حضور میں باشعور اور وجود مغفور ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہی شفقت سے مسرور معشوق کہلاتا ہے۔ یہ مراتب عالم فی اللہ کے ہیں۔ جو شخص علم توحید و معرفت کا سبق پڑھتا ہے۔ اسے ظاہری علوم کی ضرورت نہیں رہتی۔ چنانچہ جناب سرکار کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من عرف ربہ فقد کل لسانہ من سکت سلم و من سلم نجی" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی اور جو خاموش رہا' وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا' وہ بچ رہا"۔ یہ مراتب عالم باللہ باطن صفا کے ہیں۔

---

[۱] اخوان باطن نفس و شیطان' خناس و خرطوم' وسوسہ و خطرات' روح منافق' قلب مریض'

دنیا پریشان، جاہل احمق، باطن توفیق، باطن زندیق، ظاہر بے ریا اور ظاہر باخبر کی شرح۔

واضح رہے کہ جو شخص فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی جانتا ہے۔ وہ جہان سے خالی ہاتھ جاتا ہے۔ جو فقیر کو بے برکت جانتا ہے۔ وہ خود بے برکت رہتا ہے۔ جو فقیر کو بے حکمت جانتا ہے وہ خود بے حکمت ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور والے عارف فقیر کو جاہل جانتا ہے۔ خواہ وہ ظاہری علم پڑھے بھی تو بھی وہ جاہل ہے۔ ایسا عالم بلا شک و شبہ دنیا میں فاقہ کشی کرتا ہے اور ہلاک و تباہ کرتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**کل اناء یترشح بمافیة**" ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔" فقر مثل چہرہ دیکھنے والے آئینہ کے ہے۔ جس طرح آئینے میں سے ہر رنگ خواہ سیاہ خواہ سرخ دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح فقر سے انسان اپنی اصلی حالت کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ جو فقیر کامل اور نامور عالم بے ریا ہو۔ اس کا ادب ملحوظ رکھو۔ خواہ ان کی تصویر دیوار پر ہی کیوں نہ بنی ہو۔ اگر عقلمند ہے تو تجھے ایک ہی بات کافی ہے اور اگر احمق ہے تو نفس کی قید میں رہ، اہل نفس مکھی کی طرح ہیں۔ خواہ وہ اڑیں بھی تو بھی شہباز کو نہیں پہنچ سکتے۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "**الفقر لا یحتاج الا الی اللہ**" فقر صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوتا ہے۔ لا یحتاج فقیر علم دعوت تکسیر میں صاحب تصور کامل ہوتا ہے۔ کامل کی نگاہ کے تصور میں اکسیر و پارس ہوتے ہیں

ہم کاملم ہم عاملم ہم حق نما
احتیاج کس ندارم جز خدا

جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ یہ حرص و ہوا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد ﷺ کی اجازت سے ہے۔

واضح رہے کہ عارف فقیر صراف کی طرح ہیں۔ وہ باطنی صفائی کی وجہ سے نیک و بد کو صرف نظر ہی سے پرکھ لیتے ہیں۔ جس طرح کے صراف نگاہ ہی سے سونے چاندی کو پرکھ لیتے ہیں۔

واضح رہے کہ عارف خدا سے واردات غیبی اور فتوحات لاریبی کا علم حاصل ہوتا ہے

جس کی وجہ سے محمدی معجزات وقوع میں آئے (ﷺ)۔ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد تصرف فضل باقی رہا۔ سو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور رفاقت سے علم غیبی کا الہام پورے طور پر ہوتا ہے۔ اس علم (علم محمدی ﷺ) کے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں کرنا چاہئے اور نہ اس پر نکتہ چینی کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ تحقیق کے طریق سے ہے۔ جو شک کرتا ہے۔ وہ بے دین ہو جاتا ہے۔ جو شخص عین العیان کے مرتبے پر پہنچا ہوا ہے۔ وہ روشن ضمیر ہے۔ اس پر ساری باتیں منکشف ہیں۔ بے ایمان جھوٹے اور مشرک اور باایمان اور صادق کی پہچان۔ روز جمعہ کی نیک ساعت کا معلوم کرنا۔ ننانوے اسماء الٰہی میں سے اسم اعظم کا معلوم کرنا۔ لوگوں میں سے اولیاء اللہ کو پہچاننا اور ماہ رمضان میں شب برأت کا معلوم کرنا سب کچھ ایک گھڑی میں بغیر ریاضت ومحنت حاضرات اسم اللہ ذات سے باتوفیق حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی کے سبب روحانیت کی ملاقات کامل عارف باللہ مرشد سے حاصل ہو سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من عرف اللہ لا یخفی علیہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء" جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔ پس ایمان خوف و رِجا کے مابین ہے۔

اب سمجھ لینا چاہئے کہ خوف کیا ہے اور امید کیا؟ خوف تو یہ ہے کہ قیامت کو عین نگاہ سے دیکھ لے اور ہوائے نفسانی کو چھوڑ دے۔ قولہ تعالیٰ "ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ" (۷۹ - ۴۰) جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جنت میں وہ شخص جائے گا جو باایمان ہوگا۔ رجا یہ ہے کہ انسان مکان ازل میں اہل ایمان کی صفت میں ہو کر الست بربکم کی آواز سن کر فقالوا بلیٰ کہے اور حقیقی مسلمان ہو جائے۔ اس سے روح کو فرحت ہوتی ہے اور معرفت اور توحید کا علم منکشف ہو جاتا ہے اور ہمیشہ مستغرق رہتا ہے۔ یہ مراتبِ رجاء اولیاء اللہ کو حاصل ہیں۔

قولہ تعالیٰ "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" (۱۰-۶۲) بے شک اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ کو نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پس ایمان کی کسوٹی اسم اللہ ذات قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ ہیں۔ ان سے ایماندار اور بے ایمان کی تمیز ہوتی ہے۔ ایمان کی کسوٹی یہ ہے کہ جب مرشد طالب اللہ کے وجود پر اسم اللہ ذات یا اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے باری تعالیٰ یا آیات قرآنی یا کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تصور سے توجہ کرتا ہے۔ تو اگر طالب با ایمان ہے تو اس کے وجود میں اثر ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر صاحب ایمان ہے تو ان کا اثر ان کے وجود پر ہوگا اور اسے عظمت عظیم، فیض فضل، قلب سلیم، صراط مستقیم اور عطاء عنایت ہوں گے اور وہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے روگردان نہ ہوگا۔ بلکہ ثابت قدم عیسیٰ صفت اور زندہ دم اور خلقِ محمدی ﷺ سے آراستہ اور با ایمان رہے گا۔ لیکن اگر وہ بے ایمان ہے تو اس کے وجود میں شرع محمدی ﷺ اور اسم اللہ ذات کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ نہ اسے قرآنی آیات فائدہ دیں گی۔ نہ اسماء الٰہی کچھ تاثیر کریں گے۔ نہ اسم اعظم رواں ہوگا بلکہ دعوت سے رجعت کھا کر کلام الٰہی پر بے اعتقاد ہو جائے گا اور بے متین تابع حرص و ہوا، مشرک، بے دین، مصاحب شیطان اور دنیاوی طلب میں ہمیشہ سرگرداں رہے گا اور سدا انانیت اور چون و چرا میں رہے گا

ہرگز ایماں بود حاضر مدام　　در طلب مولیٰ بود ایماں تمام

ایمان با اعتقاد ہے اور اعتبار با دیدار ہے اور دیدار قلب بیدار سے ہے۔ ان مراتب کی اس شخص کو کیا خبر ملی۔ جو تیلی کا بیل ہے۔ حُب دو ہیں۔ ایک ایمان کی، دوسری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ باقی تمام اقسام حب انہیں دو میں ہیں

ہر کہ ایں راہے نداند سر ہوا　　اہل ایماں ذاتی شد با خدا

با خدا فقراء وہ ہیں جو کہ با ادب اور با حیا مومن ہوں۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الحیاء من الایمان" حیا ایمان کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ یا یہ کہ حیا ایمان کی علامت ہے۔ اس کو جمعیت کل کہتے ہیں۔ بے حیا ہمیشہ دنیا کی

طلب میں پریشان رہتا ہے۔ اس کو جہل جمع جہولت کہتے ہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے پروا۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل۔ طالب وہ ہیں جو معرفت وتوحید حق پرستی اور فقر محمدی ﷺ کو چھوڑ کر دنیاوی مراتب کو جو کہ فرعون کا باعث فخر تھے۔ اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ انسان کہلانے کے مستحق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھورڈانگروں سے بھی بدتر ہیں۔

اے عقلمند عزیز! ذرا گورستان میں اہل قبور کی طرف نگاہ کر۔ ان کے احوال سے واقف ہو۔ تجھے بھی چند روز کے بعد یہیں آنا ہے۔ اس لیے تو معرفت وصال الٰہی حاصل کر لے۔ کیونکہ وقت ایک کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔ اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اگر تو اس سے مستفید ہو گا تو بہتر ہو گا۔ کیونکہ تو نفسانی ہے اور جو نفسانی ہے۔ اسے آخر فنا ہونا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "**كل نفس ذائقة الموت**" ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اسے یاد رکھ اور اس کی فرمانبرداری کر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**جمود العين من قوة القلب وقوة القلب من اكل الحرام من كثرة الذنوب من نسيان الموت من طول الامل وطول الامل عن الحب الدنيا**" "نیند بھر کر سونا دل کی قوت کی وجہ سے ہوتا ہے، دل کی قوت حرام کھانے سے، حرام کھانا کثرت گناہ سے، کثرت گناہ موت بھلا دینے سے، موت کا بھلا دینا لمبی چوڑی دنیاوی خواہشات سے اور خواہشات، دنیاوی محبت سے پیدا ہوتی ہیں"۔

نیز فرمایا: "**حب الدنيا رأس كل خطيئة**" دنیاوی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

جس کے ساتوں اعضاء اسم اللہ ذات کے تصور کی وجہ سے پاک ہیں۔ اسے اول و آخرت کے محاسبے کا کیا خوف؟ اے اہل ہوا و ہوس! یہ ہیں اولیاء اللہ کے مراتب۔ قولہ تعالیٰ: "**الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون**" (۱۰-۶۲) خبردار!

سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

گاہ ابتداء گاہ انتہاء دل درمیاں ہشیار شد
دریک دمے صد بار پنجاہ معرفت دیدار شد
آتش دیدار سوزد ہمچو چوب خشک را
ایں ریاضت اولیاء را نصیبے از خدا
نیست آنجا نفس و شیطاں نیست دنیا درون شب
نیست آنجا ازل و ابد و نیست حور، نے بہشت
نیست منزل نے مقام و نیست کونین و مکاں
بے مثل بیہوش بینم با قرب در لا مکاں
نیست آں جا ذکر و فکر و نیست درود و نے ثنا
غرق فی التوحید گشتم شد حضوری با خدا
در حضوری کس نگنجد طالب دیدار بین
دیں مراتب طالباں راشد نصیبے بالیقین
باہو باہو یقین حق الیقین راخوش نگر
ایں مراتب عارفانی کاملاں صاحب نظر

اے طالب کاذب مطالب نفس! اور اے مرشد ناقص! مثل مگس معرفت حق اور معرفت باطل کی شرح سن!

شرح معرفت

معرفت کے بارہ طریق، بارہ توفیق اور بارہ تحقیق ہیں۔ جو خود عالم اور عارف ہو گا۔ وہ دوسرے کو بھی معرفت کا علم سکھا سکے گا۔ معرفت قلب، معرفت نفس، معرفت روح، معرفت سر، معرفت خلق، معرفت شیطان، معرفت جونیت، معرفت فرشتگان موکل، معرفت ذکر و فکر، معرفت ورد و وظائف، دعوت اور تلاوت قرآن، معرفت فنا فی اللہ، معرفت فنا فی محمد ﷺ، معرفت فنا فی الشیخ جس سے طالب تصور شیخ میں مستغرق رہتا ہے اور

معرفت الٰہی اور توحید الٰہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ معرفت غوث و قطب جس میں عرش سے تحت الثریٰ تک سارے طبقات کی سیر ہو جاتی ہے۔ معرفت صاحب تصدیق صدیق با توفیق مومن مسلمان حقیقی با ایمان اول معرفت ابد معرفت عقبیٰ معرفت دنیا جس میں موتوا قبل ان تموتوا اس پر صادق آ سکے اور جس سے وہ بقاء الٰہی سے مشرف ہو اور یہ دونوں اس کے پر ہوں جن کے ذریعے وہ اڑ سکے۔

واضح رہے کہ جس شخص کو ظاہر میں نظری توجہ اور ظاہر با توفیق اور با تاثیر حاصل نہیں۔ اسے فقر باطنی کی معرفت ہرگز حاصل نہیں۔ جس کا باطن تحقیق پر ہے۔ اس کا ظاہر بھی ہر تصرف سے با توفیق ہے۔ مثلاً سونے' چاندی اور توجہ کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے۔ احمق لوگ ہر ایک کو عارف کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ معرفت مشاہدہ سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں

عارفاں راے شناسم و زفنا　　کے بود ایں عارفان بے حیا
ابتداء عارف مراتب اولیاء　　انتہاء عارف مشرف بالقاً

ہزاروں کتابوں کے سارے احوال مرشد کے قال کے ایک نکتہ میں آ جاتے ہیں۔ عارف فقیر ولی اللہ واصل خدا کے دو عمل ہیں۔ ایک دعوت کا کامل ہو۔ دوسرے معرفت میں کامل ہو

دعوت از یکدم برآید عامل است　　با توجہ برد حاضر کامل است

دعوت کا عامل وہ شخص ہے۔ تصرف' تصور' توجہ اور تفکر کے ساتھ حبس دم کر کے ایک دم میں مقام ازل میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی صف میں جائے اور پھر اسی ایک دم میں مقام ابد' مقام دنیا' مقام عقبیٰ' مقام لاہوت میں ہر ایک مومن مسلمان کی روح سے ملاقات کرے اور انہیں اپنا رفیق بنا کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر التماس کرے اور مشکل آسان کرائے اور پھر اسی ایک دم میں آ جا سکے۔ یہ دعوت قبور ہے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں جو صرف ایک ہی نگاہ سے طالب اللہ کو حضوری میں پہنچا دے اور توجہ ہی سے ہر مشکل آسان کر سکے۔ کامل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جہاں کہیں اسے کوئی یاد کرے۔ وہ جتہ

نفسانی یا قلبی یا وحی یا سری یا نوری سے امداد کے لیے حاضر ہو جائے۔ جو ان صفات سے موصوف نہ ہو وہ کامل نہیں بلکہ لدّو جانور ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

جاننا چاہئے کہ معرفت کی کیا علامت ہے اور عارف کی کون سی راہ ہے اور معرفت کی علامت یہ ہے کہ قرب الٰہی حاصل ہو اور عارف کی راہ یہ ہے کہ اس کی نگاہ دیدار الٰہی پر ہو اور ہر طریقے سے واقف ہو۔ یہ مراتب سلطان العارفین کے ہیں۔ فقیر دونوں جہان میں بادشاہ ہے اور اسے وہی شخص جانتا ہے۔ جسے لذت حضوری دیدار اور قرب الٰہی حاصل ہو۔ یہ گفتگو سے معلوم ہو سکتا ہے۔ عارف کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔ سوائے دیدار کے اور کچھ دیکھنا اس کی نگاہ کے لیے حرام ہوتا ہے۔ وہ لوگ بہت احمق ہیں جو مراتب مردار میں معرفت دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عارف کی ایک اور علامت یہ ہے کہ معرفت کا طالب پہلے ہی روز عارف ہو جاتا ہے اور مرتے دم تک ذکر اور فکر اور ورد سے لب جنبانی نہیں کرتا اور نہ کوئی ظاہری علم پڑھتا ہے اور اگر پڑھے بھی تو الٹا خود پسندی اور حرص و ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”جس نے اپنے بزرگ کو پہچان لیا، اس کی زبان گونگی ہو گئی“ اگر عارف لب جنبانی کرے تو ایک ہی بات میں عارف طالب اللہ کو ابتداء اور انتہاء کے مطالب حاصل کرا سکتا ہے۔ نفس کے عارف بہت ہیں اور قلب کے عارف بے شمار، روح کے عارف بھی بہت ہیں، لیکن مشاہدۂ نور حضور ﷺ کا عارف ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ یہ میرا کہنا میرے حال کے مطابق ہے۔

معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت نہ کرے۔ مرشد کی کاملیت یہی ہے کہ طالب اللہ کو باطن میں مجلس محمدی ﷺ کے حضور میں پہنچا دے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقین دلائے۔ ایسے شخص کو مرشد کہہ سکتے ہیں۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں ہے۔ وہ ناقص ہے۔ طالب اللہ پر ناقص سے تلقین لینا حرام ہے۔ تمام رواجی علوم، علم حی قیوم، علم

رقم رقوم، علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم قرآن پاک، علم احادیث نبوی، قدسی، علم لوح محفوظ اور علم کل مخلوقات سب کے سب ایک نکتہ میں ہیں۔ وہ نکتہ کیا ہے وہ نکتہ قال ہے۔ جو شخص نکتہ قال کی کنہ جانتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف ایک ہی نکتہ میں سارے علوم آجاتے ہیں۔

چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "العلم نکتة و کثرتها بالجهال" علم ایک نکتہ ہے جس کی کثرت جاہلوں کے پاس ہے"۔ سارا ذکر وفکر حال کے ایک نکتے میں ہے۔ ذکر وفکر اسے کہتے ہیں۔ جو حضور سے مشرف کر دے۔ جسے حال کا ذکر فکر نہیں۔ وہ محض خام خیال ہے۔ تمام معرفت احوال میں ہے۔ احوال سے جمیعت اور مشاہدہ جمال ایزدی حاصل ہوتے ہیں۔ کامل مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز سے علم کن سے سب کچھ پڑھا لکھا دیتا ہے۔ جو طالب روز اول کے علم کی وجہ سے تمام علماء پر غالب آتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء اور قلب اور قالب علم کن کی وجہ سے سراسر نور ہو جاتے ہیں۔ اس سے طالب کو تمام دینی اور دنیاوی مطالب و مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ ذکر وفکر حال نور معرفت اور ہے۔ مشاہدہ، حضور اور نور جمیعت بخشتا ہے۔ احوال سے قرب جمال حضوری حاصل ہوتا ہے اور غرق فی اللہ وہ ہے جو طالب دست بیعت ہوتے ہی قرب الٰہی کو پہنچ جائے۔ دونوں جہان اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ فقیر دونوں جہان کا بادشاہ ہوتا ہے

گر بخواہی خوش حیاتی طلب کن مرشد زکن
از کنہ کن جملہ حضولت بس ترا ایں یک سخن

کامل مرشد عارف کن اگر مل جائے تو مال تن اور جان تک فدا کر دے۔ ناقص مرشد بے حیا ہوتا ہے۔ اس پر تو طالب ہی غالب آتا ہے۔ نامرد مرشد بے باطن، بے توجہ، بے تصور، بے تصرف، بے تفکر اور بے توفیق ہوتا ہے۔ ایسے مرشد کے طالب کو رجعت ضرور لاحق ہوتی ہے۔ صحیح باطن مرشد وہ ہے۔ جو طالب اللہ کو مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف کر دے اور حضور الٰہی میں غرق کر دے اور طالب خود اس وقت مجلس و معرفت کو

تحقیق کرے اور اسے حضور کا شعور کلی ہو اور مجلس قرب دیکھ کر جنونیت، خناس، خرطوم اور شیطانی وسوسے اور توہمات سب رفع ہو جائیں۔ باطن کی اس حالت کو احوال کہتے ہیں۔ اس وقت حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "خذما صفا ودع ما کدر" اچھا اچھا لے اور برا برا چھوڑ دے۔

ایں چنیں دعوت کسے عاقل تمام　　　طالباں را ے رساند ہر مقام

دعوت زبانی، قلبی اور روحی کے یہ مراتب کامل مرشد طالب کو پہلے ہی روز کے سبق میں اس کی جمعیت خاطر کے واسطے دے دیتا ہے اور اس کو لا یحتاج کر دیتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

یہ نفس پر حکمران فقیر کے مراتب ہیں۔ جسے دولت، عزت، کرامت، شرف، گنج، علم، حلم، حکمت، جمعیت، مراتب، منصب، معرفت، توحید اور بادشاہی ملی۔ فقیر کو اللہ سے ملی اور فقیر کا رفیق وسیلہ اور معرفت الٰہی اور مجلس نبوی ﷺ ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمام خزانوں اور درجات و مقامات کا تصرف ان ہی دو باتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدمات فقیر، ولی اللہ کے ذمے ہیں۔ کیونکہ مراتب فقیر کے لیے زندگی موت ہے۔ "موتوا قبل ان تموتوا" مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اور مراتب موت فقر کے لیے حیات ہے۔ "یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی" (۱۹-۳۰) زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الا ان الاولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من الدار الدار" خبردار! سوائے اس کے نہیں کہ اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

فقیر اہل توحید اور اہل تقلید کی پہچان

اہل توحید فقر کی دو علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور اور ذات نور حضور کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے۔ دوسرے علم دعوت سے اسے اہل قبور کی روحانیت سے ملاقات اور ان کے مراتب اور فی اللہ حضور کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ مرشد کامل یہ

دونوں مرتبے پہلے ہی روز طالب صادق کو بخش دیتا ہے اور تلقین کرتا ہے۔ نیز فقیر کو کنہ کن کے مراتب سے پہچان سکتا ہے۔ وہ یہ کہ جس چیز کو ہونے کے لیے کہے۔ وہ امر الٰہی سے دیر میں یا جلدی ہو جائے۔ کیونکہ فقیر کا کلام حکمت الٰہی سے خالی نہیں ہوتا اور نہ ہی ہوگا۔ مطلب یہ کہ فقیر کی توجہ بادشاہی تمام خزانوں' دن رات کی دعوت با ریاضت سے افضل ہے۔ جو فقیر قرب الٰہی معرفت لاہوتی ولامکانی سے بخوبی واقف ہے۔ اگر توجہ کرے تو اس کا اثر دن بدن ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت تک ترقی کرتا رہتا ہے۔

جب تک فقیر کامل بادشاہ کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس کی مہمات سرانجام نہیں ہوتیں نہ اسے فتح حاصل ہوتی ہے۔ خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔ کیونکہ بادشاہ کو بادشاہ امر الٰہی سے فقیر کی مہربانی سے حاصل ہوتا ہے

حمایت را کہن دامانِ درویش   بہ از سد سکندر مدوبیش

اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اس قدر قوت بخشی ہے کہ اگر فقیر چاہے تو بادشاہ کو ایک پل میں غلام حلقہ بگوش کی طرح ننگے پاؤں حاضر خدمت کر سکتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ معرفت' توحید اور قرب ربانی کی لذت' جمعیت اور مراتب ملک سلیمانی کی بادشاہی سے بدرجہ افضل ہیں

بہ زہر لذت بود لذت خدا   لذت دنیا چہ باشد بے بقاء

فقیر ہرگز ہرگز بادشاہ کی طرف کسی التجاء کے واسطے رجوع نہیں کرتا اور نہ اس کی طرف جاتا ہے۔ مگر اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم اور اجازت ہو۔ فقیر اگرچہ فقر و فاقہ میں مرتے ہیں۔ لیکن بادشاہوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔ بادشاہ کو ہر طرح سے جمعیت بخشتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف لاتے ہیں۔ بادشاہ جو طالب اللہ ہے اور ولی اللہ فقیر بھی ہے اور اسے فقر اور قرب کے دونوں مراتب حاصل ہیں۔ فقیر ولی اللہ باطل ظل اللہ پر غالب ہوتا ہے۔ ہر ایک سر بادشاہی تاج کے لائق نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر ایک دل اسرار الٰہی کا خزانہ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقیر کے دیکھنے سے کلمہ حاصل ہوتا ہے اور اسی سے تمام خلق اللہ کو جمعیت اور

بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ انسان وہی اچھا ہوتا ہے۔ جو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے۔ اگر چہ فقیر چاہے تو ایک مفلس، گداگر کو بادشاہی تخت عنایت کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو تمام ملک کے بادشاہ کو معزول کر دے جو فقیر صاحب تصور فی اللہ ہے۔ اسے حکم الٰہی اور اجازت حضرت رسالت پناہی سے ہر قسم کا اختیار حاصل ہے۔ فقیر کی زبان رحمان کی تلوار ہوتی ہے اور وہ لاہوت و لامکان میں ہو کر عین بعین دیکھتا ہے۔ جو شخص اولیاء اللہ فقیروں اور درویشوں کا منکر ہے۔ وہ ہمیشہ پریشان اور بے جمعیت ہے۔ دعوت قہر عظیم سے زوال لاحق ہوتا ہے اور دعوت لطف الکریم سے روز روز لازوال ترقی نصیب ہوتی ہے۔ فقیر کامل ولی اللہ، عالم، عامل، عارف باللہ، واصل مکمل فی اللہ، اکمل بقاء باللہ وہی وہ ہے۔ جو مرید یا شاگرد صادق اور صفا کیش کو ذکر و فکر اور ورد و وظائف میں مشغول نہ کرے۔ بلکہ یکبارگی مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے اور طالب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دے اور باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت و ولایت کے منصب و مراتب دلائے۔ جس کامل مرشد کو دائمی حضوری حاصل ہے۔ اس کے لیے کسی کو حضوری میں پہنچا دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ جو مرشد مرید کو حضوری میں نہیں پہنچا سکتا وہ ناقص ہے۔ ایسے شخص سے تلقین حاصل کرنا حرام ہے۔ پیری و مریدی اسم اللہ ذات کے تصور اور حضوری سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ کوئی بے دینی نہیں کہ بے صدق و تصدیق حاصل ہو جائے۔ مرشد حضوری قرب الٰہی کے مراتب سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ جو مرشد قرب الٰہی سے آگاہ نہیں۔ اس کے لیے پیری و مریدی کا سلسلہ حرام ہے۔

صاحب دانش اور باشعور لائق معرفت اللہ حضور طالب کے لیے علم ظاہری اور باطنی حسب ضرورت لازمی ہے۔ جسے یہ دونوں علم حاصل ہیں۔ وہ حق کی کسوٹی اور حق الیقین کا محقق ہے۔ طالب مرشد سے، مرید پیر سے یا شاگرد استاد سے پہلے علم کیمیاء اکسیر طلب کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر دینی و دنیاوی مطلب حاصل نہیں ہوتے۔ جس کو یہ حاصل نہیں وہ ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ جسے جمعیت حاصل ہے، وہ انسان ہے، ورنہ حیوان۔

علم کیمیا اکسیر کے بارہ طریق ہیں۔ جو عامل کو باتوفیق حاصل ہوتے ہیں۔ جو مرشد

پیر یا استاد طالب یا مرید یا شاگرد کو اس امر کی اطلاع نہیں دیتا۔ وہ نالائق اور بد بخت ہے۔ اس کا وجود نفس مردود کی قید میں رہتا ہے اور وہ کم حوصلہ غلطی پر ہے۔ خدا کا غضب ہے کہ طالب یا شاگرد پیر و مرشد یا استاد کو پکڑے اور پھر خراب و خوار رہے۔ جو کامل مرید یا صادق طالب علم کو کیمیا اکسیر عنایت کرے، ثواب ہے۔ کیمیا اکسیر یہ ہے کہ ظاہر میں اس کا دل غنی ہو اور باطن میں اسے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل ہو اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم و قوی ہو۔ اسی کو کیمیائے اعظم کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ علم کیمیا میں عمل کی بارہ ہزار راہیں ہیں۔ جو عامل کے لیے تو آسان ہیں لیکن ناقص، اگر ساری عمر سخت محنت و ریاضت بھی کرے تو بھی اس کے لیے مشکل اور دشوار ہے۔ کیونکہ اس کا دل ہی سیاہ ہوتا ہے

گر نبودے عمل ظاہر کیمیا   کے رسیدے از عنایت کیمیا
بہ بود از کیمیا صاحب نظر   نظر عارف بہ بود از سیم و زر

کیمیا دو قسم کا ہے۔ ایک کیمیائے ہنر، دوسرے کیمیائے اسم اللہ ذات۔ پھر ان دونوں کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ جب ہر قسم کی کیمیا کو اپنے تصرف میں لے آتا ہے تو پھر کیمیائی ہنر کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کا دل سرد ہو جاتا ہے اور فقر میں آ کر غناء اور حمیت کو اختیار کرتا ہے۔ جس طرح مرد کے لیے کیمیا کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ اسی طرح حاصل کرنے کے بعد چھوڑ دینا بھی فرض عین ہے۔ اسے وحدت الٰہی میں ایسا مستغرق ہونا چاہیے کہ عمل کیمیا اسے بھولے سے بھی یاد نہ آئے ایک کیمیائے اسم دوسرے کیمیائے جسم کہ مردہ دل بھی حضوری معرفت الٰہی میں پہنچ کر کندن بن جاتا ہے کیمیا کے اقسام ذیل ہیں:

کیمیائے جسم، نظر، زبان، روح، سر، کان، ہاتھ، پاؤں، توجہ، تصور، مشرف، وہم، اوہام، الہام، خیال، دلیل، معرفت، فرحت، نور، حضور، روشن ضمیر اور کیمیائے ہر نفس امیر، یہ تمام کیمیا اکسیر اور دعوت تکسیر فنا فی اللہ فقیر مرشد کامل سے ہاتھ آتی ہیں جو کہ پہلے ہی دن طالب صادق کو مرتبہ عمل عنایت کر دیتا ہے۔

مرشد کے لیے ضروری ہے کہ طالب کو معرفت اور جمال حق دکھا دے۔ یہ دونوں باتیں آسان ہیں۔ کامل مرشد وہ ہے جو طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے پہاڑ میں سے سنگ پارس پڑا ہوا دے دے جو لوہے کو کندن بنا دے اور اسے ہر ایک علم حکمت گنج، جمیعت، ذکر فکر، ورد و وظائف، تصور، تصرف، توجہ، علم کیمیائے اکسیر اور علم دعوت تکسیر سکھا دے اور تمام دولت و مراتب اور چھوٹی بڑی نعمتیں بخش دے اور ماضی، حال اور مستقبل کے حالات سے واقف اور باتوفیق ہو۔ جس شخص میں یہ اوصاف نہیں۔ وہ دعوت کے علم میں ضرور رجعت میں پڑے گا۔ جو کامل ہے۔ وہ چاروں نعم البدل یعنی نعم البدل دنیا، عاقبت، ازل اور ابد اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ اگر انسان کو تمام غیبی و لاریبی خزانوں کا تصور و تصرف ہو۔ لیکن ہاتھ میں لا کر خرچ نہ کر سکے تو بالکل بے سود ہے۔ لیکن جب حقیقی نعم البدل حاصل کر کے ہر ایک نعم البدل اور گنج نعمت سے سلامت رہے تو لا یحتاج ہوتا ہے۔

حدیث قدسی

"یا عباد الذی قلوبهم عرشیة وابد انهم و حیشة وهمتهم سماویة ثمرة المحیت فی قلوبهم مقدوسة وخواطر هم جاسوسة سماء سقفتهم والارض بساطهم وذکر اینهم ورب علیم"

حدیث قدسی

"عباد الذی ایجاد هم فی الدنیا کمثل المطر اذا تنزل فی البر بیت البر فی البحر خروج الدار"

اے عزیز! اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ **"وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالو اسلاما"** (۶۳-۲۵) اللہ تعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ تم پہلے دل سے غفلت و غلاظت دور کرو۔ جو شخص حضرت پیر محی الدین

ؓ کا نیک اور سچا مرید ہے۔ وہ ہر وقت آفتاب کی آستین میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اگر مرید آنجناب ﷺ کی اولاد میں سے ہے۔ تو بھی اس کی یہی حالت ہے۔ جو شخص آنجناب ﷺ کی اولاد سے دشمنی کرے گا۔ اسے ناگہانی موت یا بیماری، بے رزقی کی تلوار قتل و تباہ کرے گی۔ وہ شخص احمق ہے جو حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی ؓ کے طالب مرید یا فرزند کو ستاتا ہے۔ یہ پیر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں۔ دانا کو اشارہ ہی کافی ہے۔

واضح رہے کہ فقیر عارف باللہ دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے۔ ظاہر میں تو باتوفیق ہو اور باطن میں باتحقیق ہو۔ ظاہری مراتب توفیق اور باطنی تحقیق کسے کہتے ہیں۔ ظاہری توفیق یہ ہے کہ دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہو اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اس کی قید میں ہو۔ ان مراتب والے کو لایحتاج اور کریم صفت کہتے ہیں۔ ان خزانوں میں سے دن رات جس قدر چاہے خرچ کرلے اور مشرق سے مغرب تک کی تمام مخلوقات کو روٹیاں دے، جائز ہے۔ کامل کے لیے ضروری ہے کہ ان خزانوں کی زکوٰۃ دے۔ جس کے قبضے میں الٰہی خزانے ہوں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا خزانچی کہتے ہیں۔ جس کو یہ تصرف حاصل نہیں۔ وہ قربت و معرفت پروردگار سے بے خبر ہے۔ باطنی توفیق یہ ہے کہ باطل توفیق کو چھوڑ دے اور حقیقت حق کی معرفت کو لے لے۔ صاحب مراتب وہ شخص ہے کہ صدیق اور عارف باتصدیق ہو۔ توحید قرب اور حضور کی اسے خبر نہ ہو اور غرق فی التوحید غرق فی الدیدار ہو۔ مجلس اولیاء اور انبیاء سے مشرف ہو۔ علم معرفت، علم توحید، علم نظر، علم لدنی، علم توجہ، علم تفکر، علم وجود، علم فنا، علم بقاء اور علم ظاہری سے فرق کرتا ہے۔

پس اے عزیز! معلوم ہوا کہ ارشاد کے لائق وہ شخص ہے جس کا ظاہر باتوفیق اور باطن برحق تحقیق ہو۔ ہر ایک طالب پر فرض عین ہے کہ مرشد کو کسوٹی کی طرح پہچان لے کہ آیا اس میں مراتب تحقیق اور توفیق ہیں یا نہیں۔ اگر مرشد کو یہ مراتب ہیں تو وہ طالب کو پہلی ہی نظری توجہ سے تحقیق اور توفیق کے مراتب پر پہنچا سکتا ہے۔ طالب کو مرشد کامل سے ارشاد حاصل کرنا چاہیے۔ ناقص بے توفیق اور بے تحقیق مرشد سے طالب صادق کے

لیے ارشاد حاصل کرنا سراسر حرام ہے

طالبا خیر باشی دام دار   دم گردانی بود گشتن تیار
طالب گر عاقلی عارف شناس   ے شناسد عارفاں اہل قیاس
کے بود ایں عارفان دل صفا   در طالباں زرسیم گیرند بے حیا

بعض فرقوں کا ظاہر باتحقیق لیکن باطن بے دین ہوتا ہے۔ ایسے لوگ پیغمبر کے بر خلاف ہوتے ہیں۔ بعض ظاہر و باطن دونوں میں بے دین ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم"(۲-۴۴) "کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو لیکن اپنے تیئں بھول جاتے ہو۔" بعض کا باطن باتحقیق ہوتا ہے لیکن ظاہر میں بے دین ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ظاہر میں شرع کے پابند نہیں ہوتے اور بعض کا ظاہر و باطن منجانب اللہ حق پر ہوتا ہے۔ ایسے لوگ حق کہتے ہیں، حق سنتے ہیں اور حق ہی جانتے ہیں۔ وہ حق پر چلتے ہیں اور باطل سے بیزار ہوتے ہیں۔ جو صاحب حق، حق پر چلتا ہے۔ اس کا باطن برحق ہے۔ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "کل باطن مخالف الظاهر فهو باطل" جو ظاہر باطن کے مخالف ہے وہ باطل ہے

گر یک رنگ شود یکتا صفاء   تابیابی معرفت وحدت لقاء
در دو رنگی دل بود روئے سیاہ   ایں مراتب کاذباں قہر از خدا

واضح رہے کہ کل تہتر فرقے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے تیئں غلطی پر نہیں مانتا اور ہر ایک یہی کہتا ہے کہ ہم راستی پر ہیں۔ لیکن ان میں سے بہتر غلطی پر ہیں اور مخالف شرع ہیں۔ اہلسنت و جماعت لوگ راستی پر ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر عارف وہ ہے۔ جو ان تہتر فرقوں کی واقفیت رکھتا ہو۔ لیکن کاربند اہلسنت و جماعت کے طریق پر ہو اور باقی بہتر پر غالب رہے اور انہیں ترک کر دے۔ کیونکہ اہلسنت و جماعت سعید ہیں۔ اس واسطے کہ اس طریق کی بنیاد معرفت قرآن پاک پر ہے۔ ان کے سوا سب تقلیدی اور شقی ہیں۔

واضح رہے کہ علم بہت ہیں۔ کوئی ملت یا طریق علم سے باہر نہیں۔ پس علم کا درس دو طرح کا ہے۔ ایک علم ظاہر، دوسرا درس ظاہر کہ تمام جہان شرع شریف کی قید میں ہے۔ دوسرے علم باطن معرفت، لطف رضا، پھر علم باطنی میں سات درس ہیں۔ سات طریق سے یہ علم حاصل کیا جاتا ہے جس سے سات توفیق جمعیت اور حکمت حاصل ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ مرشد عارف اور عالم ہے۔ وہ طالب کو تمام باطنی مطالب و مراتب نصیب کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے اسے علم ذکر و درس، ذکر سے ذکر کا عالم بنا دیتا ہے۔ پھر علم و فکر اور درس فکر سے فکر کا عالم۔ پھر علم مذکور اور درس مذکور سے عالم ہذا کو پھر علم الہام اور درس سے عالم الہام۔ پھر علم مشاہدہ حضور اور درس مشاہدہ حضور پھر غرق اور پھر علم معرفت سے مشرف دیدار کا عالم بنا دیتا ہے۔ اس وقت طالب کی حالت موتوا قبل ان تموتوا کے مطابق ہو جاتی ہے اور حسب ذیل آیت کریمہ کے موافق ہمیشہ انوار دیدار کا مطالعہ کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "مازاغ البصر وماطغی" "آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی"۔ قولہ تعالیٰ "علم الانسان مالم یعلم" انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے نہ آتا تھا"۔ قولہ تعالیٰ "من لدنہ علماہ" ہم نے اپنے پاس سے اسے علم عنایت کیا۔ قولہ تعالیٰ "واذکر رب اذا نسیت" (۱۸-۲۴) تو اپنے پروردگار کو اس وقت تک یاد کر جب تو اور سب کو بھول جائے۔ قولہ تعالیٰ "وعلم ادم الاسماء و کلھا" اور آدم کو ان سب کے نام سکھائے۔ تقویٰ بغیر معرفت اور توحید اللہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ علم تقویٰ اور علم متقی چار قسم کا ہے۔ اول فقہ کہ حلال کھانے اور سچ بولنے کے تمام مسائل از بر ہوں۔ دوم علم تصدیق۔ اس علم کو فکر فنائے نفس بھی کہتے ہیں۔ سوم علم فیض: جس سے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ چہارم علم فضل: جس سے متقی اسرار پروردگار کا مشاہدہ کرتا ہے اور مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ ان چاروں کے مجموعے کو تقویٰ ہدایت کہتے ہیں۔ یعنی ازلی عالم فیض فضل چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب" یہ ان پرہیزگاروں کے لیے باعث ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں ایسا متقی مجلس محمدی صلعم

اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر سکتا ہے۔ نیز دونوں جہان کا تماشا دیکھ سکتا ہے۔ اسے لقا اور جنت دونوں باتیں نصیب ہوتی ہیں۔ لاہوت ولامکان مشرف دیدار حق ہوتا ہے۔ جو شخص عالم دیدار نہیں اور علم دیدار کا سبق اس نے نہیں پڑھا۔ وہ مجہول ہے اور اسے معرفت باطنی کی بالکل خبر نہیں۔ اگر راہ باطنی میں یہ کرامت دیدار، نعمت، دولت، راعی مشاہدہ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا لقا نہ ہوتا تو باطنی راہ کے تمام سالک گمراہ ہو جاتے۔ جو طالب مرد ہے۔ اسے باطنی وظاہری لشکر، نقدی، معرفت، ذکر، فکر، انوار، حضور، مذکور، دیدار، مشاہدہ، قرب، قدس اور جمعیت جلیل سب کچھ حاصل ہے وہ کون سی راہ ہے۔ جس میں ایک ہی نظر سے تمام قید، قبض اور تصرف میں آجاتے ہیں وہ اسم اللہ ذات کے حاضرات ہیں۔ مرشد کامل اسم اللہ ذات کے حاضرات تمام آیات قرآنی، اسم اعظم کے حاضرات یا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاضرات کے وسیلے پہلے ہی روز طالب صادق پر سب کچھ منکشف کر دیتا ہے اور اسے عین بعین دکھا دیتا ہے۔ واقعی مرشد بھی اسی قسم کا کامل رفیق ہونا چاہیے۔

اے احمق! یہ مراتب صاحب شرع عارفوں کے ہیں۔ اہل بدعت بے دین ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بس سوائے اللہ ہوس۔

وہ کون سا علم ہے جس میں ایک فرض کے ادا کرنے سے سارے فرض ادا ہو جائیں اور ایک سنت کے ادا کرنے میں ساری سنتیں ادا ہو جائیں اور تمام واجب ایک ہی واجب کی ادائیگی میں پورے ہو جائیں اور تمام مستحب ایک ہی مستحب کے ادا کرنے میں آجائیں۔ وہ ایک نکتہ ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "العلم نکتة" علم ایک نکتہ ہے

م سہ حرف است یک نکتہ علم — علم دانی عارف و عالم چہ غم
ہر علم شریعت، علم از معرفت — عالم و عارف خضر عیسیٰ صفت
باھو ہر علم را از علم دریافتہ — علم عین از عین باخود ساختہ

علم کا ع اہل پر پہنچاتا ہے۔ ل لا یحتاج بنا دیتا ہے اور م مردانِ خدا اہل سے بنا کر

محبت، معرفت مشاہدہ اور مجلس انبیاء نصیب کرتا ہے۔ یہ ہے علم یعنی دل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا اور ظاہر میں تصوف کا مطالعہ کرنا۔ زبان سے اقرار کرنا اور قلب سے تصدیق کرنا اور قلب کا ہر وقت تسبیح میں مشغول رہنا۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اقرار باللسان و تصدیق بالقلب" زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا۔ اللہ تعالیٰ بس باقی ہوس۔

ظاہری علم چراغ کی طرح ہے۔ جس سے جہان کے ہر ایک گھر میں روشنی ہوتی ہے اور باطنی علم بمنزلہ آفتاب کے ہے۔ جس سے سارا جہان روشن ہے۔ عالم باللہ عارف آفتاب کی طرح ہے۔ جو روز بروز طلوع ہو کر تاریکی کو دور کرتا ہے۔ فقیر آفتاب ہے اور دنیا تاریک۔ قولہ تعالیٰ "اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور" (۲-۲۵۷) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا والی ہے انہیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لیے جاتا ہے:

عزیز من! تمام دنیا عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک اور زمین و آسمان کی تمام چیزیں بلبلے کی طرح ہیں۔ جس میں ہوا بھری ہوئی ہے اور صاحب علم بھی بلبلے کی طرح ہے۔ لیکن فقیر دریا کی طرح ہے۔ معرفت کے سمندر سے توحید، مشاہدہ قرب حضور، انوار دیدار نکلتے ہیں۔ عالم حی قیوم میں لانا بمنزلہ دریا ہے اور دریا میں بلبلے بکثرت ہوا کرتے ہیں۔ جس وقت دریا کا پانی حباب کو پھوڑتا ہے۔ اس میں سے ہوا نکل جاتی ہے اور وہ دریا میں مل جاتا ہے اور اسے دریا کا پانی نظر آنے لگتا ہے۔ خواہ عالم ساری عمر عمل ثواب کرتا رہے۔ پھر بھی بمنزلہ حباب ہے۔ فقیر نہ حباب ہے نہ دریا۔ بلکہ وہ حجاب کے درپے ہوتا ہے کہ کسی طرح اسے دور کر دے اور فقیر اور اولیاء میں وہی فرق ہے۔ جو حباب اور دریا میں۔ اگرچہ حباب فوق الادب ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی اصل پانی سے ہے۔ جس طرح حباب کو دریا کا مرتبہ حاصل نہیں۔ اسی طرح عالم کو فقیر کا سا مرتبہ حاصل نہیں۔ جس طرح عالم کو زبانی علم حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح فقیر کو تصدیق قلبی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ علم ظاہر میں عالم کو قل ھو اللہ احد کا زبانی سبق پڑھایا جاتا ہے۔ لیکن فقیر عارف طالب اللہ کو توجہ اور نظر سے تجلی باللہ اور حسبی اللہ کا سبق پڑھاتا ہے۔ جس طرح اہل ظاہر کے

لیے باطن اور علم باطن حجاب ہے۔ فقیر عارف باللہ ظاہری نگاہ سے ظاہری علم اور باطنی بینائی سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی تفسیر اور شرح اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہے

علم باطن ز معرفت رہبر خدا　　باز دارد حرص و حسد و ازہوا
بے زبانش خوانند از رسول　　علم باطن برد حاضری حق وصول

……

عارفاں بے سر رودبا پائے جان　　آں جا جہاں دیگر است دارالامان

جو شخص قلبی زندگی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر کدورت خناس خرطوم اور وسوسہ شیطانی اور خطرات سے خالی ہے تو درست ہے ورنہ جھوٹا ہے۔ ایسا شخص جس کا دل زندہ ہو۔ وہ قلبی ذکر کے غلبات کی وجہ سے مشاہدہ نور میں غرق رہتا ہے۔ جواب باصواب بذریعہ الہام حاصل کرتا ہے اور اسے قرب الٰہی اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ زبانی عالم کی کیا جرأت۔ جو قلبی عالم کے روبرو دم مارے۔ اگر دم مارے تو غضب جلالیت اسے مجنون دیوانہ اور مجذوب بنا دیتا ہے۔ زندہ قلب صاحب احوال روحانی کی کیا مجال کہ عالم صاحب سر عارف وصال کی برابری کرے اور صاحب سر عارف وصال کی کیا ہستی کہ موتو اقبل ان تموتوا کی فنا والے کے آگے دم مارے۔ قولہ تعالیٰ "یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی" (۳۰-۱۹) زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ صاحب وصال کی کیا مجال کہ عالم فی اللہ ذات و فی التوحید نور جامع جمعیت باللقا جمال کے روبرو دم مارے۔ جامع کے مراتب کی گنجائش وہم و فہم میں نہیں۔ لا تعداد اور لا انتہاء ہیں۔ مرشد کامل کو چاہیے کہ طالب کو پہلے ہی روز اسم اللہ کے حاضرات کی مشق وجودیہ کے ذریعے تمام مراتب طے کرا دے اور ایک دم میں سب کچھ دکھا کر بخش دے۔ تا کہ طالب کے دل میں افسوس اور حیرت باقی نہ رہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے گی تو اس کا وجود تلقین اور ارشاد کے لائق ہو گا۔ فقیر کے ارشاد سے طالب پہلے ہی روز نفس و شیطان پر حکمران اور دونوں جہان کا امیر بن جاتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء ذکر فکر مذکور

نفس، قلب اور روح سب کے سب نور حضور ہو جاتے ہیں۔ جو کامل مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو نور حضور کے مرتبے پر نہیں پہنچاتا۔ اس احمق نے خوامخواہ اپنے پیر مرشد کے نام کا اطلاق کیا ہے۔ ایسے شخص کا طالب بھی بے نصیب اور احمق ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے فقیر، مراتب فقیر اور نور حضور کی قدر ہی معلوم نہیں۔ ایسا شخص مع مرشد ساری عمر معرفت سے محروم رہتا ہے اور خود پسندی اور ریا کاری میں مبتلا رہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

مرشدِ کامل اور طالبِ صادق

واضح رہے کہ مرشد کامل صادق طالب اللہ کو ایک دم ایک قدم۔ ایک مراقبہ ایک توجہ، ایک نظر، ایک استغراق، ایک تفکر، ایک تصور اور ایک تصرف سے چھ چلے، چھ خلوتیں اور چھ مجاہدے میں یکتا کر دیتا ہے اور انتہاء تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء کو اس طرح پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے کہ پھر اسے چلہ اور ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ چھ چلے حسب ذیل ہیں۔ تماشائے ازل کی خلوت کا چلہ، تماشائے شکم مادر، دنیا میں عمر بھر کی خلوت، تماشائے قبر، تماشائے حشر اور تماشائے ابد عقبٰی اور بہشت کی خلوت کا چلہ۔ ان سب کو آزما کر پھر ان سے نکالتا ہے۔ پھر طالب کا وجود لا یموت بقاء ولقاء سے مشرف ہونے کے لائق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں کسی قسم کا افسوس یا حسرت باقی نہیں رہتی۔ عمر بھر کے مطالعہ علوم سے ایک دم کا وصال اور مشاہدہ حضوری اچھا ہے

آن علم غیب است بکشاید زراز　　　نہ مطالعہ قال باشد نے آواز
علم است علم از حلم درغیب دان　　　معرفت توحید نیست با عیان

……………………

جہل برکفراست جہل بر ہوا　　　عارفاں را شد لقا قرب از خدا

دنیا کا طالب اور دنیا کی طلب سراسر جہالت ہے اور اللہ تعالیٰ کا طالب اور اللہ تعالیٰ کی طلب سراسر علم ہے۔ جو عین بخش، عین نماز، عین صفا، عین لقا ہوتا ہے اور ہمیشہ خضر کے ہمراہ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے روشن ضمیری کا شعلہ

حاصل ہوتا ہے۔ جن کے ذریعے مشرق سے مغرب تک سارا ملک ایک ہی توجہ سے اپنے قبضے میں آ سکتا ہے۔ نیز اس کے مطالعہ سے علم فی اللہ ولقائے الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ توجہ کی تلوار سے نفس کو قتل کر کے منظور الٰہی بن سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کے مدنظر رہتا ہے

ہر کہ خواہد سے شود عارف خدائے　　روز و شب حاضر بود با مصطفیٰ
بے ذکر ذوق است فکر فیض تر　　درحضور نور شد صاحب نظر

جس شخص کا باطن باتوفیق ہے۔ اسے ٹھیک مجلس محمدی ﷺ کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔ جس کی یہ حالت ہو۔ پھر اسے دونوں ہاتھوں میں تسبیح لے کر وردو وظائف پڑھنے کی کیا حاجت ہے۔ جس کے قلب کی زبان جاری ہو۔ انوار دیدار سے مشرف ہو اور اس کا قلب حضور الٰہی میں ہو تو اسے تسبیح پھرانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ صاحب قلب مرشد صرف ایک نگاہ ہی سے حضور و قرب الٰہی تک پہنچا دیتا ہے

خوش بیادے طالبا طالب لقا　　آں چہ باشد مال و تن کن جدا
ہر کہ منکر از لقا محروم تر　　کور مادر زاد باشد بے بصر

مرشد کامل اسے کہتے ہیں کہ نجس اور پلید اور اہل نفس خراب حال طالب کو ایک ہی نگاہ سے حرص طمع تکبر خود پسندی اور خواہشات سے پاک کر دے اور ایک ہی توجہ سے معرفت اور لقائے الٰہی تک پہنچا دے

بانظر ناظر کند عارف خدا　　با توجہ مے کند با حق عطاء
از فکر فتنہ مے شود فربہ نفس　　ذکر فکر و خام تر اہل از ہوس

طالب صادق پیر و مرشد کامل سے دو مراتب طلب کرنے فرض عین ہے۔ ایک غرق میں باعتبار اور تصور میں باشعور ہونا۔ دوسرے لاہوت ولامکان میں مشرف دیدار ہونا۔ ان دو مراتب سے ایک تو توفیق حاصل ہوتی ہے دوسرے تحقیق۔ ان دو مراتب سے اور دو مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی محبت کل معرفت مشاہدہ اور دائمی قرب و حضور مجلس محمدی ﷺ یہ سب کچھ تصرف میں لانے سے غنی ہو جاتا ہے۔ لا یحتاج فقر تاج ہیں بلکہ

عارف ہے۔ فقیر مفلس نہیں بلکہ اسے حق تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر اہل ابرا نہیں بلکہ اہل بہشت ہے اور دونوں جہان کا امیر ہے۔ اس قسم کا عارف فقیر باطن آباد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جمعیت باطنی کی قوت عطاء کرتا ہے اور وہ اعمال ظاہری درود و وظائف ذکر فکر اور مراقبے سے آزاد ہوتا ہے۔ یہی خاص الخاص فقیر ہے

پنج بودم سہ شدم اکنوں دوم　　از دوئی بگذشتم و یکتا شدم
ایں بود توحید رحمت حق عطاء　　ایں بود فی اللہ فنا رویت لقا

یہ تمام مراتب شریعت محمدی ﷺ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں اور اسی کی برکت سے علم عین اور باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ عین بخش اور عین نما ہے۔

شرح علم

علم زبان کے مطالعہ سے زبان کا عالم اور قلب کے مطالعہ سے عالم قلب علم قالب کے مطالعہ سے عالم قالب، علم روح کے مطالعہ سے عالم روح، علم سر کے مطالعہ سے عالم سر، علم نفس کے مطالعہ سے عالم نفس ہوتا ہے۔ لیکن ان سب کا عالم علم معرفت اور توحید مطلق کے مطالعہ سے محروم رہتا ہے۔ اہل حجاب اہل تقلید ہوتے ہیں۔ فقیر کو معرفت و توحید الہام علم لدنی، علم الانسان مالم یعلم اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ مکان دیدار کی تمثیل ہی نہیں دے سکتے۔ جو سبق اللہ تعالیٰ سے پڑھتا ہے۔ اسے یاد رہتا ہے اور مجلس محمدی ﷺ میں دَور بَد ور مطالعہ علم کرتا ہے اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علوم کا تکرار رہتا ہے۔ علم مطالب، علم محبت، علم معرفت، علم مشاہدہ، علم قرب، علم حضور، علم جمعیت، علم فنا، علم بقاء، علم لقاء، علم یقین، علم اعتبار، علم انوار، علم دیدار یہ عین صراط مستقیم، قلب سلیم والے کے نصیب ہوتا ہے۔ علم جوہر ایمان اور نفس شیطان پر غالب آنے کا علم اس قسم کے مراتب صاحب علم کو نصیب ہوتے ہیں۔ جاہل اس راہ میں چل ہی نہیں سکتا۔ اس قسم کا عالم غیب دان اور عالم باعیان ہوتا ہے۔ ہر ایک منزل و مقام پر جو الٰہی خزانہ ہے۔ اس کا کیا نشان بتاتا ہے۔ "تلمیذ الرحمٰن اویسی قادری عارف باللہ عالم باللہ حقیقی کو حق شناس کہتے ہیں

موسیٰ ہمچو موسیٰ ے بیند گناہ　　خضر باطن احوال بودند حق نگاہ

جو طالب مرشد سے اپنا نصیبہ تحقیق نہیں کرتا۔ وہ احمق بے نصیب ہے۔ جو مرشد طالب کو دیدار پروردگار کے انوار سے مشرف نہیں کرتا، وہ بخیل ہے، بے توفیق ہے اور رقیب ہے۔ علم کا عالم بقائے رب العلمین سے مشرف ہے۔ علم سے کوئی مرتبہ دور اور باہر نہیں ہوتا اور نہ ہی ہوگا۔ طالب بقاء علم لقاء پڑھتا ہے۔ عالم لقاء کے سوا اور کوئی علم نہیں جانتا

طاقتے باید لقاء طالب بقاء　　بس گرانی بار بردار و خدا

علم بقاء باتوفیق ہے۔ کیونکہ یہ برحق اور تحقیق ہے۔ تمام علوم علم لقاء میں شامل ہیں جو علم لقا کا منکر ہے وہ مردہ دل، شرمندہ اور بے حیا ہے۔ "الحیاء من الایمان" حیاء ایمان کی علامت ہے۔ جس میں حیا ہی نہیں۔ اس میں ایمان کہاں سے آسکتا ہے؟ مرشد جو عالم لقاء ہے۔ وہ توجہ ہی سے طالب کو عالم لقاء تک پہنچا دیتا ہے اور طالب درس میں غرق ہوکر علم لقاء پڑھتا ہے

صد بار بار تو گفتہ شد اے طالبا　　بے نصیب ہرگز نیارد رو لقا

……

ہر کہ دعویٰ کرد من صاحب لقا　　مال و تن فدا بہر از خدا
طالب بقا بایک قدم　　لائق لقا طالب بود اہل از کرم
دیدار در انوار بیند عارفاں　　در لاہوت لامکاں صاحب عیاں
آنچہ بنی از تصور شد لقا　　اسم اللہ برو حاضر با خدا
دیدہ در دو دیدۂ دیدہ بدل　　دیدار در دل خوش بہ بیں اے رونجل

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "رایت فی قلبی ربی" میں نے آپنے پروردگار کو اپنے دل میں دیکھا

باہو در دل من یافتہ تحقیق تر　　دل ز دل شد پیشوا صاحب نظر

جس عالم کو معرفت الٰہی سے علم حاصل نہیں وہ بے معرفت عالم نفس کی قید میں ہے۔ جس عالم کو علم لقا حاصل نہیں۔ وہ بے حیا نفس کی قید میں ہے۔ جس عالم کو قرب الٰہی کا علم

حاصل نہیں۔ وہ نفس کی قید اور قہر میں ہے۔ جس عالم کو عالم وصال سے بہرہ نہیں۔ وہ ہمیشہ نفس کی قید میں رہتا ہے

نفس را بگذار طلب از روح گیر   تاشوی عارف خدائی اللہ فقیر

قلب گوشت کے اس لوتھڑے کو نہیں کہتے۔ بلکہ قلب وہ ہے جو معرفت محبت اور مشاہدہ پر ہے اور دیدار انوار پر مشرف ہے اور روز الست سے مست ہے

مرشد شوی طالب شدی بمعرفت   گر مردہ را زندہ کنی عیسیٰ صفت
تانگردد غرق فی التوحید نور   کے شوی عارف خدا اہل حضور
راہ فقرش دیگر است فیض و فضل   نظر برتوحید کن زاں کن ازل
کس نیا بم طالبے لائق لقا   درطلب اثبات جاں دہ راہ خدا
پیش مردم شد مزن اے لافزن   برزبان اللہ در طلب زن

دیدار انوار حضور لقا سے مشرف ہوئے بغیر ذکر‘ فکر‘ مراقبے اور ورد و وظائف سے ہرگز باطنی صفائی حاصل نہیں ہوتی۔ دیدار لقاء سے مشرف ہوئے بغیر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نہیں ہوتی۔ مرشد جو عارف لقا ہے۔ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز تمام علوم مثلاً علم فنا‘ علم بقاء‘ علم روح‘ علم غیب دانی‘ علم قرب ربانی‘ علم لقا‘ علم عین العیانی سے مشرف کر دیتا ہے اور وہ زندہ قلب اور فانی نفس ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے مراتب اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں۔ جسے اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ خاص الخاص اور باتحقیق ہے۔

واضح رہے کہ طالب جسم نفس سے مراتب نفس میں ہے۔ جسم قلب سے مراتب قلب کا طالب جسم روح سے روح کا طالب ہے۔ جسم سر سے طالب دیدار ہے جسم یقین سے مراتب بقا حاصل کرتا ہے اور جسم اعتقاد سے مراتب اتحاد ہاتھ آتے ہیں

گر بگویم شرح ہرمک ہر مقام   از ازل تا ابد کے گردد تمام

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اے عزیز! جو علم حاصل کرتا ہے اسے عالم‘ جو ذکر کرتا ہے اسے ذاکر‘ جو فکر کرتا ہے

اسے فکر کنندہ جو مراقبہ کرتا ہے۔ اسے صاحب مراقبہ کہتے ہیں۔ غرضیکہ جو شخص جو کام کرتا ہے۔ اسی سے موسوم ہوتا ہے۔ اسی طرح عارف ولی صاحب مکاشفہ، صاحب مجالس، صاحب مجاہدہ، صاحب مشاہدہ، صاحب مجادلہ، صاحب محاربہ، صاحب قرب، صاحب نور اور صاحب حضور ہوتا ہے۔ اہل باطن، اولیاء صاحب صفاء، صاحب نفس، صاحب غوث، صاحب قطب، صاحب روح، ابدال و اوتاد، صاحب سر اور صاحب درویش ہوتا ہے۔ لیکن فقیر کے مراتب اور ہی ہیں۔

چنانچہ مندرجہ بالا تمام مراتب اگر ایک جگہ جمع کیے جائیں تو فقر کے مراتب کا عشر عشیر بھی نہیں۔ ان مراتب والے غرق فی اللہ سے بے خبر اور خدا نا رسیدہ ہوتے ہیں۔ ان کا ہر ایک مرتبہ فقر سے بعید ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے فقر کے مراتب کو سنا ہو۔ لیکن صرف سننے سے کام نہیں چلتا۔ وہ باوجود سننے کے حجاب میں رہتے ہیں۔ پس فقیر کسے کہتے ہیں۔ فقیر کے مراتب لا تعداد اور لا انتہاء ہیں۔ لاہوت و لا مکان اس پر عیاں ہیں۔ اسی وجہ سے فقر کی شان سب سے بڑی ہے۔ فقر کو مذکور کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ نیز اسے قرب دیدار حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ دیدار کے یہ مراتب کس اعتبار سے ہیں؟ تو جواب دو کہ "**الفقر فخری و الفقر منی**" کی وجہ سے۔

فقیر پہلے ہی روز دیدار سے مشرف ہے۔ اس کا متوسط مرتبہ غرق فی النور ہے اور اس کا انتہائی مرتبہ یقین و اعتبار سے مشاہدہ رویت اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ مشرف دیدار کس علم سے ہو سکتا ہے اور مشرف دیدار کس راہ پر چلتا ہے۔ مشرف دیدار کو اسم اللہ ذات کا علم حاصل ہوتا ہے اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ حاصل ہوتی ہے۔ اس راہ والے کو حضوری اور قرب دیدار حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ منجانب اللہ حق پر ہوتا ہے اور جمعیت بخشنے والا حق ہے۔ اس راہ کی وجہ سے انسان باطل سے بیزار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ باطن کی بنا بھی باطل پر ہی ہوتی ہے۔ مشاہدہ و دیدار سے مشرف ہونے کا گواہ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہے۔

چنانچہ لا الٰہ کہنے سے ہستی چھوڑ فنا اختیار کرتا ہے اور نابود ہو جاتا ہے اور الا اللہ کہنے

سے لاہوت ولامکاں میں توحید تک پہنچ جاتا ہے اور دیدار رب العالمین سے مشرف اور وسیلۂ نجات ہو جاتا ہے اور محمد رسول اللہ کہنے سے بندے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔ موتوا قبل ان تموتوا اور فنا و بقاء کے یہ مراتب ہیں۔ ان مراتب والے لقاءِ الٰہی سے مشرف شریعت کے مطابق اور غالب ہوتا ہے۔ جس کو بقائے مولا کی معرفت حاصل ہے۔ وہ حق سے حق پر ہونے کے سبب حق سے مشرف کرسکتا ہے۔ جو شخص کلمہ طیب' اسم اللہ ذات اور دیدار کا منکر ہے وہ مردود و مردار خوار اور کافر ہے۔ جو کلمہ طیب سے رجعت کھاتا ہے۔ وہ دنیا و آخرت دونوں میں مرتد' مردود اور عاق ہو جاتا ہے۔ جو مرشد یا پیر کلمہ طیب کی کنہ کے سبب حضور سے مشرف نہیں کرسکتا اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں منصب نہیں دلاسکتا۔ وہ احمق ہے خوامخواہ اپنے تئیں پیر و مرشد کہلاتا ہے۔ ویسے تو پیر مرید بہت ہیں اور دنیا کے طالب اور مردم کش قصاب مرشد بے شمار ہیں۔ لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہوتا ہے۔ جو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچاتا ہے اور دیدار پروردگار سے مشرف کرتا ہے۔ دونوں جہان علم قرآن پاک کی قید میں ہیں اور علم قرآن کلمہ طیب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی طے (لپیٹ) میں ہیں اور کلمہ طیبہ اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔ کلمہ طیب اور اسم اللہ ذات سارے وجود کو یکبارگی پاک اور پاکیزہ بنا دیتا ہے اور وجود سے پردہ اٹھا کر دیدار سے مشرف کرتا ہے۔ اس پر تو تعجب نہ کر اور نہ اس سے انکار کر۔ کیونکہ علم غیب' غیب تک پہنچا دیتا ہے۔ علم باطن' باطن تک اور علم ظاہر وجود تک تاثیر و تفسیر کے ساتھ پاک کر دیتا ہے۔ علم اللہ کافی ہے۔ باقی سب ہوس ہے۔

واضح رہے کہ علم کے معنی جاننا ہے۔ بعض علوم کے کثرت مطالعہ سے سر دردی اور دماغ کی کمزوری لاحق ہوتی ہے اور بعض سے خودی و تکبر پیدا ہوتے ہیں۔ عقل نہیں رہتی اور علم کی تحصیل کے بعد جس کی عقل ٹھکانے رہتی ہے۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار پروردگار کی طلب کرتا ہے اور پھر وہ معرفت' قرب' حضور اور دائمی دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے اور اسے مجلس محمدی ﷺ حاصل ہو جاتی ہے۔ علم وصال کا راہبر ہے۔ عالم جو عارف ولی اور فقیر ہو۔ اس کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ اسے عنایت اور ہدایت دونوں حاصل

ہوتی ہیں۔

علم کے تین حرف ہیں اور ہوتا بھی تین قسم کا ہے۔ یعنی علم نفس، علم قلب اور علم روح اور عالم نفس ہمیشہ نافرمان، عالم قلب ہمیشہ علم عاقبت بالخیر کے مطالعہ میں مصروف رہتا ہے اور عالم روح علم عین کے مطالعہ کی وجہ سے نفسانی خواہشات اور انانیت کو چھوڑ دیتا ہے۔ نفس سے علم حرص و ہوا۔ قلب سے علم صفا اور روح سے علم طلب معرفت الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ علم ظاہر سے عالم شریعت کو فرض، واجب، سنت، مستحب اور ضروری احکام کی واقفیت ہو جاتی ہے اور علم باطنی سے باطنی عالم کو عرفان الٰہی اور توحید کی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ نیز اسے قرب الٰہی و حضوریٔ مجلس محمدی ﷺ بھی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ عالم حضوری اور عالم ضروری عین ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ ان کی مجلس یا ہمنشینی آگ اور پانی یا اندھے اور بینا کی طرح راست نہیں آتی۔ خبردار! دل سے ماسوی اللہ تعالیٰ کو نکال عالم قلب اور عالم روح کے لیے ضروری ہے کہ عالم نفس سے گفتگو تک نہ کرے۔ کیونکہ وہ مردہ دل اور پژمردہ قالب نفس اور دنیا کی قید میں ہوتا ہے۔

فقرِ اختیاری و اضطراری

واضح رہے کہ فقر دو قسم کا ہے۔ ایک اختیاری اور دوسرا اضطراری۔ فقر اختیاری "الفقر فخری و الفقر منی" اس کے دو مراتب ہیں۔ ایک خزانۂ دل کا تصرف اور عنایت اور تمام دنیاوی خزانوں کا تصرف۔ دوسرے ہدایت معرفت اور قرب الٰہی، فقر اضطراری والا دربدر بھیک مانگتا پھرتا ہے اور عنایت سے محروم رہتا ہے۔ اس میں دن رات فقر کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ فقر اضطراری ہی فقر مکب ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "نعوذ باللہ من فقر المکب"، عین منہ کے بل گرا دینے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ فقر اختیاری اسم اللہ ذات اور قرب حضور پر مبنی ہے

از میان نقش بین نقاش را معرفت توحید این است حق لقا
غرق فی التوحید شود ذات نور اسم اللہ برد حاضر با حضور

من غلام قادریم و قادری   ہر صحبتی با مصطفیٰ ﷺ حاضری

نفس کی خوراک اور قوت کیا ہے؟ اور قلب کی کیا؟ اور روح کی کیا؟ نفس کی قوت حرص اور لذت دنیا۔ قلب کی مشاہدہ حضوری اور بندگی ہمیشہ کی بیداری اور روح کی مشرف بہ لقائے الٰہی ہونا اور دیدار پروردگار کے انوار میں غرق ہونا۔ جب طالب اللہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے تو نفس کو طمع اور حرص سے باز رکھتا ہے۔ جب نفس قلب اور روح کی قید میں آ جاتا ہے تو نفس کو طمع اور حرص سے باز رکھتا ہے۔ جب نفس قلب اور روح کی قید میں آ جاتا ہے تو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اور اس کی صورت نورانی ہو جاتی ہے

گر بیابی طالبا توحید راز   روح قلب وہم سخن با آواز
رفت نفسے از ہوا رحمت رسید   معرفت توحید دیگر را ندید

اسی حالت میں انسان کا ملاپ نور سے ہو جاتا ہے

کسے را نفس قلب و روح نور است   فنا فی اللہ بود دائم حضور است

با تصور اسم اللہ ذات کے مراقبہ کی انتہاء یہ ہے کہ حضوری الٰہی سے مشرف ہو انوار دیدار پروردگار سے حاصل ہو۔ مرد خدا یہ دیدار ایک دم میں سات مرتبہ کرتے ہیں۔ اگر بحر مکاشفہ میں غوطہ لگائیں تو دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ مراقبہ سے ایک دم میں قیامت تک کے واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس پر نہ ہی نکتہ چینی کرو اور نہ ہی تعجب کرو۔ راہ حضوری اور معرفت و قرب الٰہی میں ظاہری اور باطنی ہر مقام با توفیق تحقیق ہو جاتا ہے۔ کامل مرشد نعم البدل ہے اور نعم البدل کے مراتب دونوں جہان کا معمہ ہیں۔ توحید کی چابی سے ہر ایک مقام کا قفل کھل سکتا ہے

مرتبہ ایشاں نہ باشد مرتبہ ہا   در فنا فی اللہ وحدت با خدا

جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی معرفت کا سبق پڑھتا ہے۔ وہ چودہ طبق کا تماشہ پشت ناخن پر دیکھ سکتا ہے۔ کامل مرشد سے مذکورہ بالا مراتب کا حاصل کرنا آسان ہے۔ جو مرشد عارف نظارہ ہے۔ اسے طالب کو لامکان کے مراتب عیاں کرتے ہوئے کوئی دیر نہیں لگتی۔ جس شخص کو کیمیا اکسیر معلوم ہے۔ وہ نہیں کہتا اور جو نہیں جانتا وہ کہتا ہے۔ نیز جو

شخص کہتا ہے کہ میں کیمیا گر ہوں۔ وہ سراسر جھوٹا ہے۔ وہ احمق بمنزلہ بیل ہے۔ عامل لوگ اپنے تیئں پوشیدہ رکھتے ہیں اور لایحتاج ہوتے ہیں۔ مُہوِس (کیمیا گر، حریص وغیرہ) لوگ خراب وخستہ اور محتاج ہوتے ہیں۔ جس شخص کو اسم اللہ ذات کا تصور وتصرف حاصل ہے۔ وہ حضوری میں کامل اور دعوت کا عامل ہوتا ہے اور اسے قبور کی روحانی ملاقات اور علم کیمیا حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے اپنے آپ کو حضور میں پہنچانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اے عزیز! صادق طالبوں اور کامل مرشدوں کے یہ مراتب ہیں

با نظر از خاک میگردند زر   از سیم وزر بہتر بود عارف نظر
نظر عارف می رساند باخدا - - - با نظر عارف بہ بیند کیمیا
کے شناسد عارفاں حق معرفت   با نظر زندہ کند عیسیٰ صفت

جو شخص ہر علم میں کامل ہے۔ وہ معرفت فقر میں قدم زنی کرتا ہے۔ لیکن احمق ناقص محض لاف زنی کرتا ہے۔ کامل مرشد فقیر معرفت علم دعوت کا کامل اور عیسیٰ کی طرح زندہ دم وہ شخص ہے۔ جو تمام کیمیا، تمام علوم، تمام مراتب، تمام حکمت اور ذات وصفات کے تمام مقامات طے کرے۔ اسم اللہ ذات کے تمام حاضرات کے وسیلے طالب صادق کو حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اور قیامت تک کے تمام انبیاء، مرسل، اصفیاء، اولیاء، عالم باللہ، اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال، اوتار، اہل مراتب ومناصب اور مومن ومسلمان کی روحوں کے ساتھ مصافحہ وملاقات کرتا ہے اور ان کے ناموں سے آشنا ہوتا ہے۔ پھر سلطان الفقر سے ملاقات کرتا ہے۔ یہ اس طالب صادق کا پہلے دن کا سبق ہے۔ جو لائق نظر ظاہر مثل حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور باطن میں سیر وسفر حضرت نبی اللہ خضر کے ہو۔ جو مرشد پہلے روز طالب کو ان مراتب پر نہیں پہنچاتا اور حقیقی احوال اس پر منکشف نہیں کرتا۔ طالب کے حق کا وبال اس کی گردن پر ہے۔

یاد رہے کہ طالبی ومرشدی پروردگار کا ایک بھید ہے۔ جو لوگ احمق اور تیلی کے بیل کی طرح ہیں۔ وہ ان رموز کو کیا جانیں۔

روح کا علاج لذت، جمعیت، شوق اور معرفت قرب الٰہی ہے اور نفس کے تمام احوال

از روئے حرص و ہوا سراسر پلیدی اور گندگی ہیں۔ قلب کے اعمال حق پسندی کے سبب زندگی ہے۔ قلب کی یہ کاملیت ہے کہ خواب یا بیداری میں جس کو چاہے باشعور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف کرا دے اور نعمت، دولت، عزت، شرف، ہدایت، ولایت، عنایت اور اسم اللہ ذات کے تصور کی تعلیم و تلقین اس طرح دلائے کہ وہ خواب میں روحانی شکل سے دیکھ سکے اور جب خواب سے بیدار ہو تو زبانی حقیقت کا اظہار کرے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے اور اگر خواب میں کسی کافر کی صورت کا تصور کر کے اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دے تو اسے دوزخ کی آگ کا عذاب ہو اور پھر اسے بہشت دکھلا کر اس کی نعمتیں چکھائے اور جب وہ کافر خواب سے اٹھے تو با آواز بلند کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے اور کہہ دے کہ اسلام برحق ہے اور کفر باطل۔

شرح ذکر

اہل تقلید ذاکر بہت ہیں اور خود پسند، ریاکار، صاحب حجاب بے شمار ہیں۔ اصلی ذاکر اہل توحید اور مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ ذکر کے سبب انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ اٹھ جاتا ہے۔

ذکر یک درد است باشد لادوا　　شد شفا از حد و ذکرش بالقا
ذکر یک سوز است سوز مغز جان　　سوز از لاہوت برد لامکان

ذکر کے سات اصول ہیں۔ جو ساتوں اعضاء اور قلب و قالب سب سے کئے جاتے ہیں۔ ان ساتوں میں سے ہر ایک سے ستر ہزار قرب نور، ستر ہزار علم حضور انوار معرفت توحید دیدار سے حاصل ہوتے ہیں اور جمعیت، تصور کل، تصور گنج، طلسمات و معلمات مشکل حاصل ہوتی ہے۔ ان باتوں کے لائق کوئی کامل وجود ولی اللہ اور عارف باللہ ہوا کرتا ہے۔ سات ذکر عظیم اور ہفت اندام قلب سلیم صراط المستقیم حسب ذیل ہیں۔ جن کو با اعتقاد اور بالیقین کرنا چاہئے۔

چنانچہ پہلا ذکر عظیم ذکر حامل اور تصرف گنج عنایت جس سے ذکر لایحتاج ہو جاتا

ہے۔ جسے کامل درجہ کی عنایت حاصل ہے۔ اسے کسی قسم کی شکایت نہیں۔

چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "عذاب الجوع اشد من عذاب القبر" بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے بھی بڑھ کر ہے۔

دوم: ذکر نور: جس کے شروع میں طالب اللہ کے ساتوں اعضاء سر سے لے کر پاؤں تک مشاہدہ حق میں نور ہو جاتے ہیں۔ ذکر نور کا ذاکر اسم اللہ ذات کے تصور سے بغیر مجاہدہ سارے مطالب حاصل کر لیتا ہے۔

سوم ذکر عظیم: ذکر مقام غرق فی اللہ فنا اس ذکر سے ذاکر لامکان لاہوت اور توحید لقا سے مشرف ہو جاتا ہے اور یکبارگی اس کے سارے مطالب مل جاتے ہیں۔

چہارم ذکر عظیم مغز بیدار: اس کے شروع تلقین میں انوار الٰہی میں مستغرق اور دیدار پروردگار کے انوار سے مشرف ہو جاتا ہے اور اسے یقینی اور اعتباری علم حاصل ہوتا ہے اور سارے مراتب پالیتا ہے۔

پنجم ذکر عظیم حی زندہ: اس کے شروع میں ساتوں اعضاء قلب اور قالب زندہ ہو جاتے ہیں اور لاہوت ولامکان اور دونوں جہان کے اٹھارہ ہزار عوالم کا تماشا کرتا ہے اور یکبارگی اپنے مطالب حاصل کر لیتا ہے۔

ششم ذکر عظیم قرب الحق: اس کے شروع میں معرفت وتوحید حق کی حقیقت اور اصلی حقائق حاصل کرتا ہے اور باطل، حرص، طمع، حسد، تکبر اور ریا کو چھوڑ دیتا ہے اور پہلے ہی روز طالبان الٰہی کو حضرت فقر کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے اور یکبارگی تمام مطالب حاصل کر لیتا ہے۔

ہفتم ذکر عظمت العظام: اس ذکر سے گو خدا تو نہیں بن جاتا لیکن خدا سے ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا اور اپنے تمام مطالب یکبارگی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ کون سا اور راہ ہے جس سے دیدار الٰہی سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ وہ کون سا علم بقاء ہے جس سے بقائے رب العالمین حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ دیدار الٰہی جائز ہے۔

اے نفس کی قید میں پھنسے ہوئے ناقص اور احمق! اے اہل ہوس! نالائق اہل غم بے

دانش، بے شعور، مردہ دل، معرفت و قرب الٰہی سے بے خبر، رحمت الٰہی سے محروم، دیدار پروردگار کی شرح سن! قلب سلیم والے کو دیدار نصیب ہوتا ہے، نہ کہ اس شخص کو جس کا قلب مردہ اور قالب افسردہ ہو اور جو عالم بمنزلہ جاہل ہو اور جس کی حالت کمثل الحمار یحمل اسفارا کے مطابق ہو۔ ایسا شخص نفس کا طالب، دنیا کا مرید، شیطان کا قیدی اور بدکار ہوتا ہے۔ یہ معرفت اور توحید الٰہی سے دور ہوتا ہے۔ اسے مجلس محمدی ﷺ کا اعتبار نہیں ہوتا۔ مولیٰ کے دیدار کی یہ کیفیت ہے کہ بعض مردود، اہل بدعت، مگس حسن اور خط و خال سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بالکل جھوٹے اور مراتب لازوال میں بے جمعیت اور پریشان احوال ہوتے ہیں۔ غیر مخلوق کو مخلوق سے تشبیہہ دینا سراسر کفر اور شرک ہے۔ جتنے مقام ہیں۔ مثلاً ازل، ابد، عرش، کرسی، لوح، قلم، تحت الثریٰ اور بہشت ان میں اگر کوئی کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو وہ کافر ہے۔ یہ از روئے حرص و ہوا ہے۔ دیدار و لقاء محض فیض فضل اور عطاء ہے۔ جو اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ جس وقت انوار کی تجلی ہوتی ہے۔ اس وقت کسی جگہ یا مقام کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔ بلکہ لامکان ہوتا ہے۔ جہاں پر لقا دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ جو اس کا منکر ہے وہ جھوٹا، کافر اور منافق ہے اور لقا بے شک و شبہ ہوتا ہے

نیست آنجا ازل و ابد نیست دنیا نہ بہشت
آں مکان است لا مکان دیدار از شریعت

حضوری کے انوار میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی تمثیل نہیں دے سکتے۔ جو کچھ کلام اللہ مع اللہ اور مذکور پڑھتا ہے۔ وہ قیامت تک رہتا ہے

اللہ ہر کرا خواہد نماید عین راز　　اللہ ہر کرا خواہد وہد قرب از آواز
اللہ ہر کرا خواہد نہ بخشد با حضور　　از بخواہد رانده گرداند بدور

رہ دیدار و لقا کا علم یہ ہے۔ لقا کے لیے ضروری علم ہے۔ بعض کو لقائے جمعیت حاصل ہوتی ہے اور بعض مجذوب ہو جاتے ہیں۔ بعض لقا سے دن رات جلتے ہیں اور آہ آہ کرتے ہیں۔ یعنی "ان المشاقین المد بزین من هل من مزید" ہیں۔ یہ فرد، توحید،

تجرید اور تفرید کے مراتب ہیں۔

قولہ تعالیٰ "فمن کان یرجوا لقاء ربہٖ فلیعمل عملاً صالحًا ولا یشرک بعبادۃ ربہٖ احدا" (۱۸-۱۱۰) اگر کوئی شخص اپنے پروردگار کا لقا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ بنائے۔ عمل صالحہ اور عبادت قدیم کیا ہے؟ لقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہونا واصل کو علم سے بقا حاصل ہوتی ہے

گر شوم در غرق دیدارش دوام   باہو در ہو گم شدہ باہو کدام
با خبر باہو بود باہو بخواند   باہو باہو رابرد باہو نماند
ہر کہ از خود شود آں جا چہ دید   خوش ببیں دیدار از خود پرید
ہر کہ منکر از خدا وز مصطفیٰ ﷺ   آں کاذب و مردود گردد بیحیا
گر لذت دیدار را شرحی کنم   کونین را بر نام او صدقہ کنم
گر بیائی زود بنی طالبا   طالباں پیدا شود بہر از لقا
اجل پیغام است موت از معرفت   ہر کہ محرم موت شد طالب صفت

قولہ تعالیٰ "فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ" (۲-۱۱۵) تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔

ہر طرف بینم مشرف شد لقا   آوردم روئے بسوئے قبلہ چورو قبلہ نما
زاللہ رو نگر دانم بجان گر جاں بود   گرچہ از سرتن جدا جان نے شود
جام نوش ہرگز نہ ترسد جاں بجاں   ساکن لاہوت نظرش لا مکاں
دیدہ بر دیدار دل با اشتغال   غرق فی التوحید عارف دم وصال
از لقا روئے نگر دانم دوام   ہر کہ از رو راندہ اے کافر تمام

جس فقیر اہل اللہ کے ساتوں اعضاء اسم اللہ ذات کے تصور سے سراسر نور بن گئے ہیں۔ اسے ظاہری تصرف اور باطنی معرفت کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عوالم سے باخبر اور مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کا صاحب حضوری ہوتا ہے۔ اس پر تمام فرشتوں، جنوں اور انسانوں کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ یہ مراتب باطن معمور فقیر کے ہیں اور

یہ اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ایک مرتبہ اسم اللہ ذات کے درست تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کا تصور بے حجاب ہوا کرتا ہے۔

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات فرمان کی طرح ہے۔ جو صاحب تصور اسم ذات فرمان کو باعزت نہیں لیتا۔ وہ نافرمان فرعون ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص جسے قرب مشاہدہ اور حضور الٰہی حاصل ہے۔ اس کی بات کبھی خطاء نہیں کرتی۔ کیونکہ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ قرب الٰہی کے سبب وہ قبول ہوتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے۔ جو موذی کو قبل از ایذا قتل کر دیتی ہے۔ ان مراتب کو اہل ہوا و ہوس کیا جانیں کہ ایسے لوگ سارے جہان کو ایک دم میں فنا کر سکتے ہیں اور ایک ہی توجہ سے سارے جہان کو بحکم خدا بہ اجازت رسول ﷺ بقاء بھی بخش سکتے ہیں۔ کیونکہ جو فقیر اہل حضور غرق فی التوحید فنا فی اللہ اور اسم اللہ جلالی اور جمالی سے منور ہیں۔ ان کی کوئی بات بھی حکمت الٰہی سے خالی نہیں ہوتی

مست را فکرے نباشد از جلال　　غرق فی التوحید اللہ بالوصال

جو فقیر دیدار الٰہی سے دائمی طور پر مشرف ہے۔ وہ دنیا مردار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کیونکہ دنیا مردار، نجس، ناپاک، گندی اور بد بودار ہے۔

واضح رہے کہ شیطان اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر غالب آتا ہے اور ان پر غفلت بھی غلبہ کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دوست شیطان پر غالب آتے ہیں۔ جو شخص حقیقی طالب ہوتا ہے وہ اہل توفیق ہوتا ہے اور بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ اس کا یار و مددگار ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "اِن عبادی لیس لک علیھم سلطان و کفیٰ بربک وکیلا" (۱۷-۶۵) بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تو غالب نہیں آ سکتا تیرا پروردگار ان کے لیے کافی وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر نفس ہمیشہ سوار رہتا ہے اور وہ ہمیشہ خوار و حرص و طمع میں حیران و پریشان رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دوست نفس پر سوار ہوتے ہیں اور انہیں علم یقین، علم اعتبار، علم دیدار اور دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے اور غرق فی النور ہوتے ہیں۔

پس یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی پہچان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی

معرفت، دوستی اور محبت کس بات سے ہوتی ہے؟ یہ مرشد کامل سے حسب ذیل باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اول ذکر نور، دوم تصور حضور، تفکر حضور اور ذکر سے نور اہل روح کی قبور پر عمل دعوت پڑھے بغیر تصور حضور حاصل نہیں ہوتا۔ جو شخص با اخلاص اور با اعتقاد ہو کر اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر آیات قرآنی اسم اللہ اسم اعظم اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر روحانی کی طرف متوجہ ہو اور بافکر مراقبہ کرے تو اس وقت وہ روحانی بلا شک وشبہ قبر سے اس طرح نکلے گا۔ جس طرح سانپ کینچلی سے۔ روحانی کے لیے قبر سے نکلنا اور اس میں داخل ہونا ایسا ہی آسان ہے۔ جیسا غوطہ خور کے لیے پانی میں آنا جانا۔ اگر پڑھنے والا صاحب توفیق ہے تو دیکھے گا، اگر مردہ دل ہے تو نہیں دیکھ سکے گا۔ خواہ ساری عمر ہی بیٹھا کیوں نہ پڑھا کرے۔ اگر طالب صاحب باطن ہے تو روحانی اس سے دینی یا دنیاوی ہر کام کے لیے ہمکلام ہوگا۔ اگر اہل نفس ہے تو نفس سے۔ اگر صاحب قلب ہے تو قلب سے، اگر صاحب روح ہے تو زبان روح سے اور اگر صاحب سر ہے اور روحانی کا کلام بلا شک وشبہ درست ہوگا ہرگز ہرگز خلاف نہ ہوگا۔

چنانچہ خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ موجودات فرماتے ہیں: "اذا تحیر تم فاستعینوا من اھل القبور" اگر کسی معاملے میں تمہیں حیرت ہو تو اہل قبور سے مدد لو۔ ترک سے تصور، حضور، ذکر، نور اور مراتب نور اور تجرید وتفرید سے توحید، تصور، حضور اور توکل حاصل ہوتا ہے

ذکر حق نور است فکرش با حضور   بے حضوری ذکر و فکر و بُعد ودور
ذکر رابگذار مذکورش مگو   احتیاج نیست ذکرش روبرو

نیز شرح دعوت قبور حسب ذیل ہے

گر ترا علم است دانش با حضور   نظر کن با مردگان اہل القبور
عاقبت تو جائے خانہ شد قبر   کس نبردہ در قبر ایں سیم و زر
علم مے باید علم بہر از عمل   جز محبت حق دگر باطل خجل

عارف اور عالم باللہ وہ شخص ہے جو قوت قرآن قرب اور معرفت الٰہی سے ایک قلعہ

بنائے یا پرانوار تجلی لقا کی جمعیت سے مشرف بدیدار ہو کہ آگ پاس نہ آسکے۔ دعوت قبور وہی شخص پڑھ سکتا ہے جسے اہل قبور کے حالات منکشف ہوں اور انوار کا کشف اسے حاصل ہو اور روحانی اس سے کلام باصواب کرے۔ بعض جنہیں یہ توفیق حاصل نہیں ہوتی رجعت کھا کر خانہ خراب ہو جاتے ہیں۔ بعض بے حجاب' بعض روتے کڑھتے اور بعض دن رات آہیں بھرتے رہتے ہیں۔ مارے خوف کے امید پر نگاہیں جمی رہتی ہیں۔

اقسام قبور اور دعوت پڑھنا

اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ عظیم و کبیر قبر اور ادنیٰ و صغیر مراتب کس طرح معلوم ہوتے ہیں۔ سو واضح رہے کہ قبریں چند ایک قسم کی ہوتی ہیں اور روحانی کے مراتب اور خطاب چند ایک قسم کے ہیں۔ جس قسم کے روحانی کے حالات اور مراتب ہوں گے۔ ویسا ہی عامل پر اثر ہوگا۔ اگر اہل نفس ہے تو قبر کی قید میں رہ کر عذاب سہے گا اور اس کی حالت خراب ہو گی۔ ایسے شخص کی قبر پر دعوت پڑھنے سے جنونیت خطرات' واہمات' وسوسہ شیطانی' فریب' رجعت وغیرہ کی آواز آئے گی۔ اس دعوت سے ہرگز مطلب براری نہیں ہو گی۔ بعض روحانی اہل قلب' روشن ضمیر' تن مردہ اور جان زندہ ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کی قبر پر اگر دعوت پڑھی جائے تو جمعیت سرشت حاصل ہوتی ہے جو کہ بہشت سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ نیز مؤکل فرشتے کی آواز احوال کے موافق آتی ہے اور قبر میں سے انوار کے شعلے نکلتے ہیں اور طالب کی مہمات سرانجام ہوتی ہیں۔ اس سے نجات اور کم آزاری حاصل ہوتی ہے۔ اگر روح اہل روح ہے تو عامل کے ساتوں اعضاء سر سے لے کر پاؤں تک نور ہی نور ہو جاتے ہیں اور دل طوفان نوح کی طرح موجزن ہے۔ روحانی اس سے مل کر بیٹھتا ہے اور اس کے مطالب پورے کرتا ہے۔ اہل اسرار کی قبر پر دعوت پڑھنے سے قدرت الٰہی کے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور عین بعین دکھلائی دیتے ہیں۔ اہل نور کی قبر پر دعوت پڑھنے سے عامل بھی صاحب انوار اور مجاہدہ اور مشاہدہ انبیاء اور اولیاء میں بلا شک وشبہ صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ عارف روحانی کو ایمانی نور حاصل ہوتا ہے جس کی قوت سے وہ آدمیوں سے ملتا ہے اور اس کی قبر سے مذکور کے ذکر کی آواز آتی ہے۔ جناب سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور" "اگر تم کاموں میں متحیر ہو جاؤ تو اہل القبور سے مدد مانگو۔" روحانی کی قبر سے آواز آتی ہے اور عامل کو جمعیت جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور والے کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے

عمل قرآن و قبر قرب از خدا   ایں عمل حاصل شود از مصطفیٰ ﷺ

قبر شیر کے مکان کی طرح ہے اور قبر میں روحانی شیر ببر کی طرح۔ قبر پر دعوت وہی پڑھتا ہے جس میں حضرت عیسیٰ اور خضر علیہما السلام کی سی قدرت و توفیق ہو

قبر بیشہ شیر در قبہ شیر ببر   شہسواری شیر خواند بابصر

اولیاء اللہ کی قبر کے گرد نور کا قلعہ ہوتا ہے جس میں روحانی ہمیشہ مشرف رہتا ہے

ہر کرا شد معرفت وحدت لقا   خوش بخواند برقبر آں اولیاء
ہر کہ خواہد معرفت توحید نور   شد حضوری راز با اہل قبور
با روحانی راہ روحی راہبر   با تصور میرود اندر قبر
باشک دیگر شد ہم سخن باہم کلام   ہر حقائق یافتہ و زخاص و عام
ہر کہ ایں راہے نداند بے عمل   با وسوسہ خطرات شیطانی دخل
بے سرّی ایں رفتند اولیا   روز اول شد مشرف بالقا
باہوا بہر از خدا ایں راہنما   سرز گردن کن جدا بہر از خدا

جو شخص عارف و عالم باللہ اور صاحب استغراق ہے اور جو حضوری پروردگار میں لے جا سکتا ہے۔ اسے مؤکل اور جنونیت کا کیا ڈر؟ اور حصار کی کیا ضرورت؟ اس کے وجود سے نور الٰہی کا شعلہ جب نکلتا ہے تو اس کی گرمی سے مؤکل فرشتہ اور جنونیت سب بھاگ جاتے ہیں

مرد باشد حق شناسا با حضور   آں وجود لائق است دعوت قبور

مشرف بلقائے الٰہی ہونا کس طرح حاصل ہوتا ہے اور کس طریق سے وہ شرع کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پانچ طریق سے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ اول خواب میں بشرطیکہ وہ

نیک ہو۔ دوسرے مراقبہ جو کہ موت کا مغز ہو اور جو معرفت اور محبت کا محرم ہو۔ اسی کو موت الوصال کہتے ہیں۔ یہ موت بلکہ موت سے بھی غالب ہوتا ہے اور اسی کے حق میں موتوا قبل ان تموتوا مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اس سے عین العیان اور عارف لاہوت ولا مکان ہو جاتا ہے۔ اسی کو انوار ذات کی موت بھی کہتے ہیں۔ اسی کے ذریعے علم اجل سے فتوحات حاصل ہوتی ہیں۔ غرق ذات الانوار کی موت کے سبب انسان لقاء و دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ عارفوں میں اولیاء اللہ نے اسی موت کے سبب حیات مطلق حاصل کی ہے اور اسی کے وسیلے موتِ معرفت، موتِ مشاہدہ، قرب اللہ، موت مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کو باتوفیق تحقیق کر لیا ہے اور ممات کے جسم کو حیات کے جسم سے آراستہ کر لیا ہے۔ اس قسم کی موت والے کو بغیر آواز کے ہم کلام کیا جا سکتا ہے اور بے زبان اس کا کلام قم باذن اللہ ہوتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ ولی اللہ کے لیے اس مقام میں پہنچ کر زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے

با تصور اسم اللہ لا زوال است   گر نہ بینم ہمہ اندر وصال است
کسے داند کہ ہرگز آں نداند   حجابے خود زخود در پردہ ماند
مراتب عاشقاں دیدار بین است   زحق باحق رسد حق الیقین است
حیاتے شد بقا بہر از لقا شد   کسے ایں جانہ بیند سر ہوا شد
اگر گوید کسے دیدار فردا   کہ فرد اشد بآں راصد پردا
خدا بیند مرا من چوں نہ بینم   کہ امت از محمد ﷺ پاک اویم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

قولہ تعالیٰ: "ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی" (۱۷-۷۲) جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ کلمہ طیب اور اسم اللہ ذات کی کنہ سے دیدار حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص علم دیدار پڑھتا ہے۔ اس وقت کی مثال نہیں دے سکتے۔ علم دیدار با تصور صحیح صحیح غرق ہے۔

واضح رہے کہ تصور بہت ہیں۔ چنانچہ تصور نفس، تصور قلب، تصور روح، تصور سر، تصور

ذکر فکر، تصور مذکور، تصور حضور، تصور فرشتہ موکل، تصور جن وانس، تصور کل مخلوقات، تصور شیطان، تصور دنیا یہ تمام تصور تقلیدی ہیں۔ پانچ تصور با معرفت الٰہی توحید۔ چنانچہ تصور یقین جس کے سبب ایک لحظہ میں مشاہدہ قرب اور حضوری حاصل ہوتے ہیں۔ چہارم تصور بقاء جس سے فی الفور وحدت بلقاء حاصل ہوتی ہے۔ پنجم تصور اعتقاد جس سے فوراً انبیاء، مرسل، اصفیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس کا اتحاد حاصل ہوتا ہے

دریں تصور پنج گنج راز حق — وز تصور طے شود جملہ خلق

اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔

واضح رہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور والا اسم اللہ ذات کی برکت سے دونوں جہان کو تصور میں طے کر کے ہتھیلی یا پشت ناخن پر آسانی کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ لیکن انوار معرفت و توحید الٰہی اور دیدار الٰہی کا بھاری بوجھ سنبھالنا بہت مشکل ہے۔ مگر جسے اللہ تعالیٰ خود اپنے لطف و کرم سے طاقت عنایت فرمائے وہ اٹھا سکتا ہے۔ دنیا میں وہ شخص بہت ہی احمق ہے، بے عقل، بے شعور، بے دانش، جو دنیاداری کی طرف مائل رہتا ہے اور معرفت الٰہی اور دیدار نبوی ﷺ کی لذت کو حاصل نہیں کرتا۔ ایسے لوگ جھوٹے ہوتے ہیں اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جھوٹا میری امت میں سے نہیں

لذت دیدار بہ دیدار دہ — ہر کہ از دیدار ترسد من بدہ

آدمی کو بندگی اسی واسطے دی گئی ہے کہ وہ مشرف بلقا ہو سکے اور تمام ظاہری و باطنی عبادات بھی اسی خاطر ہیں کہ وہ لقائے الٰہی سے مشرف ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: **"وما خلقت الجن والانس الالیعبدون (ای لیعرفون)"** (۵۱-۵۶) میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا کہ میری بندگی کریں۔ (یعنی مجھے پہچانیں) فقیر اولیاء اللہ کے احوال اسی طرح ہوا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو بندے سے اپنے فرض کی طلب کرتا ہے جس میں فرض عین فرض کفایہ سب کچھ شامل ہو۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **"من لم یؤد فرضا ایما لم یقبل اللہ فرض الوقت"** جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا

فرض وقتی ہرگز قبول نہیں کرتا۔ فرض دائمی یہ ہے کہ ایک دم میں انوار کی ہزارہا تجلیات سے مشرف ہو۔

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سنت کی طلب میں ہیں جس میں تمام سنتیں شامل ہیں۔ اسرار العارفین عزرائیل قبض جان کی طلب میں ہے۔ شیطان سلب ایمان کی طلب اور گناہ کی طلب میں ہے۔ نفس شہوت کی طلب میں حیوان کی طرح پریشان ہے۔ قلب شوق الٰہی کی جستجو میں ہے۔ روح طلب لاہوت اور دیدار لامکان سے مشرف ہونے کے درپے ہیں اور اہل قبیلہ کے فرزند دنیاوی مال و متاع کی تلاش میں ہیں۔ لیکن طالب اللہ بحر وجود میں غوطہ لگا کر حق شناسی کا منصب حاصل کرتا ہے اور عدل کی تفتیش کرتا ہے۔ اس قسم کے مراتب لائق انسان کے ہیں

طالب دیدار رو دیدار آر　　　غرق فی التوحید رویت حق نگار
لذت و زجاودانی لذت دیدار بہ　　　الٰہی مرتبہ دیدار دادی طاقت دیدار دہ

اہل محبت، اہل ذکر و فکر، اہل معرفت، اہل مذکور و حضور، اہل قرب حق، مشاہدہ نور، اہل تجلی، غرق دیدار، اہل مشرف لقا، فنا ولقا، درویش فقیر ولی اللہ، واصل عشق، عارف عالم، عامل جامع، کامل مکمل، اکمل رہنمائے خلق، غوث، قطب، ابدال، اوتار، اخیار، صاحب باطن معمور وجود صفا اور ہم مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اس قسم کے صاحب مراتب کو کن احوال سے پہچان سکتے ہیں۔ پہچان یہ ہے کہ اہل اللہ اہل دیدار کا نفس بیمار ہوتا ہے۔ جس طرح بیمار کو کہنے، سننے، دیکھنے اور کھانے کی لذت ہرگز حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح پر اولیاء اللہ کو سوائے حضور و مشاہدہ دیدار کے اور کسی بات سے حظ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ دیدار ہی دیکھتا ہے، دیدار ہی سنتا ہے، دیدار ہی چکھتا ہے اور نور ہی کہتا ہے

طلب کن دیدار دائم تا شوی طالب خدا
درمیاں یک ہفتہ یابی معرفت وحدت لقا
ناقصاں را سال پنجاہ کاملاں را روز ہیچ
ہیچ ہیچ نیز ناقص عارفاں یک روز ہیچ

پنج گنج و نیز ناقص دم زمن ببرد حضور
ایں مراتب جامع مرشد بود یا ذات نور
دم زدن ہم دیر باشد طرفہ رند حاضر کند
ایں مراتب انتہائی از خدا حاصل شود
ایں ہر یک مراتب ناقصاں رارہزن شد طالباں
نادیدہ رادیدہ بہ بخشد مے شود روشن عیاں
باہو راہ مرداں با توجہ با نظر ناظر قلب
در تصرف با تصور غرق کن ذات رب

سارے لوگ ہی اپنے آپ کو طالب کہتے ہیں اور سارے ہی لوگ مطالعہ کتاب مطلوب دن رات کرتے ہیں اور بہت سے مرید طلب مردار میں مارے مارے پھرتے ہیں اور بہت سے خلیفے لاف زن اور خلاف ہیں

کس نہ بینم طالبے توفیق تر   کس نیا بم مرد مرید از نظر
ہم مریدی طالبی از بہر خویش   در پیش بسیار است بد کیش بیش

جو عارف عین کا نظارہ کرتا ہے وہ مشرف بدیدار ہوتا ہے' اسے آج کل کی ضرورت نہیں ہوتی

گر نہ بیند کور مادر عیب نیست   سر شدا ظہار آں از غیب نیست
مید ہد دیدار نے گوید بہ بیں   گاہ آواز او نہ بیند شد لعین
گر نہ بینم مے شوم مشرک تمام   روئے من باروئے اوشد ہر مدام

قولہ تعالیٰ "انی وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفًا وما انا من المشرکین" (۶-۷۹) میں یک سو ہو کر اپنا چہرہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف کرتا ہوں اور میں مشرکوں میں نہیں

نور دیدارش بجسہ داشتند ۔   نفس و قلب و روح را بگذاشتند
بہو ابتدا نور است آخر گزشت نور   نور شد از نور از شد حضور

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "النہایت الرجوع الی البدایت" ابتداء کی طرف لوٹنا ہی انتہا ہے۔ مرد وہ ہے جو ایک دم میں ابتداء اور انتہاء کو پہنچا دے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے ظاہری توفیق اور باطنی رفاقت حق حاصل ہو

ہمچو ابلیس است مانع شد لقا　　رحمت خدا بروئے کسے راشد لقاً

واضح رہے کہ فضل لقا اس شخص کے نصیب ہوتا ہے جو عالم فقیر، عالم تفسیر، عالم علم تاثیر، روشن ضمیر اور عالم علم ناظر نظیر ہو۔ حسب ذیل علوم حق و باطل کی تمیز کے لیے ہیں۔

علم بر نفس امیر، علم فنا فی اللہ فقیر، علم کیمیا اکسیر، علم دعوت تکسیر، علم تمام عالمگیر، علم ذکر الازوال، علم فنائے نفس وصال، علم معرفت لازوال، علم محبت احوال، علم طلب یار، علم مشرف دیدار، علم درود و وظائف، علم مراقبہ، علم مکاشفہ، علم مجادلہ، علم محاربہ، علم محاسبہ، علم مذکور، علم الہام، علم نور، علم حضور، علم مجاہدہ، علم مشاہدہ، علم قرب، علم قدس، علم تمثیل، علم وہم، علم دلیل، علم عیان، علم تصور، علم تصرف، علم تفکر، علم توجہ، علم استغراق، علم کلید، علم قفل، علم جامع، علم جامعیت، علم فنا، علم بقاء، علم خلاف نفس، علم تصدیق قلب، علم توفیق روح، علم تحقیق سر، علم اعتقاد واتحاد، علم الیقین، علم تعلیم، علم تلقین، علم ہدایت، علم ولایت، علم نہایت، علم تجرید، علم تفرید، علم فیض، علم عطاء، علم حی، علم قیوم اور علم رسم رسوم۔ بدن پر شریعت کا لباس پہن کر اور شریعت ہی میں کوشش کر اور شریعت ہی کی فرمانبرداری کر، جو غیر شرع اور نا فرمان ہے اسے چھوڑ دے اور پھر فقر میں قدم رکھ اور دیدار الٰہی اور معرفت الٰہی کا رخ کر۔ ہر ایک علم عبادت اور ثواب معرفت دیدار کے لیے ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مراتب دو قسم کے ہیں۔ ایک مراتب مردار باطل، دوم دیدار برحق۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو معرفت اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور دائمی دیدار کے لیے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ مردار کے لیے پیدا کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (ای لیعرفون)" (۵۱-۵۶) میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں، مجھے پہچانیں۔

واضح رہے کہ ایسے علم کے عالم بے شمار ہیں۔ لیکن ہزار ہا عالموں میں سے کوئی ایک آدھ ہوگا جو مشرف بدیدار الٰہی ہو' جو دیدار کا عالم ہے' وہ دیدار کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتا اور شاگرد اور طالب کو بھی دیدار ہی کا سبق دیتا ہے اور علم دیدار کی تحصیل تک پہنچا دیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ "حسبی اللہ کفٰی باللہ" اللہ بس باقی ہوس۔

علم دیدار کی کون سی راہ ہے اور اس کی علامت کیا ہے؟ اور کون اس کا رفیق و ہمراہ ہے' علم دیدار تحقیق ہے' جو اسم اللہ کے ذریعے دیدار الٰہی تک پہنچاتا ہے۔ اس کے گواہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات ہیں جو شخص کلمہ طیب کو مع کنہ پڑھتا ہے۔ وہ مشرف بدیدار پر ہوگا' یا ہو جاتا ہے' علم دیدار کا عالم یا استاد مرشد کامل اور رفیق راہ ہوتا ہے۔ جو نظری توجہ سے روشن ضمیر کر دیتا ہے اور حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ جس پیر و مرشد کو علم حضوری اور دیدار حاصل نہیں۔ وہ طالب اور مرید کو ذکر و فکر میں لگا کر خراب کرتا ہے۔ ایسا شخص بالکل احمق ہے۔ اس نے ناحق اپنا نام پیروں اور مرشدوں میں شمار کیا ہے۔ دیدار محض عنایت الٰہی ہے۔ یہ مشرف بلقا عارفوں کے مراتب ہیں۔ جو ان پر یقین نہیں کرتا وہ مردہ دل' کور چشم اور بے حیا ہے۔ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اگر اندھے کو دکھلاؤں اور کہوں کہ دیکھ تو وہ اندھے پن کے سبب کس طرح دیکھ سکے گا

در درس دیدار خوانند بے زبان   بے چشم عارف نہ بیند با عیان
شد مطالعہ موت علم از معرفت   عالم دیدار باشند ایں صفت
جسم انوارش بحاضر داشتند   نفس و قلب و روح را بگذاشتند
اصل از است وصلش نور شد   ابتداء و انتہاء بحضور شد
مرشدی باشد چنیں عالم بقا   طالباں را مے کشد کہ از ہوا

عالموں کی کئی قسمیں ہیں۔ عالم تفسیر جو جہان میں مشہور ہوتا ہے۔ عالم ورد و وظائف جو دن رات ذکر مذکور اور دعوت میں مصروف رہتا ہے۔ عالم علم دنیا جو مغرور و متکبر اور معرفت خدا سے محروم رہتا ہے۔ عالم فنا فی اللہ جسے دیدار نور حاصل ہوتا ہے۔ عالم علم مجلس

محمدی ﷺ جو صاحب حضوری ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ بے راز مردار ہے۔ فربہ نفس، فقیہی ریا، حرص و ہوا اور غرور میں مبتلا ہوتا ہے

موسیٰ را معراج شد در معرفت — اگر باشد خضر عیسیٰ صفت
مردہ را زندہ کند بادم نظر — ہمچو قصہ مجلس موسیٰ خضر
ہر کہ بیند از گناہ در خود نگاہ — ہر کہ یا بد راہ بنماید براہ

دیدار کسی خاص مقام کے متعلق نہیں، نہ آج نہ کل، نہ دنیا، نہ قیامت، نہ بہشت کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی خاص مقام میں کہنا موجب شرک ہے۔ پس دیدار کس طرح ہوتا ہے، دیدار یہ ہے کہ سر سے قدم تک انوار ہی انوار ہوتے ہیں اور ان انوار میں دیدار ہوتا ہے۔ اس وقت کسی مقام کا نشان تک نہیں رہتا اور لاہوت لامکان ہوتا ہے۔

اے احمق سن! دیدار کے لائق کامل انسان ہوتا ہے۔ علم مسخرات جنونیت اور ہے اور علم مسخرات موکلات اور، اور مجلس ارواح انبیاء اور اولیاء کی ملاقات اور مسخرات کا علم اسم اعظم کی برکت سے ہوتا ہے۔ ذکر فکر، درود و وظائف، سیر طبقات زمین و آسمان عرش کرسی اور لوح محفوظ کے مطالعہ کا علم اور ہے۔ یہ سارے علوم اور مراتب سراسر بے جمعیتی اور پریشانی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دوری اور بے خبری، علم انوار و دیدار پروردگار اور ہے۔ علم فنا، علم بقاء، علم صفا، علم مشرف بلقاء اور ہے۔ علم اسرار معرفت، محبت، مشاہدہ اور طلب حی قیوم، روشن ضمیر، فتح ابواب، فرحت، روح زندہ، قلب مردہ، نفس خراب اور ہے۔ دن رات اسم اللہ کے تصور سے جان کباب کرنا بے حجاب فی اللہ ہونا، مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل ہونا اور اللہ تعالیٰ کو مدنظر رکھنا اور اس کا منظور نظر ہونا اور ہے۔

یہ تمام علوم حی قیوم ہیں اور رسم و رسوم ایک قدم اور ایک دم میں بغیر ریاضت و مشقت صرف اجازت سے حاصل کرنا اور اولیاء بن کر واصل ہونا، کس طریق سے حاصل ہو سکتا ہے۔ نیز کل و جز نما آئینہ روشن صفاء مشرف بہ بقا ہونا، کل و جز کا معلوم کرنا اور فنا در بقا کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاضرات کے وسیلے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس راہ کا منکر وہی شخص ہوتا ہے جو بے دین لعین شیطان کا مصاحب اور اہل تقلید ہو اور اس پر وہ شخص جان تک قربان کرتا ہے۔ جو طالب اللہ اور دیدار و توحید کا طالب ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اور سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔

شرح تصور و تصور برزخ

اصلی اور با تفکر توجہ کو برزخ کہتے ہیں۔ برزخ سے سوائے دیدار انوار کی تجلیات کے ذکر، فکر، مراقبہ، درود و وظائف اور وہم و خطرات واہمات، عمل نفس و شیطان اور دنیاوی عمل سب دل سے دور ہو جاتے ہیں۔ مشاہدات غیب الغیب کا تصور قرب الٰہی کے انوار ہیں اور تصور مشاہدات تصور لقا سے بہ سبب الٰہی کے حاصل ہوتے ہیں اور نیز تصور نور قرب الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور تصور مشاہدات سے اور ذکر اور مذکور کے تصور سے فنائے نفس، بقائے روح اور حور و قصور کا تماشا حاصل ہوتا ہے

در تصور شد تصور راز حق　　مے در آید در مطالعہ دل ورق
واردانی ہر علم شد راہنما　　روز اول سبق خواند از خدا
خرمن خوش وقت گردد ازبین　　عین را با عین بیند بالیقین
عالم و فاضل شود عارف کرم　　از علم عین است عالم راچہ غم
علم رسم و با رسوم مردگان　　مردہ قالب زندہ قلب علم دان

واضح رہے کہ انسان مشرف بلقائے الٰہی ہو جاتا ہے اور اسم اللہ ذات کے حاضرات مقام کبریا تک پہنچاتے ہیں اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے تمام مخلوقات کا تماشا حاصل ہوتا ہے۔ یہ حاضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ ہزار میں سے کسی ایک آدھ عارف کو معلوم ہوتی ہے۔ جو فقر میں محو ہو اور اسے وہی شخص جانتا ہے جو دونوں جہان پر حکمران اور امیر ہو اور وہ شخص اکمل طور پر جانتا ہے۔ جو تمام مخلوقات پر غالب ہو۔ وہ مردہ دل اسے کیا جانے جو نفس کی قید میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے کہ ان

پڑھ پڑھے ہوئے کی برابری کرے تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مراتب پڑھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو زبانی کلمات کا عالم ہے۔ ربانی کلمات پڑھنے سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: "قل لو کان البحر مداد الکلمات ربی لنفدا لبحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا" (۱۸-۱۰۹) تم فرما دو اگر کلمات ربی لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی ختم ہوں سمندر ختم ہو جائیں خواہ ویسے ہی ان کی مدد کے لیے اور بھی آملیں

اسم اللہ ذات را با خود نگاہ
کے تواند اسم اللہ را شمار

اسم اللہ ذات کے تصور والا بے حجاب ہوتا ہے۔ اسے جزو کل کا عیب و ثواب نظر آتا ہے۔ پھر مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ بعد ازاں اسے ربانی جباری اور قہاری کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اس وقت کامل انسان کا وجود ہی کام دیتا ہے۔ وہ کسی حالت میں بھی پریشان نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ جو طالب محرم ہو جاتا ہے اسے قرب ربانی سے الہام اور آواز آتی ہے۔ جو طالب اسم اللہ ذات اور اپنے مرشد کے فرمان کا اعتبار نہیں کرتا۔ وہ خود پسند، حریص اور نفس کی قید میں گرفتار ہوتا ہے۔ اسے صفائی کی راہ ہاتھ نہیں آتی۔ اس قسم کا طالب بے ادب، بے حیاء، بے نصیب ہوتا ہے اور معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے اور توحید سے دور رہتا ہے۔ اگر مرشد طالب کے ظاہر و باطن پر توجہ نہ دے اور اس کا رفیق با توفیق نہ بنے تو طالب کبھی بھی کسی مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ خواہ ساری عمر ہی پیر کی صحبت میں بسر کیوں نہ کر دے اور سالہا سال اس کے احوال پر گرمی، سردی، مردی، نامردی اور رجاء اور خوف کا اثر ہوتا رہتا ہے۔ یہ مراتب بھی ہوشیاری اور اپنے اختیار سے ہیں۔ جو شخص خودی چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا راہبر خود اسم اللہ بن جاتا ہے اور جہاں کہیں بھی جاتا ہے۔ اس کی مہمات بخوبی سرانجام ہوتی ہیں۔ طالب دراصل وہی ہے جو جسم بہ جسم، قلب بہ قلب، روح بہ روح، نفس بہ نفس، ہفت اندام مرشد کے ساتھ ہو۔ اسی کو فنا فی الشیخ کا مرتبہ کہتے ہیں۔ مرشد اپنا مرتبہ جھٹ طالب کے مرتبے سے تبدیل کر لیتا ہے۔ اسی کو استقامت کہتے

ہیں۔

قولہ تعالیٰ "فاستقم کما امرت" (۱۱-۱۱۲) جیسا تجھے حکم کیا گیا ہے تو اس پر ثابت قدم رہ۔ قولہ تعالیٰ "واعبد ربك حتّٰى ياتيك اليقين" (۱۵-۹۹) مرتے دم تک اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو عالم حق الیقین ہو

علم باعین است عالم با عیان   ایں چنیں عالم بود عارف زبان
مردہ دل عالم بود قہر از خدا   خون خورد آدم زرشوت با ریا
عالم آں باشد کہ باشد حق پسند   مسئلہ گوید مرداں از وعظ چند

قولہ تعالیٰ "ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة" (۱۶-۱۲۵) "اے حبیب! اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے"۔

ہر علم قرآن حدیث آواز دل دان   ہر کہ عالم دال شد عارف عیاں
علم یک نکتہ است الف ولام ومیم   ہر کہ خواند الف عالم دل سلیم
دال بہر از شد دلالت دم کرم   دال شکستہ ز دل خطرہ صنم
صورت دل یافتن از علم دال   رشد دلالت دال قرب حق وصال
دال دیدار از دہد وحدت لقا   دال دل را صیقاست بہر از صفا

شرح فقر عالم

عالم عارف باللہ اولیاء اللہ، حق الیقین، ولی اللہ، تلمیذ الرحمٰن، نفس، شیطان اور دنیا پر غالب کے پیچھے دنیا سرگردان اور پریشان ہوتی ہے۔ گو وہ کتنی ہی عاجزی اور انکساری سے التماس کرتی ہے۔ لیکن وہ قبول نہیں کرتا۔ اس قسم کا فقیر اویسی، سروری، سرمدی، اہل انوار، اہل دیدار، اہل بقاء، اہل لقا، اہل باطن صفا، اہل حیا، اہل نفس فنا ہوتا ہے اور اسے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

اے عزیز! واضح رہے کہ سچائی سے نجات حاصل ہوتی ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور حکم خدا سے کہتا ہے۔

کچھ اپنی خواہشات کی وجہ سے نہیں کہتا۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے ارواح کو تخلیق کیا اور مجھے ازلی قوت نے پیدا کیا۔ اسی روز سے فیض فضلی اور کرم سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اس دن سے لے کر اب تک ہر دم ہر ساعت ہر لحظہ ہر لمحہ میں دیدار الٰہی میں مستغرق ہوں۔ اگرچہ دنیا میں عوام کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔ لیکن باطن میں مشرف بدیدار رہتا ہوں اور قبر میں بھی رہوں گا۔ مجھ پر حور وقصور پر نگاہ کرنا حرام ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''خلقت السادات من صلبی و خلقت العلماء من صدری و خلقت الفقراء من نور اللہ تعالیٰ'' سادات میری پیٹھ پر سے' علماء میرے سینے سے اور فقراء نور الٰہی سے پیدا ہوئے۔

قولہ تعالیٰ: ''نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہٖ'' (۲۴-۳۵) وہ نور پر نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''الأن کما کان'' اب تک وہی کیفیت ہے۔ نیز فرماتے ہیں: ''کل شیٔ یرجع علیٰ اصلہٖ'' ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

اصل نور است بادیدار حضور   وصل من شدو اہم باحق حضور
ہر کہ منکر از اصل وصل از خدا   کاذب و مردود گردد سر ہوا

تصور حضور کا نور اور تصور مغفور میرے ساتوں اعضاء میں اس طرح مل گیا ہے جیسے دودھ پانی میں' اگر میں نور حضور کو چھوڑنا چاہتا ہوں تو وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ اگر میں انوار تجلیات کے دیدار کی گرمی سے عاجز آ کر بھاگنا چاہتا ہوں تو نور حضور مجھ پر غالب آ جاتا ہے

ہر طرف بینم دہد دیدار خویش   ہر طرف بینم نماید بیش بیش

میں علم دیدار کا عالم ہوں مجھے نور ہی نور دکھلائی دیتا ہے۔ مجھے علم دیدار کے سوائے اور کوئی علم ذکر فکر اور مراقبہ معلوم نہیں اور نہ ہی پڑھتا اور کرتا ہوں۔ کیونکہ تمام علم دیدار الٰہی کی خاطر ہیں سو وہ مجھے حاصل ہے۔ جہاں پر دیدار الٰہی ہے۔ وہاں نہ صبح ہے نہ شام نہ منزل نہ مقام بے مثل و بے مثال۔ ذات لاہوت ولامکان کے اندر سے اسم اللہ ذات سے انوار تجلیات کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ اس نور میں دیدار بقا نظر آتا ہے۔ یہ مراتب اس

فقیر کے ہیں۔ جو موتو اقبل ان تموتوا کا مصداق ہے۔ میں کسی طالب کو با اعتبار اور مشرف بدیدار الٰہی نہیں پاتا کہ اس سے علم دیدار کا تکرار کروں اور اسے دیدار الٰہی سے مشرف کر دوں۔ میں دیدار کا علم جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ مجھے یہ مراتب جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنجناب ﷺ کے صحابہ کرام اور پنجتن پاک رضی اللہ عنہم کی رفاقت سے نصیب ہوئے ہیں۔

قولہٖ تعالیٰ "**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم**" (۳-۳۱) اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

کوشش بپوشم نماندم باچشم   با عیاں دیدار بینم و زکرم
درمیانش کس نگنجد ہیچ کس   طالباں اللہ را اللہ بس

ذات کے انوار میں دیدار ہے۔ انوار کے باہر دیدار نہیں ہے۔ کیونکہ انوار بے مثل ہیں۔ کیونکہ مطلق معرفت الٰہی وصل ہے۔ انوار کئی ایک قسم کے ہیں۔ بعض تجلّی نور ہیں اور بعض تجلّی شیطان نار' انوار ذات میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور سرِ ہو' سرِ ہو' سرِ ہو' "**ھو الحق لیس فی الدارین الا ھو**" کی آواز آتی ہے اور تجلیات شیطان میں کافروں اور اہل زُنّار کے مراتب دکھائی دیتے ہیں۔ جن کے سبب معرفت پروردگار سے محروم رہ جاتا ہے

حق را بردار باطل را گزار   ایں بود لائق دیدار
ہر دمے گویم محمد یا نبی ﷺ   ایں مراتب عارفاں بردین قوی

ماہ حضوری میں زمانی ذکر و فکر دوری پیدا کرتا ہے۔ یہ صرف توحید الٰہی کے تصور سے حاصل ہوتا ہے

از قبر باہوے برآید ہو آواز   راہ حضوری رابود از اہل راز

جو شخص حضوری مدرسہ میں علم پڑھتا ہے۔ اسے ظاہری علوم حاصل کرنے کی ضرورت

نہیں رہتی۔

چنانچہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**من عرف ربہٗ فقد کل لسانہ**" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا، اس کی زبان گونگی ہوگئی۔

خاموشی میں اسی تصور نعم البدل اور فیض فضل ہے۔ جو خطاب وخلل کو باہر نکال دیتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ ذکر کے دو گواہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی تاثیر سے روشن ضمیر اور باعیاں ہو۔ دوسرے یہ کہ ذاکر بانظر ناظر ہو۔ اسی طرح فقر کے دو گواہ ہیں۔ ایک غنائے نفسی، دوسرے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری۔ جو ذاکر ذکر کی تاثیر سے باعیاں اور ناظر نہ ہو اور علم سے مجلس نبوی ﷺ میں حاضر نہ ہو۔ اس کے لیے ذکر زوال باخطرات کا باعث ہے اور فکر فتنہ نفس اور واہمات کا وسیلہ ایسا شخص ذکر، فکر اور معرفت الٰہی سے بے خبر ہوتا ہے۔

شرح فقر و شرح مرتبۂ فقر

جس فقر میں مندرجہ بالا اوصاف نہیں پائے جاتے اور جو صادق فقیر مذکورہ بالا صفات سے متصف نہیں وہ سراسر جھوٹا ہے۔ فقیر میں پانچ خزانے ہیں اور پانچ حکمتیں ہیں اور ہر حکمت میں پچاس ہزار علوم ہیں اور ہر علم میں پچپن ہزار مراتب، پچپن ولایت، پچپن عنایت، پچپن غنایت اور پچپن تصور ہیں۔ تصور توجہ بالتفکر، توحید، قرب، وصال الٰہی کی لازوال چابی ہے۔ اس سے ابد تک ایک دم میں طے کر جاتا ہے اور حضوری مشاہدہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ فقر کا پہلا مرتبہ فناء الفنا، دوسرا ابقاء البقاء اور تیسرا مشرف بلقاء ہے۔ اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ فنا در فنا سے کیا مراد ہے؟ سو واضح رہے کہ لقا کی تو مثال نہیں ہو سکتی۔ البتہ فنا و بقاء سے "**یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی**" (۳۰-۱۹) کی فنا بقا مراد ہے۔ نیز اگر چاہے تو سارے جہان کو ایک دن میں فنا کر سکتا ہے۔ اگر چاہے تو بقا ابدی بخش سکتا ہے۔ کیونکہ اے زندہ قلب، مردہ نفس، ہستی، نیستی، سختی، نرمی، ویرانی، آبادی، جمعیت اور پریشانی کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یہ مراتب

اس فقیر کے ہیں جو دونوں جہان پر غالب اور روشن ضمیر ہو۔ ایسا شخص تمام مخلوقات پر غالب، صادق، عارف اور مسند فقر ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر پر جاگزین ہوتا ہے اور تمام جہان اس کے زیر حکم ہوتا ہے۔ یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں جس کی کیفیت اذا تم الفقر فھو اللہ کے مصداق ہو جیسے حضرت رابعہ بصری اور سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہا ہو گزرے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں دونوں جہان کی چابی ہو اور معرفت توحید حاصل ہو۔ جو فقیر ان صفات سے متصف نہیں۔ وہ اہل تقلید اور زن مرید ہے۔

واضح رہے کہ کامل انسان ہمیشہ دیدار کی طلب میں رہتا ہے اور احمق حیوان ہمیشہ دنیا مردار کی طلب میں رہتا ہے

معرفت توحید حکمت ہر سہ راہبر خدا
با مطالعہ دل ورق شد غرق فی اللہ بقا

غوث قطب خواہ ساری عمر ریاضت اور مجاہدہ میں صرف کریں تو بھی فقر کے ابتدائی مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ فقر کا ابتدائی مرتبہ مشرف بلقاء ہوتا ہے۔ لقا سے مشرف ہونا فنائے نفس اور حیاتی قلب اور بقائے روح سے ہاتھ آتا ہے۔ پس فنا و بقا سے بھی لقا سے مشرف ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور نہ ان کے بغیر فقیر واصل بن سکتا ہے۔ غوث، قطب اور فقیر کے مراتب میں یہ فرق ہے کہ غوث قطب تو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام طبقات زمین و آسمان کی سیر طیر، علم لوح محفوظ کا مطالعہ اور عرش سے اوپر ستر ہزار منزلوں کی سیر کر سکتا ہے اور بس اسی کو انتہائی مراتب کہتے ہیں۔ لیکن فقیر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کیونکہ وہ ہر وقت دیدار میں مستغرق رہتا ہے اور اسے حضوری اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے

فقر یک سر است اسرار از خدائے
ابتدائے انتہا بیند لقائے

فقر کی قوت، توجہ، جمعیت، مشاہدہ، حضور، ذکر فکر، فناء بقاء، ادب، حیا، اتحاد، یقین، صدق و صفا، زندگی قلب، تزکیہ نفس، بولنا، سننا اور طلب مولا سب کچھ لقاء سے ہوتا ہے۔ مولیٰ کا طالب لقا کی طلب کرتا ہے۔ لیکن دنیا کا طالب بے حیا ہوتا ہے۔ اہل لقاء اور بے حیا کی ہمنشینی کس طرح مناسب ہو سکتی ہے؟

مرتبہ فقر است با فخر از نبی ﷺ   فقر را دشمن بود اہل از شقی
عالم او باشد غلام از اہل فقر   عالماں را بردہ حاضر با نظر

عالم پر فقیر کو فوقیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اول الذکر علم کی تلاش میں اور مؤخر الذکر طلب مولیٰ میں جان فدا کرتا ہے۔ فقیر کے لیے مجلس نبوی ﷺ میں پہنچا دینا بہت آسان ہے۔ طالب کے وجود میں تین چیزیں ہیں۔ نفس، قلب اور روح ان میں سے نفس دن رات شہوت، زن و فرزند، فربہی، صحت جان اور طول عمر کی طلب میں لگا رہتا ہے اور قلب دن رات نور کی پیاس، شوق اور درد میں رہتا ہے اور مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں رہتا ہے جو کہ شفیع الامت ہیں اور روح دن رات مشرف بلقاء ہونے میں لگی رہتی ہے۔ جو جذب و لطف اور علمائے الٰہی ہے۔ طالب اللہ کے لیے قسم ہے جو وہ پہلے ہی دن مرشد عالم سے سبق کی طلب نہ کرے۔ بلکہ اسے اسم اللہ ذات کے حاضرات و تصور سے لقاء اور مجلس نبوی ﷺ سے مشرف ہونا چاہئے۔ کامل مرشد کے پاس دو ہی سبق ہوتے ہیں جو اس کے سینے میں ہوتے ہیں۔ ایک علم لقاء کا، دوسرا مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ سبق لقاء سے طالب کے وجود میں ذکر پیدا ہوتا ہے اور مجلس نبوی ﷺ کے درس سے طالب کے وجود میں فکر پیدا ہوتی ہے۔ یعنی فکر فنا جس کی وجہ سے وہ حضوری سے مشرف ہوتا ہے

طالب از مرشد طلب دیدار کن   دیدار حاصل می شود از نور کن
طالب از مرشد طلب ذکر خدا   سبق خوانی از خدا وحدت لقاء
طالب از مرشد طلب قرب از قبر   رویت دیدار بینی راز رب

اگر مرشد بلقائے الٰہی کر دے۔ لیکن طالب اس پر یقین نہ کرے تو طالب عاقبت مردود ہے۔ اگر صاحب یقین ہے تو ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا۔ بلکہ انوار و دیدار کے غلبات میں غرق فی اللہ رہتا ہے۔ طالب اللہ کے لیے توجہ مرشد رفیق ہوتی ہے اور اسے حقیقت تصور حقیقی اور تصرف تحقیقی حاصل ہوتے ہیں

طالب شدی مرشد شدی کل الکدام
روز و شب دیدار بین ہر صبح و شام

طالب صادق بود برحق نگار
طالب کاذب بود خدمت شمار
کس نیابم طالبے لائق لقا
نیست لائق طالب احمق بے حیا
باھو بہر خدا دیدار دہ
تیغ برگردن زنم سر پیش نہ
بے سرش حاضر شود اہل یقین

واضح رہے کہ عالم کا فتویٰ علم رویت سے ہوتا ہے اور فقیر عالم کا فتویٰ نفس مار ڈالنے کے لیے علم ہدایت سے ہوتا ہے اور عالم ولی کا فتویٰ علم ولایت سے۔ درویش عالم کا فتویٰ علم غنایت سے اور اولیاء اللہ عالم کا فتویٰ علم دیدار سے

عالم شدی فاضل شدی عارف کجا   معرفت قرب است از علم و بقا

طالب اللہ کو کیا حاجت کہ بارہ سال کا قیمتی حصہ ریاضت و مجاہدہ میں بسر کرے وہ تو ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ خواہ جانکنی کے وقت، خواہ قبر میں، خواہ حشر میں، خواہ بہشت میں، ضرور بضرور دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے، صادق طالب دن رات خدمت میں جان نثار کرتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی بے اعتقاد نہیں ہوتا۔

قولہٗ تعالیٰ: "ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین" (۹-۱۲۰) اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ کامل مرشد کے لیے پڑھا ہوا اور ان پڑھ طالب یکساں ہے۔ کیونکہ اسے درجات علم سے حاصل ہوتے ہیں۔ سو اسم اللہ ذات کے تصور سے اسے پہلے روز میں عنایت کر دیتا ہے

بزبان الف وبدل تصدیق بے   باز احتیاج نیست خواندان الف بے
ہر مطالعہ علم بہر از شد لقا   طالباں حق سبق دانند از خدا
سبق خواندن از خدا ست رسول ﷺ   شد علم تحصیل عالم حق وصول

قولہٗ تعالیٰ "الرحمن علم القراٰن خلق الانسان علمه البیان"۔ وہ رحمٰن ہے

جس نے قرآن سکھایا' انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھا دیا۔ تمام علوم اور جمعیت ایک لقائے الٰہی میں شامل ہیں۔ صاحب قرب الٰہی کو وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ عالم باللہ کی نظروں میں ہی خدا سے اور افتادہ اور بے معرفت کو مشرف بلقائے الٰہی کرتا ہے اور حضوری بخش دیتا ہے۔ بغیر حضوری اور مشاہدہ کے دوسرے علوم محض حجاب ہیں۔ خواہ ساری عمر ہی ان کی تحصیل میں ضائع کیوں نہ کی جائے

علم معراج است محرم سر بسر   عالم و عارف بود صاحب نظر

نفسانی عالم طمع' حرص اور حسد کی قید میں رہتا ہے۔ عالم روحانی علم لقا سے مشرف ہوتا ہے۔ عالم نفسانی علم کی جلالیت کی وجہ سے غصے اور درد میں مبتلا رہتا ہے اور روحانی عالم کو جمالیت کی وجہ سے چشم معرفت کی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ پس اہل چشم اور اہل خشم کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔

مراقبہ بخشش خدا' ملاقات و ملازمت مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفائی باطن' علم فیض و عطاء' نفس کو حرص و ہوا سے روکنا' بود سے نابود ہونا' مطلق فنا اسم اللہ ذات کے وجود سے مردہ وجود ہونا' مشرف بہ وحدت و لقا' دل کا لحظہ بلحظہ پھٹنا' ساتوں اعضاء کا پاک ہونا' روشن ضمیر ہو جانا' دل کا بیدار ہونا اور مشاہدہ دیدار کرنا سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ طالب بینا کو مشاہدہ دیدار اور کلمہ پر اعتبار کرنا چاہیے یہ مراتب قلب پرنور کے ہیں۔ جو طالب قرب و حضوری اور دیدار الٰہی پر اعتبار نہیں کرتا۔ وہ مردود ہے۔ نیز مراقبہ سے ہر ایک نبی علیہم السلام اور ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے مصافحہ حاصل ہوتا ہے۔ عرق با توفیق حاصل ہوتا ہے۔ جو کچھ باطن میں دیکھتا ہے۔ اسے ظاہر میں پا لیتا ہے۔ بشرطیکہ مراقبہ نعم البدل سے واقف ہو اور فیض فضل لازوال اسے حاصل ہو اور روز ازل کے اقرار پر قائم ہو۔ "اوفوا بعہدی اوف بعہد کم" (۲-۴۰) تم میرے اقرار کو پورا کرو میں تمہارے اقرار کو نباہوں گا۔ یعنی مراتب جمعیت اسے حاصل ہوں۔ اس قسم کا مراقبہ برحق ہے۔ کیونکہ منجانب اللہ وہ حق پر ہوتا ہے۔ ویسے تو خطرات شیطانی کے مراقبے بے شمار ہیں اور وسوسہ جنونیت نفسانی کے مراقبے لاانتہا اور آفات و واہمات' دنیا کے مراقبے بکثرت ہیں

طالب بیا طالب بیا طالب بیا　　برتو کنم دیدار وحدت حق لقا
طالبا خواہی اگر دیدار دم　　دم کہ با دیدار شد اہل از کرم
در مطالعہ غرق شو فضل از لقا　　ایں مراتب عارفاں رویت نما

مطلب یہ کہ طالب دیدار وہ ہے۔ جو طلب دیدار میں دنیا سے وضو اور عاقبت سے غسل کر کے نماز یگانہ کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت ترک (ماسوی اللہ) اور دوسری رکعت توحید و توکل بروح لقاء کی ادا کر کے بنائے اسلام کا سلام کہے (پھیرے) اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے۔ دل سے مٹا دے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

طالب نام تحقیق کا ہے اور مرشد نام توفیق کا ہے۔ جو طالب مرشد کے نیک و بد کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ وہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔ جو مرشد طالب کو تلقین سے پہلے ازل سے ابد تک کے ماضی حال اور مستقبل کے حالات کا مشاہدہ نہیں کراتا۔ وہ لائق تلقین ہی نہیں بلکہ وہ نامکمل اور ادھورا ہے۔ ایسے شخص سے تلقین حاصل کرنا حرام ہے۔

علم فقر کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ لوح محفوظ کے تمام علوم کا مطالعہ پہلے ہی روز مرشد پہلے ہی سبق میں طالب کو کرا دے۔ یہ ہیں مرشد کے مراتب اہل تقلید کو مراقبہ دوام حاصل ہوتا ہے تو ان میں سے کس کو پسند کرتا ہے۔ ناقص طالب اور مرشد دونوں کو لذات نفسانی گناہ کبیرہ اور صغیرہ خراب اور شکستہ کرتے ہیں۔ جس طرح کہ آگ کو پانی۔ لیکن جو طالب اور مرشد کامل ہیں۔ انہیں کسی قسم کا زوال لاحق نہیں ہوتا۔ خواہ وہ دن رات گناہوں میں پھرتے رہیں۔ وہ دریا میں بلبلے کی طرح رہتے ہیں اور ان کا وجود دریا کی طرح ہوتا ہے۔ خواہ اس میں ہزار قسم کی پلیدی بھی گرے تو بھی پاک رہتا ہے نہ اس میں بو پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کا رنگ بدلتا ہے۔

بہ دل مرا دریائے زاں دریائے ہو　　از ازل تا ابد موجش پاک زن

تر جس کا وجود اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب پاک ہے۔ اسے محاسبہ کا کیا ڈر؟ اللہ بس باقی ہوس۔

شرح مراقبہ

جو شخص اخلاص قلبی اور روحی سے نفس کو مردہ کر کے معروف کا لباس پہن کر مراقبہ کرتا ہے تو یہ مراقبہ اسم اللہ ذات کے سبب سے ایک لحظہ میں حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور حضور سے مفصل سوال و جواب حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم حاصل کرتا ہے اور پھر اسے ظاہری آنکھ سے دیکھ لیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو مراقبہ اربعہ عناصر کی رو سے کیا جائے۔ وہ خام خیالی اور سراسر خطرات ہے۔ بلکہ حیوانیت، بے جمعیتی اور پریشانی ہے۔ جو مراقبہ روح کی رو سے کیا جائے۔ اس کے سبب قرب الٰہی کی وجہ سے کل و جز مدنظر رہتا ہے۔ جو سر کی رو سے کیا جائے، وہ پردے اٹھا دیتا ہے اور دیدار پروردگار سے مشرف کر دیتا ہے اور اسے یقین اور اعتبار آ جاتا ہے۔ جو شخص دیدار نبوی ﷺ کا منکر ہے۔ اس کی شفاعت نہ ہو گی۔ بلکہ وہ امت سے شمار نہیں کیا جاتا اور حشر کے دن وہ ریچھ، سور، کتے اور گدھے کی طرح ہو گا۔ جو مراقبہ نور کی رو سے کیا جائے۔ اس میں مشاہدہ اور قرب حضور حاصل ہوتا ہے۔ جو مراقبہ ابرار کی رو سے کیا جائے۔ اس میں بقا اور لقا دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ جو مراقبہ نور ایمان کے جوہر کی رو سے کیا جائے۔ اس سے دنیا کی ترک نفس اور شیطان پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ظاہر اور پوشیدہ سات مراقبے، سات اعضاء، سات چابیاں، سات قفل، سات حکم، سات حکمتیں، سات طلسمات وجود یہ اور سات گنج اگر جمع ہوں تو ایک وجود بنتا ہے۔ بعد ازاں فقر میں قدم رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ ساتوں چیزیں فقر کے قاعدہ کی الف بے ہیں۔ جب یہ ختم ہوا تو پھر فقر کے لاحد اور لا نہایت اور لاہوت و لامکان میں پہنچتا ہے۔ مواحد و محقق کے لیے فقر کے مراتب ٹھیک ٹھیک گواہ ہیں۔ یعنی اسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے ۔

ہفت راہگوار ہر یک ہفت در   تا شوی عارف خدا صاحب نظر

مطلب یہ کہ جہان دار فانی ہے۔ اس میں نفسانی آدمی نفس کی لذت حاصل کرتے ہیں اور آخر کار دل افسردہ اور باحسرت مرتے ہیں۔ دوسرا جہان دار بقا اور روحانیت کا

مقام ہے، جو سوئے ہوئے ہیں وہ اپنا حال نہیں بتاتے اور بعض کی قبریں بہشتی روضۂ پاک ہیں اور بعض کی آگ سے پُر دارِ عذاب میں مبتلا ہیں۔ فقیر ان دونوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن سوائے دیدار کے کسی بات کی خواہش نہیں کرتا۔ وہ نور کو ہی دیکھ کر مست ہے اور ظاہر میں دنیاوی تعلقات میں پھنس کر طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے اور محنتیں برداشت کرتا ہے۔ لیکن کسی پر اپنی حالت ظاہر نہیں کرتا۔ پروردگار کے عارف اس بھاری بوجھ کو اٹھایا کرتے ہیں۔

عارفاں دیدار روز دیدار بین   دیدۂ دیدار با عین الیقین
دیدۂ با دیدار بردہ عین را   عین با عین بیند شد لقاء
گر نبودے ایں مراتب بردوام   کس نگفتے کاملاں ختم التیام
نیست دیدارش بدم دیوانگی   نیست دیدارش زحق بیگانگی
در شریعت شد بدیدار خدا   در شریعت یافتن دیدار را
دیدار دہ مرشد بود دیدار را   کامل و اکمل بود صاحب نظر
بے طمع طالب بود جان خدا   مال و تن گردد تصرف راہ خدا
بالیقینش تا قیامت دم بدم   طالبے باشد چنیں اہل از کرم
ذکر و فکر کشف ببرد باہوا   باز وارد معرفت قرب از خدا
طالبا از مرشدت دیدار کن   دیدار حاصل مے شود بایک سخن
خبر بدیدارے دگر دلدار نیست   ہرچہ فانی شد بما آں یار نیست
باہو درہو خویش را پیچیدہ   مرا از برائے دیدار از خود آفریدہ

واضح رہے کہ علم دیدار لقا حاصل کرنا اور لقا کے مراتب سے مشرف ہونا اور معرفت لقا میں کامل ہونا آسان ہے۔ لیکن مراتب میں محو ہونا فنا فی اللہ کے مراتب حاصل کرنا بقا باللہ ہونا اور ناشائستہ خصلتوں کو چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ ہاں اس کے لیے آسان ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے۔ مراتب دیدار محض عنایت الٰہی ہے۔ جس طرح پر نور پاک اور صاف ہے۔ اسی طرح مشاہدہ حضوری اور دیدار الٰہی جب ہوتا ہے تو منزل مقام

اور مخلوق کا نشان تک نہیں ہوتا۔ رویت ربویت حرف جمال و وصال کی نگاہوں سے دیکھی جا سکتی ہے

هر که مے بیند بنمائید ترا   بعد ازاں معلوم کن رویت لقا

یہ باتیں عارف عاشق فقیر ولی اللہ کے نصیب ہوتی ہیں

عبادت عاشقاں عین از عنایت   بجز دیدار دیگر نیست طاعت
چه خوش خرم بلذت راز دیدن   بعین از عین بین با حق رسیدن
کسے ایں جا رسیده بالقاشد   فنا فی اللہ که دائم با خدا شد

طالب الٰہی کے مدرسے میں وہی طالب سبق پڑھتا ہے۔ جو دیدار الٰہی کی قدر و منزلت جانتا ہے۔ جو شخص اس کی عظمت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ لاہوت و لامکان کی منزل میں پہنچ جاتا ہے۔

هر که گوید دیده ام من غیب را   هیچ کس با در نیارد جز خدا
غیب بینی دیده با دیدار بین   نیست آں جانفس نے شیطان بعین
هر که مے بیند بود برخود گواه   معرفت دیدار حاصل شد اللہ
غیب داں داند بآں کس غیب داں   دیدنی دیدار با چشم عیاں
چشم سر عینک دراں شیشه نگر   خوش به بیں دیدار صاحب نظر
هم ناظرم هم حاضرم هم بالقا   ناظر و حاضر کنم طالب بیا

جو شخص دن رات دیدار میں غرق ہونے کی طرف متوجہ ہے۔ اس کا مرتبہ ففروا الی اللہ کا ہے اور جو دیدار کا منکر ہے۔ اس کا مرتبہ ففروا من اللہ کا ہے

کور مادر زاد طالب بے نظر   کور طالب کور رفته بے بصر
کور را گر مے نیا یم آفتاب   کور بیند هر طرف باشد حجاب

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

اولاً موت است بعد از معرفت   در چهار بگذر و یکتا صفت
پنج را با پنج وارد هوشیار   نه یک طرف از یک طرف عارف شمار

نہ گرسنہ مے شود یک سیر تر　　گریک گرسنہ مے شود نہ درامر
دہ دیو چودرا در وجودے بند کن　　بعد ازاں ارشاد و مردم پند کن
معرفت توحید جملہ شد ورا　　ہر یکے رایافتہ عارف خدا

جسے علم غائب پر ایمان نہیں۔ وہ ایماندار ہی نہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ "**فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب**" قرآن شریف میں ان پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ نیز اس ہدایت سے ثابت ہوتا ہے۔ "**من عرف اللہ لا یخفیٰ شیء علیہ**" جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

نیز اس آیت کریمہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ "**ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر**" (۶۷-۱۲) بے شک جو لوگ غائبانہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان ہی کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

مختصر علم لقا کو تصدیق قلبی کے ساتھ ایسا باتوفیق حاصل کرتا ہے کہ علم ظاہر تمام بھول جاتا ہے۔ چنانچہ الف، بے تک اسے یاد نہیں رہتا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

حدیث نبوی ﷺ: "**من عرف ربہ فقد کل لسانہ**" جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔

فقیر کو دیدار سے حسب ذیل چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ قرب، عزت، عظمت، شرافت، کرامت، جمعیت، فخر، حکمت، امر، حکم، تصرف، توجہ، تفکر، تصور، دونوں جہان پر غالب ہونا، روشن ضمیری، تجلیات، انوار ذات اور واقفیت اسرار سبحانی، وہ علم دیدار کے سوا اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ فقیر کو ذکر، ورد و وظائف اور مراقبہ کی ضرورت نہیں۔

مرشد دیدار دیدارش نظر　　با نظر تا نظر کنم موسیٰ خضر
ایں شرف شد امتی وز مصطفےٰ ﷺ　　نحن اقرب یافتہ قرب ازالہٰ

اے احمق! یہ ہیں فقر کے مراتب۔

واضح رہے کہ سلک سلوک کے ہر مرتبے کی ابتداء قرب الٰہی سے ہوتی ہے اور انتہاء

مجلس نبوی ﷺ پر۔ ان دونوں کے وسط میں دیدار ہے۔ جو محض فضل الٰہی ہے۔ ابتدائی اور انتہائی مراتب برائے نام ہیں اور ابتداء اور انتہاء ایک ہی بات ہے۔ جو شخص رب العالمین کے دیدار سے مراقبہ یا خواب میں مشرف ہو جاتا ہے تو پھر ساری عمر اس کی آنکھ نہیں لگتی۔ مرنے پر بھی وہ بے حجاب مشرف حضوری ہوتا ہے۔ جو ایک مرتبہ دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اسے دنیا مردار پسند نہیں آتی۔ جن میں یہ بات نہیں پائی جاتی وہ مشرف بدیدار ہی نہیں۔

حدیث: "النھایۃ ھو الرجوع الی البدایت" ابتداء کی طرف لوٹنا ہی انتہاء ہے۔ راستے میں محبت و طلب، ذکر، فکر، ذوق، شوق، مراقبہ، مکاشفہ، تصور، تصرف، توجہ، تفکر، معرفت اور توحید سب کچھ دیدار کی خاطر ہے۔ سو کامل مرشد انتہائی مراتب یعنی دیدار ابتداء ہی میں دکھا دیتا ہے۔ چنانچہ پھر ابتداء اور انتہاء یاد بھی نہیں رہتی۔ یہ عین با عین مراتب ہیں

گر بگویم دیدہ ام مدعی با دعویٰ در
کور چشمے کے بہ بیند سگ مثال خوک و خر

انوار دیدار کی روشنی طالب پر اس طرح غالب آتی ہے جیسے آگ پر پانی

بادے دیدار ببرم شد حضور شد مشرف باللقا در غرق نور

اندھے طالب کو پہلے مرشد آنکھوں کی بینائی بخشتا ہے اور پھر دائمی دیدار دکھاتا ہے جو بے ایمان ہے اس کے لیے زوال ہے۔ اولیاء اللہ کو کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ فقیر علم دیدار بحکم دیدار فرماتا ہے اور مرشد کامل دیدار کرا دیتا ہے۔ سو فرمانے اور کرانے میں فرق ہے۔ فقیر پر فرض عین ہے کہ تمام خزائن و ممالک سلیمانی تمام ارواح انبیاء اولیاء اللہ، تمام تسبیح خوان فرشتوں اور دنیاوی تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو اپنے قبضے میں لائے۔ فقر اختیاری کے اس مرتبے کو ترک توفیق کہتے ہیں۔ جس طرح ہاتھ میں لائے، اسی طرح یکبارگی فی سبیل اللہ صرف کر دے اور چھوڑ دے۔ فقر کے لیے توکل، غنایت حال اور ہدایت احوال ضروری ہے۔ بغیر غنایت فقر اضطراری اور مطلق شکایت ہے

توحید سر عطاء است کہ تقلید سر خطا است
از دست نارسا است کہ مکار و پارسا است

قولہ تعالیٰ "مازاغ البصر و ما طغی" آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ جب تک طالب اللہ تماشا کونین سے بیزار نہ ہو جائے اور اس سے ہزار بار استغفار نہ کرے اور بالیقین دل سے ان کے خیالات نہ ہٹا دے۔ تب تک معرفت اور وصال الٰہی ہاتھ آنا مشکل ہے

دیدۂ دیدار ما را از ازل   معرفت دیدار ما اشد فضل

اگر کوئی شخص ساری عمر مطالعہ علم میں صرف کرے تو وہ عالم و فاضل بن جاتا ہے۔ لیکن توحید معرفت اور قرب الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت میں صرف کرے اور ایک پاؤں پر کھڑا رہ کر تیس سو سال مجاہدہ کرتا رہے تو بھی باطنی طریقت اور لقائے الٰہی سے ناواقف رہتا ہے۔ یہ بات مرشد کامل کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ مرشد کامل کی ایک توجہ سالہا سال کی عبادت سے افضل ہے

مرشدے مراتب ترا رہنما   طلب کن مرشدے رویت لقا
حافظ شدی عالم شدی زندہ زبان   وز بے خبر تصدیق وحدت بے عیان

ان لوگوں پر مجھے بڑا تعجب ہے۔ جو بدعتی، فرعونی اور شیطانی گروہ ہیں۔ یہ لوگ اہل نفس ہو کر کفار، اہل ابلیس اور اہل زنّار کے مراتب دیکھ کر کہہ دیتے کہ ہم نے دیدار اور معرفت حاصل کر لئے ہیں۔ ان کی بنیاد ہی غلط اور بات ہی محض لاف ہے

ہر کہ مے بیند بدیدار خدا   آں طالباں را نظر ببرد لقا
در معرفت دیدار حق ناظر کند   با نظر مجلس نبیؐ اللہ بود
دم دلم دیدار بردہ حضور   روح را روح برد اہل القبور
لائق دیدار اول دیدہ کن   دیدۂ دیدار را ازاں دیدہ کن
نیست منزل نیست آنجائے مقام   غرق فی التوحید فی اللہ شد تمام
طالب موسیٰ طلب دیدار جو   باہو دیدار موسےٰ راگو

دیدار اعتبار سے ہاتھ آتا ہے نہ کہ سال و ماہ گزارنے سے

باہو طلب دیدار روز خود جدا   از میاں خود رفت مے بیند لقا

زن و فرزند ذکر و فکر مال، طمع اور نفس مردار معرفت الٰہی اور دیدار الٰہی سے باز رکھتے ہیں۔ لقا نماز میں ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز نور حضور سے معمور ہو

سرور و در سجدہ دل شد با خدا   روح شد مشرف اتحاد بالقا
ایں نماز عارفاں با دل حضور   فرض عین است ایں نماز بالضرور

واضح رہے کہ انسان مخلوق ہے اور اللہ تعالٰی قادر و قیوم غیر مخلوق۔ پس مخلوق کی کیا ہستی ہے کہ غیر مخلوق تک پہنچے اور معرفت، قرب اور جمال حضوری حاصل کرے۔ ہاں! یہ صحیح ہے جو شخص دیدار کا منکر ہے وہ ملعون اور بے دین ہے۔ مطلب یہ کہ علم، ذکر، فکر، تلاوت، وظائف، مراقبہ اور مجاہدہ قرب الٰہی سے بعید ہے۔ علم تصور کے ذریعہ ہم مشرف ہو سکتے ہیں۔ اسم اللہ ذات ہی معرفت اور توحید کا سبق ہے۔ طالب نفس پر سوار ہو کر تجلی سے بھی تیزی کے ساتھ ایک لحظہ میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی اور بندے کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ مراتب یقین اور اعتبار کے ہیں

تانہ بینم من بچشم خود خدا   نیست با در گفتہ درویش را
ہر کہ مے بیند بود در غرق نور   معرفت توحید دیں است با حضور
بے سرے سجدہ کنم حاضر خدا   ایں نماز عارفاں را از بقا
بے سرے سجدہ بود ہم بے جبیں   نیست آں جا آسمان و نے زمیں
بے چشم بینم بخوانم بے زباں   معرفت لاہوت ایں است لا مکاں
سجدہ در نور است در رویت مدام   قبہ در قبلہ بود قبلہ تمام
ہر سہ قبلہ قرب بخشد در نماز   معرفت توحید ایں است فضل راز
نفس نورش قلب نورش روح نور   اہل نوری را نمازی شد حضور
دل پریشان و نمازے کے روا   دل بخطرہ نفس و شیطاں کے روا
نماز معراج است مے بیند خدا   عارفاں را در نمازے شد لقا

عارف اور نماز

واضح رہے کہ عارفوں کا دم ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے اور ان کا دل اور روح دائمی نماز میں مشغول نماز باراز ہے اور راز با نماز ہے۔ مرشد نور الہدیٰ علم دیدار سے کفیٰ باللہ کا سبق پڑھاتا ہے اور طالب صادق لا الٰہ الا ھو فاتخذہٗ وکیلا (۷۳-۹) پڑھتا ہے۔ اس قسم کا مرشد جو دیدار سے مشرف کرنے والا ہے مخدوم ہے اور جو مرشد طالب کو ذکر، فکر، مراقبے اور حبس دم میں مشغول کرتا ہے۔ وہ ناقص ہے اور معرفت الٰہی سے محروم ہے۔ اس سے طالب کبھی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ معرفت کے ویسے تو کئی ایک طریق ہیں۔ لیکن خاص طریقہ مشرف بدیدار ہوتا ہے اور یہ ہوتا ضرور ہے۔ اگر مادر زاد اندھے کو آج کے حجاب کے سبب کل نظر نہ آئے تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ بینا آدمی ہمیشہ دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ ان کے لیے آج اور کل یکساں ہے۔ "ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی" (۱۷-۷۲) جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ عاقبت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

هر کہ در دنیا نہ بیند حق لقا　　بے نصیبے رو بود آخر کجا
آخرت او خور خواہد ہم قصور　　بے نصیبے او ز دیدارش حضور

ما زاغ البصر وما طغیٰ کے مراتب عارفان لقاء کے نصیب ہوتے ہیں

از ناف تا سر جلوہ گر انوار حق　　آں چہ مے بینم بازاں دیدار حق
حق باطل را کنم تحقیق تر　　مے برم دیدار طالب را نظر
زندگی شد بالقا بے بندگی　　بے لقا کل زندگی شرمندگی

عارف مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو رب العالمین کے دیدار کی دولت عظیم بخش دیتا ہے۔ ایسا مرشد لائق ارشاد ہے۔ عارف نور خدا مرشد وہ ہے جو باطن میں ہمیشہ کے لیے طالب کو دیدار سے مشرف کر دے اور طالب ظاہر میں مطالعہ علم اور شریعت میں ہوشیار ہو۔ جس طرح خضر علیہ السلام کو آب حیات کے سبب جاودانی زندگی حاصل ہے۔ اسی طرح عارفوں کو اسم اللہ ذات کے تصور سے ہمیشہ زندگی نصیب ہوتی ہے

خضر را طالب کنم بہر از خدا   منکہ طالب با حضوری مصطفیٰ ﷺ

حضرت خضر امت محمدی ﷺ کے مراتب سے دن رات حیرت میں ہیں۔ قرب الٰہی اور دیدار الٰہی امتیوں کو ہی ہمیشہ نصیب ہوتا ہے

خضر را چیزے نباشد از قرب وحدت لقا   شرف امت را تمام از مصطفیٰ ﷺ
فکر فرحت نفس ذکر و راہزن   طالبا دیدار رابس ایں سخن
با توجہ مے برم دیدار حق   زیر پائے تو شود جملہ طبق
با الف اللہ رسانم با حضور   ایں مراتب عارفاں را غرق نور
عالم شدم در علم توحید از خدا   احتیاج نیست علم از سر ہوا
شیطان را علم است کبر و بے کرم   گر بگویم انا شیطان مے شوم
خلق با خلق است با خالق تمام   نیک خصلت ہمچو نبوی ﷺ والسلام

جو عالم یا فقیہہ فربہ نفس مردہ دل اور سیاہ باطن ہے۔ اس سے ہم کلام نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس کے باطن کو اللہ تعالیٰ کی کچھ خبر نہیں۔ ایسے شخص کو اپنے نفس کی بھی واقفیت نہیں ہوتی۔ ہر علم کا مغز علم تصوف ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی باتیں ام علوم اور احیاء العلوم ہیں۔ علم تصوف سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے۔ جو شخص علم تصوف نہیں پڑھتا۔ اس کا دل سیاہ ہوتا ہے اور ہمیشہ جہل و نفاق میں رہتا ہے۔ علم تصوف سے عارف رحمت الٰہی بن جاتا ہے۔ جو شخص علم تصوف سے منع کرتا ہے۔ وہ بے دین ہے

گر بے علم عالم شدی بے معرفت   جاہلی علم ست خر عیسیٰ صفت
تا نیابی معرفت رہبر خدا   طلب کن مرشد شدی تو اولیاء

طالب کو پہلے مرشد سے کل و جزو مخلوقات اور ذات و صفات حاصل کرنی چاہئیں سو ایک ہی باطن میں حاصل ہو سکتی ہیں۔ مرشد کے چار حروف ہیں میم سے مشاہدہ حضور معرفت اور معراج "ر" سے رازق حق غرق فی التوحید نور۔ "ش" سے شہسوار عارف بروحانیت اہل القبور اور "دال" سے دوام بخش الہام مراد ہے۔ طالب کے بھی چار حروف ہیں "ط" سے طالب طوق بندگی ہر انگندگی اور دوام در حق پیوندی۔ "ا" سے ارادہ حق

ادب اور جو کچھ سر پر گزرے، اس سے آہ نہ کرنا "ل" سے لائق لقاء، لا یحتاج اور لافرنی نہ کرنے والا اور "ب" سے باوفا، باحیاء، قلب صفاء اور قضا ورضا میں راضی رہنے والا مراد ہے۔ مرشد کے چاروں حروف طالب کے چاروں حرفوں میں اس طرح تبدیل ہو جانے چاہئیں کہ مرشد کا وجود، جسم، قلب، قالب، زبان، کان، روح اور ہاتھ پاؤں طالب کے ہو جائیں اور طالب کے مرشد کے ہو جائیں۔ یعنی دونوں ایک ہو جائیں۔ طالب کو فنا فی الشیخ ہونا چاہیے۔ مرشد کی ہر ایک رسم رسوم حتیٰ کہ صورت تک طالب میں آ جائے اور دونوں کے احوال ایک ہو جائیں۔ مرشد کامل کی توفیق اور توجہ طالب سے "ید اللہ فوق ایدھم" کہنے لگے

گر بیائی طالبا حاضر خدائے　　　درمیاں پردہ نہ ماند شد لقا

مرشد کامل کی یہ پہچان ہے کہ وہ حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے نظر ہی سے کل و جز کو طے کر جاتا ہے

گر تو طالب صادق با مایا　　　شد مشرف در مجالس مصطفیٰ ﷺ

قادری طریقہ

قادری طریقہ میں طالب اور مرید مثل پھول کے ہیں اور باقی طریقے اس کے مقابلے میں ایسے ہیں۔ جیسے پھول کے گرد کانٹے کیونکہ وہ محض نفس کی قید میں ذلیل ہوتے ہیں۔ لیکن قادری طالب با اعتبار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یکبارگی مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ اسے ذکر اور مراقبہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی

منکہ مرشد قادریم قدر داں　　　شد قرب قدرت خدا عارف عیاں

جنت دیدار پر منحصر ہے۔ دیدار کے بغیر مردار ہے

باھو در ھو گم شدہ چوں آب شیر　　　انتہا توحید این فی اللہ فقیر

دنیا کے طالب بکثرت ہیں اور عاقبت کے طالب بے شمار لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہوتا ہے جو دیدار الٰہی کا طالب ہو، جو طالب دیدار ہے، بہشت اسے درکار نہیں۔

واضح رہے کہ انسان کے وجود میں سات اعضاء قید، حرص، طمع، حسد اور خود پسندی

میں مبتلا ہوتے ہیں۔ سو کامل مرشد طالب اللہ کے ساتوں اعضاء کو ساتوں اکسیر، علم کیمیا، تصرف گنج باحکمت ظاہر اور باطن سے پختہ اور کامل بنا دیتا ہے اور اس کے ذرے ذرے کو سنوار دیتا ہے۔ پھر ایسے طالب کو کیا ضرورت ہے کہ دست بیعت کرتا پھرے۔ اسے ایک ہی ہفتہ میں فقر، معرفت، ولایت، غنایت، فیض، فضل اور وصالِ حسن میں نہ غم نہ زوال نہ سلب نہ رجعت کا ڈر حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ مشاہدہ معرفت میں ہمیشہ معراج کرتا رہتا ہے۔ مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز جمعیت کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ کامل مرشد طالب کو سونے چاندی کی کیمیائے اکسیر اور پھر دیدار الٰہی سے مشرف کر دیتا ہے۔ جس مرشد میں یہ توفیق نہیں اس سے تیلی کا بیل اچھا ہے

باھو کاملاں را وقوف است بر کیمیا　　　از خود دھندیا مے دہانند از خدا

فقیر کی نگاہوں میں اہل دنیا مفلس اور اہل دنیا کی نظروں میں فقیر مفلس ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ فقیر کو گو سارے دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہوتا ہے لیکن وہ غنایت کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ نہیں کرتا

ظاہری توفیق دارم ہر عمل　　　باطن از تحقیق دارم بے خلل
باھوا بہر از خدا ایں رہنما　　　گر بیائی مے رسانم با خدا

تمام خزانوں کی کیمیائے اکسیر تین قسم کی ہوتی ہیں۔ جو تین مدرسوں میں تین علوم حاصل کرنے سے ہاتھ آتی ہیں۔ علم علم کا گواہ ہے۔ علم علم سے آگاہ ہے۔ علم کو علم سے نگاہ ہے۔ جاہل ہمیشہ گواہ ہے۔ علم اکسیر کیمیائے ترکیب ہنر فنا ہے۔ علم کیمیائے اکسیر توفیق بقا ہے اور علم کیمیائے اکسیر معرفت مشرف بلقا ہے

ہر کہ گفت من عالم لقا　　　طلب از وے مطالعہ حق لقا

کیمیائے ظاہر کا طالب نامرد کیمیائے باطنی کا طالب عورت اور کیمیائے معرفت کا طالب مرد خدا ہے۔ یہ چودہ کیمیا چار دن میں چار توجہ اور چار توفیق سے حاضرات قرآن کی برکت سے طالب کو حاصل ہو سکتی ہیں۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”من لہ المولیٰ فلہ الکل“ جس کا

خدا اس کے سب۔ جو طالب اخلاص کے ساتھ مرشد سے دیدار الٰہی کی طلب کرے۔ اس کے روبرو ہر ایک مرتبہ، ہر ایک تصرف، کیمیا گنج، حکمت، مؤکل اور انبیاء اور اولیاء کی روحیں اور دونوں جہان غلام کی طرح دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں

مرشدے باشد غنایت از غنی　　　از غنی طالب غنی حاضر نبی
بے غنایت در شکایت روز و شب　　　بے حیا و بے وفا و بے ادب

کامل میں تین حروف ہیں۔ ''ک'' سے کامل تصرف اس میں ہو کہ جتنا خرچ کرے کم نہ ہو۔ ''م'' سے مراد یہ ہے کہ مردہ دل کو نگاہ ہی سے زندہ کر دے اور حضوریٔ الٰہی میں پہنچا کر دیدار الٰہی سے مشرف کر دے۔ ''ل'' سے مراد ہے کہ طالب کو لقا الٰہی بخش کر لا یحتاج بنا دے۔ کامل درجہ انسان کا ہے۔ مکمل پریشان کا اور اکمل حیوان کا ہے۔ نور الہدیٰ مرشد کا مرتبہ یہ ہے کہ طالب کو پہلے ہی روز لاہوت ولا مکان بخش دے۔ یہ طاقت مرشد قادری کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ مشرف دیدار باعیان ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا فیض فضل واحسان ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ہر ایک تصرف گنج کا مرتبہ اور مشرف بدیدار کرنا آسان ہے۔ لیکن وجود میں اسے نگاہ رکھنا اور اپنے آپ کو صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچانا سخت مشکل ہے۔ یہ پیاسا پانی پیتا ہے اور بھوکا کھانا کھاتا ہے اور عاشق سر فدا کرتا ہے۔ طلب مولیٰ کا پیاسا دریائے معرفت کو مستقی کی طرح پیتا ہے اور طلب مولیٰ کا بھوکا اپنا خون جگر کھاتا ہے جو عاشق دیدار ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا۔

ہر کہ گوید دیدہ ام دیدار نیست　　　دیدنی مخلوق را درکار نیست
ہر کہ مے بیند بود دائم حضور　　　ہر تصرف مے شود از روئے حضور
آں صاحب گنج است عامل باحکم　　　مردہ را زندہ کند با حکم قم
ہر کہ مے بیند بود از اہل لقا　　　دل سلیم وجود و کرم و با حیا

تجھے واضح رہے کہ

چوں نمے بینم کہ بنماید مرا　　　از لقائے یافتم وحدت صفا

باحضوری مصطفیٰ ﷺ ہم جان نفس   احتیاجے کس ندارم ہیچ کس

یہ مراتب عظمیٰ اور سعادت کبریٰ مجھے شریعت سے نصیب ہوئی ہیں۔ میں نے ہمیشہ شریعت کو ہی اپنا پیشوا بنایا۔ طالب اللہ خواہ مبتدی ہو' خواہ منتہی اسے چاہیے کہ صبح وشام شریعت کو مدنظر رکھے اور جو کچھ شریعت حکم کرے۔ اس کے مطابق عمل کرے۔ کیونکہ وہ منجانب اللہ حق ہے اور جس بات سے شریعت روکے اسے نہ کرے۔ کیونکہ باطل اور بدعت سے ہزار بار استغفار ہے۔ شریعت کسے کہتے ہیں؟ شریعت قرآن شریف ہے اور تمام قرآن کریم اسم اللہ ذات کی طی (لپیٹ) میں ہے۔ یہ سراسر دنیا' شیطان اور نفس امارہ کے خلاف ہے

شریعتے شہر است آں دارالامن   نیست آنجا نفس وقلب وروح وتن
شریعت نور سریست از نبی   ایں شریعت کے رسند اہل ازشقی
شریعت شرف است عرب بارسول   ایں شریعت برو حاضر با رسول
ہر مراتب از شریعت دیدہ ام   بے حجابے از میاں بدیدہ ام
شریعتے شوق است بر شہد از شکر   لذت دیدار بخشد بہرہ ور
جز شریعت نیست راہ معرفت   اہل بدعت چیست باشد خرصفت
شریعتے خلوت بود برتن تمام   بے شریعت نیست عارف اہل خام
شریعتے خوش وقت گرداند ھرا   از شریعت یافتم اللہ بقا
شریعتے ایمان انوارش عطاء   ایں عطائے شد مرا رہبر خدا
باہو سرِ راستی در شرع کوش   از شریعت معرفت توحید نوش

مراتبِ جمعیت

مرشد پر فرض عین ہے کہ پہلے طالب کو جمعیت کے تین مراتب عنایت کرے۔ یعنی جمعیت نفس' جمعیت قلب اور جمعیت روح۔ جب یہ تینوں جمعیتیں طالب میں جمع ہو جائیں تو پھر مرشد کو مناسب ہے کہ مشاہدہ حضوری اور قرب الٰہی دکھا کر ست بیعت کرے تاکہ طالب کو بھی یقین ہو جائے کہ واقعی میرا مرشد جمعیت بخش اور کامل ہے۔ مرشد وہ ہے

جو تمام دنیا کا تصرف طالب اللہ کو عطا کرے اور نیز جمعیت قلب بھی اور پھر طالب، دنیا کے تمام تصرف کو ایک دم میں ایک ہی قدم پر فی سبیل اللہ صرف کر دے اور دل میں افسوس تک نہ کرے۔ جب طالب کی روح دائمی طور پر پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو جائے اور توجہ، تصرف، تفکر سے ممات وحیات کے مراتب اسے حاصل ہو جائیں تو پھر وہ طالب لائق تلقین اور ہدایت ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اے عزیز! وہ لوگ بہت ہی زیادہ احمق ہیں۔ جو دن رات محبت دنیا میں بے جمعیت اور پریشان سائل گدا اور بے حیاء ہیں۔ کامل مرشد وہی ہے جو کسی پر نظر عنایت کرے تو اسے بہت سے گنج وخزائن بخش دے۔ وہ طالب کو پہلے سونے چاندی کا علم کیمیا سکھاتا ہے اور پھر توجہ سے اسے قرب حضوری بخشتا ہے۔ جو مرشد پہلے ہی روز میں علم معرفت اور توحید پڑھائے اور دیدار سے مشرف کر دے۔ اسے ذکر و مذکور کی کیا حاجت ہے؟ اور ورد و وظائف اور مراقبہ اس کے کس کام کا؟ اہل دیدار عارف کی آنکھیں ہمیشہ دیدار کی طرف لگی رہتی ہیں۔ دل بھی مشاہدہ کی طرف مائل رہتا ہے اور وہ نظر عیاں سے بے حجاب اسرار الٰہی دیکھ کر فنافی اللہ اور متوجہ دیدار رہتا ہے۔ اہل دیدار کو دیدار ہی سے الہام مشاہدہ ہوا کرتا ہے اور ان کی دلیل بھی مشاہدہ دیدار ہی ہوا کرتا ہے۔ سلطان الوہم بھی مشاہدہ دیدار سے ہے اور جمعیت کل بھی قرب دیدار سے عنایت ہوتی ہے۔ ہدایت بھی مشاہدہ دیدار سے ہاتھ آتی ہے۔ پہلے دیدار پھر اعتبار، پہلے مشاہدہ حضور بعدۂ لقا غرق فی التوحید نور

این فقر را شد مراتب از ازل   حق لقا فیض و عطائش با فضل

یہ رحمت آثار راہ تلقین دیدار سے ہاتھ آتی ہے

ہر مراتب را کنم تحقیق تر   ہر طریقت کل و جز دِر من نظر
شد مرا تلقین از حضرت رسول   طالباں را میرسانم با حضور

یہ دیدار شرعی نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز زبان قلب روح وسر سے ادا کی جائے۔ جو شخص بے سر سجدے میں جاتا ہے۔ وہ مشرف بدیدار ہوتا ہے۔

سر سجدہ بود پیند خدا   سجدہ نا دیدہ بے گی باشد روا

خاص الخاص آدمیوں کی نماز مشرف بدیدار ہوتی ہے۔ وہ روبرو سجدہ کرتے ہیں۔ عام لوگوں کی نماز رسمی ہوا کرتی ہے۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من لم یاد فرضا دائما لم یقبل اللہ فرض الوقت" جو شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ اس کا فرض وقتی بھی قبول نہیں کرتا

لعنتے بر بے نمازاں بردوام ۔۔۔ در نمازے شد لقا وحدت تمام

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات ﷺ فرماتے ہیں: "الصلوٰۃ معراج المومنین" نماز مومن کی معراج ہے۔ مرشد کامل کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کنہ سے ہر ایک خزانہ تصرف' تفکر' توجہ' حکمت علم اور مقامات ذات و صفات' کل و جز و مخلوقات اور ازل سے ابد تک تماشا اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کا تماشا 'سرِ اَسرارِ الٰہی اور حسبِ ذیل علم یعنی علم غیب' توفیق' تحقیق' صدیق' تصدیق' عیان' لقا' لامکان' لاہوت' ملکوت' جبروت' ناسوت' معرفت' شریعت' طریقت' حقیقت' حق' باطل' فقہ' نص' حدیث' تفسیر' روشن ضمیر با تاثیر جملہ کیمیائے اکسیر سنگ پارس' سنگ شفاء' نظر' طلب' محبت' جمعیت' جامع تلقین' راسخ دین' حیاء' ادب' راز' کلید' قفل' نصاب' دور مدور' بذل' وقت' نحس' سعد' سعید' تجرید' ترک' توکل' الہام' علم اور مجاہدہ منکشف کرتا ہے اور یہ سب کچھ طالب کو کلمہ طیبہ کے حروف سے دکھلا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔

اس قسم کا علم مرشد کامل سے حاصل کر کے لایحتاج ہو جاتا ہے۔ جو شخص پہلے ہی روز کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی کنہ پڑھتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عوالم اور تمام مخلوقات اس کی مطیع ہو جاتی ہیں۔ کامل مرشد اور صادق طالب کو علم جز کی تعلیم دے کر علم کل تک پہنچا دیتا ہے۔ علم جز توفیق اور علم کل توفیق تحقیق ہے اور رفیق بحق ہے۔ جو طالب ایسے مرشد سے جو علم کل و جز کا جامع ہے۔ پہلے روز سبق پڑھتا ہے۔ وہ کل و جز کا تماشا کر لیتا ہے اور قوت تصور سے دونوں جہان کے خزانے اس کے قبضے میں آ جاتے ہیں۔ وہ ہر ایک عمل اور تصرف میں کامل ہوتا ہے۔ جو کامل طالب تعلیم و تلقین کے شروع میں کل و جز کا

علم جانتا ہے پھر اسے ساری عمر ریاضت، مجاہدہ، علم اور حکمت کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی کو مراتب ومنصب جمعیت کہتے ہیں۔ تمام مخلوقات کے کل وجز رسم رسوم اور دفاتر حساب ورقم طاعت کے ایک ایک حرف کے طے کرنے میں حاصل ہو جاتے ہیں اور دونوں جہان کو ہاتھ کی ہتھیلی یا پشت پاء اور مٹھی میں دیکھ سکتا ہے۔ یا پشت ناخن پر اس کا معائنہ کر سکتا ہے۔ اس کو بھی جمعیت خطرات کہتے ہیں۔ جو وجود پریشان میں بمنزلہ مرض ہے۔ جس کا علاج مشرف بدیدار ہونا ہے۔ جس سے دائمی طور پر جمعیت حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل الٰہی سے لایحتاج اور بے غم ہو جاتا ہے نہ وہ رجعت کھاتا ہے نہ اسے زوال آتا ہے، نہ اسے سلب کا ڈر رہتا ہے اور نہ غلطی کا۔ جمعیت ہی سے معرفت، قرب اور وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جمعیت کے مراتب بہت بڑے ہیں۔ چنانچہ جمعیت ہی سلک سلوک کی حکمت ہے۔ جمعیت ہی توفیق، تصدیق، گنج، قال وحال، تصور، تصرف، ترک وتوکل اور غنایت وہدایت ہے۔

قادریہ کامل طریقہ میں عارف، صاحب نظر اور صاحب صفات محمودہ شکر گزار اور دائمی طور پر مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ اگر کسی اور خانوادے یا طریقہ کا محمود ان باتوں کا دعویٰ کرے تو اسے لافزن اور جھوٹا سمجھو جس طرح ظاہر میں زبانی علم ہوتا ہے۔ اس طرح باطن میں تین علم ہوتے ہیں۔ ایک نفس، دوسرا قلب، تیسرا روح، اگر زبان ونفس ایک ہو جائیں تو قرب خدا حاصل ہوتا ہے۔ اگر زبان اور روح ایک ہو جائیں تو عالم روحانی مشرف بلقا ہوتا ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**من عرف نفسه فقد عرف ربه نیز من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربهٗ بالبقاء**" جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ بے شک اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ نیز جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ پس عالم قلب اور عالم روح ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ مرشد کامل نظر سے دونوں کی حقیقت اس طرح معلوم کر لیتا ہے جس طرح صراف سونے چاندی کی۔ مرشد پر فرض عین ہے کہ طالب اللہ کو پہلے روز

جمعیت کل کے مرتبے پر پہنچا دے۔ جس سے طالب سر سے قدم تک نور ہی نور ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سے سوال و جواب لے سکے

علم از بہر قرب اللہ حق لقا علم دنیا باز وارد از خدا
علم دنیا فتنہ از فرعون لعین علم بہر از معرفت حق الیقین
ہر کہ خواند علم را بہر از ثواب علم آں را مید ہد عامل خطاب
ہر کہ خواند علم بہراز مصطفیٰ ﷺ واقف اسرار گردد از الٰہ

جمعیت تین قسم کی ہے۔ جمعیت نفس، جمعیت قلب اور جمعیت روح۔ نفس کو لذات اور حرص و ہوا سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ قلب کو اسم اللہ ذات کے تصور سے اور روح کو مشاہدہ و قرب الٰہی سے۔ یہ تینوں جمعیتیں ایسی ہیں۔ جیسے کشتی کے لیے دریا کی سطح اور مچھلی کے لیے پانی۔ نفس کو جمعیت علم اکسیر اور سنگ پارس کے تصرف یا علم تکثیر کی دعوت کے تصور اور سونا چاندی جمع کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تمام دنیا کے تصرف سے جو جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ استدراج ہے۔ نفسانی جمعیت محض بازیگری ہے۔ قلب کو جمعیت، غنایت اور اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ جس سے وہ لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ روح کو مشاہدہ و قرب الٰہی سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے وہ دائمی طور پر پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ نفس ہمیشہ استدراج کی طلب کرتا ہے اور قلب غنایت کی اور روح دیدار کی طلب کرتا ہے۔

کامل مرشد اسم اللہ ذات کے حاضرات کی تلقین اور کلمہ طیبہ کے حاضرات کی تعلیم سے ایک قدم اور ایک قدم میں طالب اللہ کے نفس، قلب اور روح کو جمعیت کلی اس قسم کی بخشتا ہے کہ مرید

لا یرید ہو جاتا ہے اور اس کا نفس قلب کی صفات حاصل کر لیتا ہے اور قلب روح کی اور روح نفس و قلب میں بہ سبب زیادتی جمعیت کے مطلق ہو جاتا ہے اور دائمی طور پر قرب الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے

دیدار را ہفت علم و ہفت راہ دریک ہفتہ رسد وحدت الٰہ

ایں ہفت علم از ہفت آیت یاد کن　　تاشوی محرم خدا او راز کن

اقسام آیاتِ قرآن

قرآن شریف کی آیات سات قسم کی ہیں، آیت وعدہ، آیت وعید، آیت امر و معروف، آیت نہی منکر، آیت قصص الانبیاء، آیت منسوخ اور آیت ناسخ، یہ تمام باتیں شریعت سے منکشف ہوتی ہیں اور پھر یہ مراتب شریعت میں منتہی ہوتے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "النہایت الرجوع الی البدایة" ابتداء کی طرف رجوع کرنا انتہاء ہے۔

شریعت قرآن شریف ہے اور حقیقت بھی قرآن مجید سے ظاہر ہے اور قرآن شریف سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے جمعیت جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف کا ہر ایک مقام، قرب، معرفت اور دیدار رحمٰن پر دلالت کرتا ہے۔ کوئی علم یا کوئی تصرف قرآن شریف سے باہر نہیں اور نہ ہی ہوگا۔

مردہ دل عالم اور زندہ قلب فقیر میں کیا فرق ہے؟ یہ کہ عالم کو اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ کا تصور کرنا نہیں آتا اور ایک نادان بچے کی طرح ہے۔ اس کے مقابلے میں فقیر کو اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ کا تصور حاصل ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور آخرت میں کامل اور لا یحتاج ہوتا ہے۔ تمام علوم اسم اللہ ذات کی قید میں ہیں۔ لیکن اسم اللہ کسی علم کی قید میں نہیں۔ کیونکہ یہ نفس کو نیست و نابود کر کے حضور الٰہی میں پہنچا دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "وعندهٗ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو و یعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمٰت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین" (۶-۵۹)

"اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو"۔

غیب کی چابیوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کو وہ جانتا ہے۔ ہر ایک پتے کے گرنے اور زمین کے اندر کے ہر ایک دانے کو وہ جانتا ہے۔ کوئی چھوٹی بڑی ایسی چیز نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو۔

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ان قرآن رحمة الله على الخلائق"

"بے شک قرآن شریف خلقت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔"

حاجی الحرمین الشریفین کی شرح

بعض حرم کے حاجی ہوتے ہیں اور بعض کرم کے جو شخص وجودی اخلاص اور مکمل اعتقاد سے بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے۔ تو بیت اللہ شریف اور اس کے تمام در و دیوار نور ہو جاتے ہیں اور اس نور میں حاجی مشرف بدیدار ہوتا ہے۔ وہ حاجی کرم ہے۔ جس شخص کے یہ مراتب ہوں اس کے لیے حج زیبا ہے۔

اگر حاجی مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں داخل ہو تو روضۂ منورہ کی ہر در و دیوار سے نور ٹپکتا ہے جس میں وہ حاجی دیدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ اہل دیدار اور بالیقین اعتبار حاجی آ کر کوہ عرفات کے میدان میں خطبہ سن کر ہاتھ اٹھا کر **لبیك لبیك وحدهٗ لا شریك لك لبیك** کہے تو تمام میدان اور پہاڑ نور ہی نور ہو جائیں اور دیدار الٰہی نصیب ہو۔ اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔

ہر دم حاجیم قرب از کرم　　کعبہ را در دل بہ بینم نیست غم
ہم صحبتم با مصطفیٰ باہر دوام　　ظاہر و باطن یکے گردد تمام

کامل مرشد جس طالب کا نام لے کر توجہ کرتا ہے۔ اسے اسی دم معراج قرب اور مشاہدہ دیدار تک پہنچا دیتا ہے اور طالب دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو مد نظر رکھتا ہے۔

مرشد پر فرض عین ہے کہ طالب کو ان مراتب پر پہنچائے۔ کامل مرشد جس طالب کو چاہے۔ اکسیر کیمیائے ہنر، تمام خزانوں کا تصرف، تکثیر کیمیا، دعوت اور روئے زمین کے تمام الٰہی خزانوں کا تصرف بخش سکتا ہے

کاملاں را در عمل ہر کیمیا　　　از خود دہند یا می دہانند از خدا

کامل مرشد جس طالب کو چاہے ولی اللہ کا مرتبہ بخش سکتا ہے اور اسے بادشاہ ظل اللہ کے مرتبے سے بڑھا سکتا ہے۔ کیونکہ فقیر کی نگاہوں میں بادشاہ سائل عاجز اور مفلس ہوا کرتا ہے۔ کامل مرشد جس طالب کو اسم اللہ ذات کا تصور بخش دیتا ہے۔ ملک سلیمانی اس کے قبضے و تصرف میں آ جاتا ہے۔ کامل مرشد مرید کو ہر ایک تصرف ہر ایک کیمیا اور غنایت کا سنگ پارس عنایت کر سکتا ہے۔ جس سے بادشاہ اس کے حلقہ بگوش غلام ہو جاتے ہیں

من غنیم بادشاہ ہم با خدا　　　بادشاہ در نظر من مفلس گدا
احتیاجے نیست ماراسیم وزر　　　غالبم با موسیٰ غالب با خضر
ہر تصرف از تصور بردہ ایم　　　کونین را در حکم خود آوردہ ایم
سنگ پارس در نظر من بیشمار　　　صد زبانم ہمچو تیغے ذوالفقار
حوصلہ مے باید وسیع طالب بود　　　طالب کم حوصلہ دشمن بود
عاقلاں را محرمیت سر عطاء است　　　احمقاں را محرمیت سر خطاء است
کس نیابم طالب توفیق تر　　　کم حوصلہ لائق نباشد سیم و زر
کس نیابم طالبے حق، حق طلب　　　می رسانم با حضوری راز رب
نفس و قلب در روح را بگزار تو　　　تا بیابی معرفت دیدار او
آنچہ مے بینی ولی باشد چو بود　　　جسہ شد نور وحدت میر بود
ایں مراتب روز اول اولیاء　　　روز اول اولیاء راشد لقاء

تمام اولیاء اللہ کے مجموعے کا خطاب فقیر ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص کیا جانے جو احمق پن سے نفس کا قیدی بنا ہوا ہے

آں چہ مے یابم بیابم از خدا　　　آں چہ مے بینم بہ بینم از لقاء

درمیانش کس نگنجد ہیچ کس   عاشقاں را بس بود اللہ بس
جبرائیلش در نگنجد ایں مقام   ایں شرف امت محمد ﷺ والسلام
ہر کتابے را جوابے حق طلب   ہر کہ حق از حق نہ بیند از کلب
از مطالعہ علم طالع با قضاً   علم ذکر و باز وارد از خدا
شد مطالعہ معرفت توفیق تر   خوش بہ بیں دیدار عارف با نظر
ہم ناظرم ہم حاضرم ہم راہنما   طالباں راے برم وحدت لقا
چوں درائم لا مکاں با لامکاں   کونین بر پشہ بود بیں با عیاں
لا مکاں ملک است ملک لا زوال   نہ مطالعہ علم نے شد قیل و قال
نیست آب و باد آتش خاک را   ہر طرف کردم نظر بینم لقا
ایں شرف امت محمد ﷺ یا شرف   ہر علم را کردہ حاصل از حرف
آں مقام نور پاک و پاک تر   سیاح توحید است شد عارف خضر
نہ علم نہ صورت نہ خوف نے آواز   عین برسر عین باشد عین راز
عین رابا عین دیدن شد روا   علم خواند عین علم با لقا
بر باہو شد غالب بدیدار ختم   نیست باہو گشت ہو درجاں تنم

فقیر ترک و توکل اور مست والست کے مراتب طریقہ قادریہ ہی میں ہیں۔ دوسرا اگر دعویٰ کرے تو لاف زن اور جھوٹا ہے۔ اس کی تمیز کے لیے پہچاننے والی آنکھ چاہیے جس شخص کا ظاہر و باطن باشعور ہے اور اسے حضور مجلس حاصل ہے۔ اسے لازم ہے کہ علم و دانش و دانائی حاصل کرے اور جہالت و رسوائی کو ترک کرے اور پھر مرشد پیر، علم تصرف گنج اور جمعیت کی طلب کرے اور معرفت فقر میں قدم رکھے۔ ایسے باطن آباد کو مبارک ہو۔ طالب مرشد کو نہیں پہچان سکتا۔ طلب، طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے جیسے قسمت اہل قسمت کو۔ "طلب الرزق اشد من طلب اجلہ" اجل کی نسبت رزق کی طلب شدید ہے۔ عاشق معشوق کو اور معشوق عاشق کو اس طرح پہچان لیتا ہے۔ جیسے بندہ خدا کو۔ عالم علم کو پیر مرید کو، باپ بیٹے کو، استاد شاگرد کو، غلام آقا کو اور گھوڑا اپنے سوار کے کام کو

چشم ظاہر داشتند ہم گاؤ خر   چشم ظاہر با چشم دردل نگر

جو فقیر مرشد کامل دونوں جہان کو دیکھنے والا ہے۔ اس کی دونوں آنکھیں ایسی ہیں جیسے شیشہ اور عینک، جیسے آنکھ میں پتلی، یہ مراتب چشم بصر کے ہیں۔ فقیر کے لیے سر کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ وہ ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ چشم عیاں سے معرفت اور مشاہدۂ دیدار کرتا ہے اور دیدار کو دیکھ کر دکھلا بھی سکتا ہے۔ جو عارف سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو دیکھے تو وہ مرتد ہے اور اس کی معرفت مردود ہے

ایں معرفت مردود و عارف بے حیا   آں معرفت فی اللہ دگر بیند لقاً
در معرفت عارف بود عیسیٰ صفت   مردہ را زندہ کند با معرفت
معرفت معراج عارف با حضور   کے بوند ایں عارفاں اہل غرور

عارف دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عارف فقیر اولیاء، دوسرے عارف بطیر سیر ہوا۔ عارف روحانی اور عارف لا مکانی۔ عارف کے لیے حیات و ممات یکساں ہے۔ اگرچہ ظاہر میں ممات کے مراتب کی قوت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوتے ہیں۔ لیکن سب پر غالب ہوتے ہیں۔ اگرچہ خلقت انہیں جانتی ہے کہ وہ خاک تلے سوئے پڑے ہیں۔ لیکن دراصل وہ قبران کے لیے قرب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ فقیر جس طرح زندگی میں لوگوں کو طالب اور مرید کرا کے تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ اسی طرح ممات میں بھی بلکہ حیات سے دو چند کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب وہ حیات و ممات دونوں سے نجات پا کر فنا فی اللہ و فنا فی التوحید و فنا فی النور ہوتے ہیں

وز قبر جسہ برد بیروں با خدا   در قبر ہر گز نباشد اولیاء
با حضوری مصطفیٰ مجلس دوام   برقبر حاضر شو گفتن بنام
ہر مطالب طلب کن اہل از قبور   پیش کامل با جواب و با حضور
بعضے گم قبر گمنام بے نام و نشاں   جسہ را باخود برد در لا مکاں
از مطالعہ لوح نامے یافتن   حاضر کند باخود رفیقے ساختن

عارف فقیر اولیاء اللہ صاحب منصب جسے درویش ولی اللہ کہتے ہیں۔ اسے ماضی حال اور مستقبل کی حقیقت بخوبی معلوم ہوتی ہے اور دونوں جہان کے الٰہی خزانوں کا تصرف اسے حاصل ہوتا ہے اور اس سے کوئی نئی شے بھی پوشیدہ نہیں ہوتی۔ جو شخص کہتا ہے وہ نہیں جانتا اور جو جانتا ہے وہ کہتا ہی نہیں۔ لیکن کامل کو اختیار ہے خواہ کہے خواہ نہ کہے اور یہی میری حالت ہے۔

شرح اولیاء اللہ

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلبون من الدار الی الدار" خبردار! اولیاء اللہ کبھی نہیں مرتے بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔ "موتو اقبل ان تموتوا" مرنے سے پہلے مر جاؤ! یہ مراتب اہل دیدار کے ہیں

ایں جہان وآں جہاں در یک نظر عارفاں ایں بود اہل از بصر

کامل مرشد وہ ہے جو پہلے طالب کے لیے اسم اللہ ذات کے تصور سے تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحیں حاضر کرے اور پھر اسم اللہ ذات کی قوت سے اسے مشرف بدیدار کر کے خدا رسیدہ بنا دے۔ تاکہ ساری عمر کے لیے وہ خلوت چلہ اور ریاضت و مجاہدہ سے چھوٹ جائے۔ کامل مرشد کی آزمائش یہی ہے۔ جو مرشدان صفات سے متصف نہیں۔ وہ خود راہزن ہے اور اس کا طالب شیطان ثانی ہے۔ یا احمق بمنزلہ گائے اور گدھے کے ہے۔ یا بے شعور نادان بچہ ہے

برقبر رد تا شود مطلب تمام می برد باتو روحانی ہر مقام

قولہ تعالیٰ: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون" (۱۵۴-۲) جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوں انہیں مردہ نہ کہو وہ تو دراصل زندہ ہیں تم ہی اس بات کو سمجھ نہیں سکتے

ہر کہ گوید مردہ آں مردہ اولیاء با خود حیاتے بردہ

اولیاء زندہ شود با اسم ذات   وزخلق او نباشد باید نجات

اول مرشد کامل پر فرض عین ہے کہ طالب کے نفس کو عین جمعیت بخش دے سو نفس کی جمعیت دنیاوی لذات سے ہوتی ہے۔ بغیر ان کے اسے مرشد پر اعتبار ہی نہیں آتا۔ خواہ ظاہر میں طالب کو سرزنش ہی کیوں نہ کی جائے۔ جب اسے جمعیت حاصل ہو چکے اور وہ دنیا مردار سے بیزار ہو جائے اور اس سے ہزار بار استغفار کرے تو پھر نفس دیدار پروردگار کے لائق ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح صاف ہو جاتا ہے جیسے دھوبی کپڑے کو صاف کر دیتا ہے۔ گندگی اور بندگی دونوں ایک جگہ نہیں سما سکتیں۔ دیدار اور مردار ایک مکان میں نہیں رہ سکتے۔ جیسا کہ کفر و اسلام جو مرشد دنیائے اسلام کا تصرف نہیں جانتا وہ دیدار کس طرح کرا سکتا ہے۔ ظاہر میں طالبوں کا دنیاوی خزانوں پر تصرف کرا دینا توفیق ہے اور باطن میں ذات وصفات کے تمام مراتب طے کرا دینا تحقیق ہے۔ جس مرشد کو نہ توفیق کی واقفیت ہے اور نہ تحقیق کی۔ وہ سراسر احمق اور بے دین ہے۔ بعض مرشد دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ نفس مردار کی قید میں پھنسے ہوتے ہیں اور بعض مرشد لقاء کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی طلب میں احمقوں اور بے حیاؤں کی طرح منہمک ہوتے ہیں۔ طالبی اور مرشدی کوئی آسان کام نہیں۔ اس میں ہر کام کا تصرف حاصل کرنا پڑتا ہے۔ یہ سرّ الٰہی ہے۔ شریعت میں ہوشیار اور کفر، شرک اور بدعت سے بیزار ہونا چاہیے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

جان کیا ہے اور جانان کیا ہے؟ جان روح ہے اور جاناں توفیق الٰہی کہ وہ ایک ایسا سرّ ہے جو حسن پرست کے خط و خال اور ساقی پرست کے ساغر اور زلف پریشان کے نغمے سے فارغ ہے

جاں بجاناں رابدہ اے جان من   عارفاں را بس بود ایں یک سخن
روز وشب حاضر بود مجلس نبی ﷺ   احتیاج از کس ندارد شد غنی

مرشد کو لازم ہے کہ پہلے اپنا مرشد ہونا ثابت کرے۔ سو مرشد ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب کو یاد الٰہی میں لے جا

کر دیدار سے مشرف کرے۔ دوسرے طالب کو بے شمار خزانوں کا تصرف بخش دے۔ طالب میں دو باتیں ہونی چاہئیں۔ ایک یہ کہ مال و جان جو کچھ مرشد کو درکار ہے اس کے حوالے کر دے دوسرے اس کے حکم میں رہے، جو کچھ وہ فرمایا کرے۔ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔ خواہ دینی ہو یا دنیاوی۔

فقیر، درویش اور اولیاء اللہ کی انتہاء کیا ہے؟ یہ کہ اس کا جسم نور خدا سے منسوب ہو اور ہو خلقت میں اور آفتاب کی طرح ہر جگہ روشنی کا فیض پہنچائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا جسم نور ہوتا ہے اور مشرف بدیدار پروردگار ہوتے ہیں۔ ایسا شخص جب لب جنبانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اولیاء اور انبیاء کی روحیں خیال کرتی ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہوا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جسم منور سراسر نور ہو جاتا ہے۔ جو اس مقام میں آتا ہے۔ وہی دیکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال اللہ تعالیٰ سے ہمکلام رہا۔ لیکن لوگ یہی خیال کرتے رہے کہ میں ان سے ہمکلام ہوتا ہوں۔ یہ مرتبہ اسم اللہ ذات کی کنہ سے حاصل ہوتا ہے۔ نیز اس سے دونوں جہان کو قابو کر لینا آسان کام ہے۔ لیکن نفس کے برخلاف ہونا سخت مشکل ہے۔ ہاں تصور ذات غنایت قرآنی آیات کے پڑھنے اور کلمہ طیبہ کے باترتیب پڑھنے سے آسانی کے ساتھ نفس کی مخالفت کی جا سکتی ہے

نبودے کس نبودے ہیچ کس منکہ بودم باخدا بودیم بس
شد مرا دیدار دائم در آئینہ عین از نما زاں بقائم یافتم من از خدا
برتنم ہر سوئے عارف شد وجود معرفت احتیاجے نیست ذکرش ہر کرا ایں شد صفت
باہو زابد نام گردی خویش راپس نام تن تن ولایت لایزالی لامکاں دار الامن

جس کا جسم انوار حق کے نور سے پختہ ہے۔ اسے معرفت مشاہدہ معراج اور دیدار پروردگار حاصل ہے۔ اس قسم کا جسم چشم سر سے نکال کر ملاقات کرتا ہے اور ہمکلام اور ہم صحبت ہوتا ہے۔ ظاہر و باطن میں ذاتی طور پر منظور نظر اور مشرف بدیدار پروردگار اور مجلس

نبوی ﷺ ہوتا ہے اور اولیاء اللہ اور انبیاء کی روحانیت سے ملاقات کرتا ہے۔ اس غیب پر نکتہ چینی نہ کرو اور نہ تعجب کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کافر ہو جاؤ۔ ہزار بار استغفار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کافر بے دین ہو جاؤ۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: "**الا انا اولیاء اللہ لا یموتون**" خبردار! اولیاء اللہ کبھی نہیں مرا کرتے۔

عالم ظاہری اور عالم باللہ فقیر میں یہ فرق ہے کہ عالم ظاہری کا نام علماء اور فقیر کا نام اولیاء اللہ۔ اس کا نام عادل اور فقیر کا نام کامل۔ اس کا ممات اور فقر کا حیات ظاہری عالم، علم مسائل، نص و حدیث اور تفسیر بیان کرتا ہے اور فقیر مفصل طور پر قرب حضوری سے دکھا دیتا ہے۔ ان دونوں کی مجلس کس طرح راست آ سکتی ہے۔ جب کہ ایک حرف بیان کر دے اور دوسرا اسے دکھا دے۔ ان کی ایسی ہی مثال جیسے مست اور ہوشیار، اہل خواب اور بیدار کی

نفس را رسوا کنم بہر از خدا   بر ہر درے قدمے زنم بہر از خدا
در تصرف عالم کامل تمام   احتیاج از کس نیارم خاص و عام

فقیر ہی چور، دغا باز، فتنہ انگیز اور نقصان دہ ہوا کرتے ہیں اور فقیر ہی صاحب تصرف، کیمیا اکسیر، گنج و خزائن بخشنے والے روشن ضمیر اور دونوں جہان پر حکمران بھی فقیر ہی ہوا کرتے ہیں۔ سو جھوٹے اور سچے فقیر میں اس طرح تمیز کی جا سکتی ہے کہ جھوٹا اور ناقص آج کل کر کے دفع الوقتی کرتا ہے اور قصہ اور افسانہ سے دلیری دیتا ہے۔ لیکن سچا اور کامل توجہ ہی سے مشاہدہ کرا دیتا ہے اور سارے مطالب پورے کر دیتا ہے

مرشدے نا مرد صورت زن نما   از طالباں زر طلب باشد بے حیاء

کامل مرشد اسم اللہ ذات کے تصور میں عین بعین دکھا دیتا ہے اور علم عین سے منکشف کر دیتا ہے۔ ناقص مرشد ذکر، فکر، مراقبے اور ورد و وظائف میں مشغول کر کے خراب و خوار کرتا ہے۔ کامل مرشد پہلے ہی روز مشرف بدیدار پروردگار کر دیتا ہے

جز بدیدارے دگر راہے ندید   ایں مراتب رابعہ حضرت بایزید

ذکر کے مراتب سراسر زوال اور فکر کے خام خیال ہیں۔ مراقبہ کے مراتب ابتدائی احوال اور الہام کے ناتمام ہیں اور مذکور کے مراتب نامنظور ہیں

طالب از مرشد طلب دیدار کن   دیده در دیدهٔ مرشد راز کن
ذکر و فکر و دور گرداند ترا   ذاکراں را بے خبر وحدت لقا

کامل فقیر چند ایک صفات سے موصوف ہوتا ہے۔ اول نفس سے بخیل اور طالبوں سے خلیل ہوتا ہے۔ دوسرے دیدار پروردگار سے دائمی طور پر مشرف ہوتا ہے۔ قرب الٰہی سے اسے وحی القلب آتی ہے اور حضوری الٰہی اسے حاصل ہوتی ہے

از کجا آورده با که برده   اہل دیدارش نہ ہرگز مرده
من با خدا بودیم باشم دوام   ایں بود توحید مطلق حق تمام
ہر کہ حق را پوشد آں کافر است   ہر کہ گوید دیده ام اہل از بہشت
گر کسے گوید بده صورت نشان   لا یزالی بے مثال و لا مکان
ہر کہ خواند ایں مطالعہ بالیقین   لائق دیدار شد دیدار بیں
با نظر ناظر کند خاطر خدا   چوں نگویم دیده ام ہردم لقا
جز حضوری بالقا دل کس بلند   ذکر دم روح و قلب احمق پسند
ہر طریقت را بدانم با طریق   طلب کن دیدار توفیق از غریق
احتیاج نیست گفتن غافلاں   عارفاں دیدار بیں صاحب عیاں
منکہ رو آورده ام دیدار رو   دید از دیدار شد صاحب نظر
دیدهٔ باحق رود باطل گزار   روز و شب دیدار بیں با اعتبار
آں دیده دیدار بیں دیده کجا   دیده لائق دیدار باشد با خدا
باہوا بہر از خدا دیده بده   بے چشم دیدار بیں دیده بده

مردہ قلب اور افسردہ قالب ناسوت سے جو کچھ دیکھتا ہے۔ اسے لاہوت و لامکان، لقاء اور مشاہدہ تجلیات انوار ربانی خیال کرتا ہے اور اہل تقویٰ جو کچھ دیکھتا ہے وہ حور و قصور اور بہشت ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن روحانی قبروں سے نکلیں گے۔ کسی کا رخ بھی

قبلہ کی طرف نہ ہوگا۔ البتہ اہل دیدار روبقبلہ ہوں گے۔ کیونکہ اہل دنیا فقیر اور سائل سے جو منہ پھیرتے ہیں۔ قیامت کے دن روبقبلہ نہیں ہونے پائیں گے

قبلہ را از قبلہ قبل از یافتم قبلہ را با سجدہ قبلہ یافتم
در خدارا کشتہ با یک یک شود معرفت توحید از ے شود
بند نقش بند آنچہ زیں قائم مقام سہروردی را نباشد زیں مقام
ہر کہ دنیا دوست دارد دور تر خواہ باشد غوث و قطب با نظر
قادری را قرب قدرت با خدا قادری امید باشد از لقا

جو شخص یہ کہے کہ مجھے دین اور دنیا عطاء ہوئی ہیں۔ وہ فرعونی گروہ سے ہے اور اس کا یہ حیلہ شیطانی ہے

دوست دارد دنیا را ازاں سگ سرشت ترک دادہ دنیا از اہل بہشت

دنیا ہمیشہ ہمارے پیچھے مارے مارے پھرتی ہے۔ قادری ہرگز ہرگز دنیا پر نگاہ نہیں کرتا کیونکہ اس کی نظر دیدار پر ہوتی ہے۔ وہ دائمی طور پر تارک الدنیا ہوتا ہے۔ وہ سخت بیوقوف لوگ ہیں جو دن رات دنیا مردار کی طلب میں سرگرداں رہتے ہیں اور پھر اس کو فخر و عزت خیال کرتے ہیں اور معرفت الٰہی کی طرف رخ نہیں کرتے۔ یہ لوگ مومن مسلمان کہلانے کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ڈھور ڈانگر سے بھی بدتر ہیں

گر بگویم شرح دیدار از خدا تا استماع زندہ شود عالم بقا

دیدہ دیدار کے سبق پر علم دیدار منحصر ہے اور تلقین دیدار یقین دیدار پر۔ علم و حلم دیدار حکمت دیدار میں ہے اور علم ارشاد دیدار مرشد دیدار سے ہے

در صورتے مخلوق را دیدار نیست در علم دیدارش منظرہ خوار نیست
صورتے مخلوق خاک از خاک خاک وز نور دیدارش شود دل پاک پاک
آں گلے دیگر بود با گلاب خوردنی آں گل شوی تو بے آب
آں گل بود چہی کف نبی المرسلاں خوردنی آں گل شوی عارف عیاں

یہ امداد فقر عظیم کے سبب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے حاصل ہوتی

ہے۔ عطائے لقا سے کبھی تو منہ کے بل گرانے والا فقر حاصل ہوتا ہے اور کبھی محبت کرنے والا۔ اگر وہ پھول کھائے تو نص و حدیث کا علم اس پر منکشف ہوتا ہے اور وہ ابلیس لعین پر غالب آجاتا ہے۔ لیکن جو جاہل واحمق ہے۔ وہ تارک الصلوٰۃ ہو کر خبیث بن جاتا ہے۔ علم ظاہری میں بہت کچھ اندیشہ ہے۔ لیکن علم باطنی بغیر غلطی اور زوال کے ہوتا ہے۔ اس سے نہ رجعت کھاتا ہے نہ ہی یہ سلب ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے قرب و وصال زندگی، عقبیٰ اور "وما توفیقی الا باللہ" والی توفیق و تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ عالم باللہ اور فقیر ولی اللہ اسے کہتے ہیں جس کے تصرف میں گنج کیمیا ہو اور پھر دنیا میں سے اپنے نفس کو کچھ نہ دے۔ اللہ تعالیٰ کا طالب کوئی ہی ہوتا ہے۔ میں نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو معرفت قرب اور دیدار کی خاطر علم پڑھتا ہو اور اس کی غرض اس سے روشن ضمیری اور بیداریٔ قلب ہو۔ بلکہ وہ دنیاوی رزق اور روزگار کی طرف بڑھتے ہیں

خود پسند آں عالم است مغرور تر — عالم آں باشد بود برحق نظر
بر مطالعہ علم بہر از معرفت — بے معرفت عالم بود شیطاں صفت
طلب کن وصلت وسیلہ پیشوا — تاترا حاصل سود وحدت خدا

جو شخص اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہے۔ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ ایک جلالی جس کے سبب وہ سہو، سکر، قبض، بسط، ذکر، فکر، مراقبہ، کشف و کرامات سے بری ہو جاتا ہے۔ دوسرے جمالی جس سے اسے بالیقین اور با اعتبار مشاہدہ اور دیدار حاصل ہوتا ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الفقر فخری والفقر منی" فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ ہی سے ہے۔ روشن ضمیر شخص کے قبضے میں جزو کل ہوتے ہیں۔ وہ نفس پر حکمران اور غالب ہوتا ہے اور وہ نص حدیث اور تفسیر وغیرہ کا تمام علوم بیان کرسکتا ہے۔ برخلاف اس کے مردہ دل شیطان کی دونوں انگلیوں میں گرفتار ہوتا ہے جس میں سے ایک انگلی طمع اور دوسری حرص کی ہوتی ہے۔ جس کے سبب وہ حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرسکتا اور مطلق کافر ہو جاتا ہے۔ دوسری انگلی غرور اور تکبر کی ہوتی ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**ومن کان فی قلبہ ذرہ عن الکبر لاید خل الجنۃ**" جس کے دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہوگا وہ بہشت میں داخل نہیں ہونے پائے گا۔

کامل مرشد نظر ہی سے طالب کے مردہ دل کو شیطان کی دونوں انگلیوں سے بری کر دیتا ہے اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا کر غرق فی اللہ و توحید کر دیتا ہے اور ظاہر و باطن میں تصرف صاحب گنج تصدیق اور قرب الٰہی سے الٰہی خزانوں کا مالک بنا دیتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

چواز مرشد حاصل شود توحید رب　　معرفت توحید از مرشد طلب
ہر کہ بے مرشد بود آں بے نصیب　　نفس عالم پیشوائے شد رقیب
گر بخوانی علم تفسیر وحدیث　　اندرونش نفس جاہل دیو خبیث
مرشدے باشد سلیمانے مثل　　دیو وزندہ شود بعد از وصل
در وجودے تو بود دارالامن　　عالماں را بس بود ایں یک سخن
علم گوہر ترک حرص و باہوا　　نفس رابگزارد و شو عالم خدا
علم حق غیب است با ایمان بود　　برغیب گرغیب کند ایمان رود

قولہ تعالیٰ: "**الٓمّٓ ذلك الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب**" یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں اور یہ ان پرہیزگاروں کے لیے ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں سراسر ہدایت ہے۔ زیادہ پڑھنا فرض نہیں۔ مگر صرف فرض، واجب، سنت، مستحب، گناہوں سے بچنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت اختیار کرنا فرض ہے۔ عنایت، ہدایت اور غیب کے بارے میں شکایت کرنا زنا سے زیادہ برا ہے۔ قولہ تعالیٰ "**والسلام علی من اتبع الهدیٰ**" (۲۰-۴۷) جو لوگ ہدایت کی پیروی کرتے ہیں ان پر سلامتی ہو۔ معرفت، فقر، جمعیت اور ہدایت دیدار رحمٰن سے اور نفس امارہ اور دنیا شیطان سے متعلق ہیں۔ ان میں سے تجھے کون سی بات پسند ہے

علم بہر از سجدہ وے صوم وصلوٰۃ　　علم بہر حج و کلمہ با زکوٰۃ

ہر کہ خواند علم از بہر درم بے نصیب از معرفت جود و کرم
در طلب رشوت بود از سر ریا ایں علم را کے خدا دارد دوا

قولہ تعالیٰ "یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون" (۶۱-۲) اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ ہر علم کا حاصل کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں لیکن اس پر عمل کرنا ازبس مشکل اور دشوار ہے

علم سہ حرف است عالم سہ طلب با حیاؤ با رضا و با ادب
علم ہچوں شجرہ براہ معرفت ہر کہ علم از برخود عارف صفت

علم قال کے تمام منصب و درجات مطالعہ آواز ہیں اور معرفت مشاہدہ قرب الٰہی اور حضوری دیدار راز ہیں۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ جس طالب اللہ کو محض طلب دیدار ہے۔ اسے بہشت کی امید اور دوزخ کے خوف کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ دیدار کو دیکھنے والا ہوتا ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من طلب شئ وجد" جو جس چیز کی طلب کرتا ہے پالیتا ہے

اولیاء را کیست راہبر پیشواء با جذب وحدت کشد طالب خدا

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الجذب جذبات الحق من جذبات اللہ"

اللہ ہر کہ راخواہد کند با خود حضور ہر کرا خواند براند خود زدور
رفت کوشش کشش چوں بیند لقاء رفت کوشش چوں رسد کشش از خدا
در حقیقت معرفت راحت مجو ہر یکے را ترک بدنامش مگو
درچہار ہگورد یکتا صفاً زاں ہر چہار بگزر واصل خدا
ہر مقامے نا تمامے راہزن واصلاں رابس بود ایں یک سخن

جس طالب پر مرشد اخلاص سے نگاہ کرے تو اسے مطالعہ معرفت بخش دیتا ہے۔ جس سے ہر ایک علم کا مطالعہ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ موت' محبت' معرفت' مشاہدہ' مراقبہ'

مکاشفہ، مطالب، معراج، دیدار اور لقاء وغیرہ کے علوم ایک دم میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ جس سے ایک دم میں ازل، ابد، دنیا، عاقبت، بہشت، حور وقصور، معرفت اور انوار دیدار کا مشاہدہ ہو جائے اور اسی ایک دم میں خدا رسیدہ ہو جائے۔ اسی کو استقامت کہتے ہیں۔ علم موت کا مطالعہ کس علم سے منکشف ہوتا ہے۔ یہ بات اسم اللہ ذات کے باتوفیق علم تصور علم تصرف تحقیق اور علم توجہ دل سے حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص علم موت کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس سے کوئی کلی وجزوی علم پوشیدہ نہیں رہتا

مرتبہ مردود و منزل نا تمام برفقر ہریک مقامے شد حرام
عین رابا عین بیند عین بیں نیست آں جا آسمان و نے زمیں
ہر کہ از خود بگورد وآں یافتہ پیشوائے اسم اللہ ساختہ

اسم مسمّٰی تک پہنچا دیتا ہے۔ صرف ایک ہی حرف سے تمام معمات حل ہو جاتے ہیں۔ یہ بات کاملوں کو معلوم ہے لیکن ناقص اس سے محروم ہیں۔ ناقص تو طریقت کا سلک سلوک بناتا ہے۔ لیکن کامل قرب اور حضوری بخشتا ہے

ہر کہ مے بیند بداللہ آں کسے شد بدیدار مرا اللہ بسے

ثواب سراسر حجاب ہے اور بے حجاب سراسر ثواب ہے

جز بدیدارے مرا جنت چہ کار حجتے بگزار در ودیدار آر

دوزخ بہشت دونوں مقام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ مجھے اپنے اختیار سے کیا واسطہ۔ فقیر دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے۔ ایک گروہ بہشت میں ہوگا اور ایک دوزخ میں۔ زبان علم تفسیر کا مطالعہ کرتی ہے۔ نظر علم تاثیر کا، قلب علم روشن ضمیر اور روح علم لقا کا مطالعہ کرتی ہے اور ہمیشہ حاضر و ناظر رہتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

کامل فقیر کو دعوت سے اہل قبور کی روحانیت کی ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اگر وہ چاہے تو تمام جہان کو فنا کر سکتا ہے۔

واضح رہے کہ نیک عمل کرنے سے ثواب حاصل کرتا ہے اور بے حجاب اور بے حساب اللہ تعالیٰ کی عنایت شرف لقا ہے۔ علم کے پڑھنے سے مقصود یہ ہے کہ پڑھے پر عمل

بھی کیا جائے۔ اسم اللہ ذات کا تصور نفس کے لیے قتل کرنے والی تلوار ہے

نماز و روزہ و بسیار طاعت   ازاں بہتر بدم ساعت
دمے دیدار را دیدار بردہ   وے مردہ وے خطرات خوردہ
کلید علم از دیدار دارم   شریعت مصطفیٰ ﷺ را جاں سپارم

دیدار کے مراتب اور علم دیدار شریعت سے حاصل ہوتے ہیں اور شریعت ہی ہر علم کی روح رواں ہے۔ بے شرع زندگی سراسر بے حیائی اور شرمندگی ہے۔ شریعت کی اصل قرآن شریف اور حدیث ہے۔ قرآن پاک سے کوئی چیز باہر نہیں اور نہ ہی ہو گی۔ واضح رہے کہ طالب کو خدا اور رسول ﷺ، قرآن شریف اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی قسم ہے۔ جو مرشد کو اسم اللہ ذات کے حاضرات نعم البدل فیض فضل اور تمام علم حکمت اور خزانوں میں آزما نہ لے۔ جب آزما چکے تو پھر تلقین حاصل کرے۔ اسی طرح مرشد کو بھی مذکورہ بالا قسم ہے۔ جو وہ طالب کو قرب وحضور الٰہی اور روحانیت قبور کا عمل اور ہر طرح کی جمعیت نہ بخشے

مرشدی نامرد را نامے مگو   مرشدی را نامرد را شیطاں بگو

قولہٗ تعالیٰ "یا بنی اٰدم ان لا تعبدوا الشیطٰن انه لکم عدو مبین" (۳۶-۶۰) اے آدم کی اولاد! تم شیطان کی عبادت نہ کرو وہ تو صریحاً تمہارا دشمن ہے۔ اگر مرشد سپیرے اور مداری کی طرح اور طالب سانپ کی طرح ہے تو وہ ساری عمر اس کی قید میں رہے گا اور وہ ٹال مٹول میں اس کی ساری عمر برباد کر دے گا۔ طالب مرشد شہباز کے بچے کی طرح ہے جو کبھی چیل وغیرہ کی ہم نشینی نہیں کرتا۔ اگر طالب شیر کا بچہ ہے تو معرفت وصال میں اسے گیدڑ کے ساتھ شرم آتی ہے

ہر کہ طالب نام خواں سلطان بود   مرشد آں را مرتبہ سلطان دہد

اگر طالب سلطان ہے اور مرشد پریشان یا مرشد پشیمان ہے اور طالب احمق حیوان کو دونوں کی ہم نشینی کبھی راست نہ آئے

باھو منکہ طالب از ہنم غنی   ہر دمی حاضر مرا مجلس نبی ﷺ

طالباں رامی کنم عارف نظر   احتیاج کس ندارم خام تر

وہ لوگ سخت بیوقوف ہیں۔ جو باوجود معرفت اور قرب الٰہی سے محروم ہونے کے طالبی اور مرشدی کرتے ہیں۔ ایسے مرشد و طالب دونوں دکاندار ہوتے ہیں

مرشدے مرد است طالب مرد تر   گنج بخشد طالباں راسیم و زر
یا برد در معرفت وحدت لقاء   مرشدی طالب چنیں باید ضرور
خام مرشد زر طلب از طالباں   ایں چنیں گمراہ مرشد در جہاں
ہر کہ گیر دے دہد بردے روا   مرشدے باشد چنیں راہبر خدا
باہو مے شناسد طالباں را با نظر   ہمچو زر گرے شناسد سیم و زر

طالب کو قوت مرشد کی قوت کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ اگر طالب باطن کو ظاہری تحقیق حاصل ہے تو کامل مرشد ایسے طالب کے حق حقوق اپنی گردن پر سے ادا کر دیتا ہے۔ یعنی اسے ہر تصرف عمل عنایت کرتا ہے لیکن اس کام کے لیے طالب کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیے کیونکہ کم حوصلہ کسی کام نہیں آتا

ہم طالبم ہم مرشدم ہم راز بیں   مرشد طالباں رامے شناسم درچنیں

جو راستے کا واقف نہیں اس کی راہ واقعی دراز ہے۔ وہ ساری عمر اسی میں مشغول رہتا ہے۔ لیکن کامل مرشد طالب کو مرتبہ عنایت کر کے دیدار الٰہی سے مشرف کرا دیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ" (۱۵-۹۹) تو اپنے پروردگار کی عبادت مرتے دم تک کرتا رہ۔

عبادت دیدار راہ باریدہ بر   بالیقین و با ایمان او درقبر
ایں عبادت رحمۃ اللعالمین ﷺ   معرفت توحید ایں است بالیقین
شد عبادت از فضل عفووکرم   ہر کہ منکر از لقا اہل صنم
ہر عبادت از برائے دیدار حق   از برائے دیدار شد پیدا خلق
مرشدے تلقین بخشد از لقاء   از علم حاضر رساند با خدا
ایں عبادت دائمی طاعت طلب   طاعتے باشد حضوری راز رب

قولہ تعالیٰ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۵۶٬۵۲) (ای لیعرفون)" میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں (یعنی مجھے پہچانیں)

دل مرا بیدار از دیدار شد   دیدہ بہر از دیدنی نظار شد

جو شخص اسم اللہ ذات کا عین العلم تصور جانتا ہے۔ وہ ایک لحظہ بھی دیدار پروردگار سے باز نہیں رہتا۔ گو ظاہر میں خلقت میں رہتا ہے۔ اسرار سبحانی اور قدرت یزدانی سے یہ آنکھیں اور ہی ہوتی ہیں۔ جو طالب طلب دیدار میں مرنے کو تیار ہے۔ اس کو ایک دم اور ایک قدم میں دیدار سے مشرف کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں

کس نیا بم طالبے تشنہ طلب   معرفت دیدار چشم راز رب
طالباں با خود مطالب خود نما   احمقاں بے ادب باشند بے حیا
طالبی گر مثل موسیٰ یا خضر   نیک بدرا با تفکر در نظر
در نظر موسیٰ ہر ثوابے شد گناہ   کار حضرت خضر پودند خاص راہ
بر خضر موسیٰ غالب امت رسول   عارفاں دیدار و از اہل الوصول

چنانچہ جناب رسالت مآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **"العلماء امتی افضل من انبیاء بنی اسرائیل"** بنی اسرائیل کے نبیوں سے میری امت کے علماء افضل ہیں لیکن علماء وہ ہیں، جو فقیر عارف اور عالم باللہ ولی ہیں

عالم شدم از علم وحدت با خدا   علم بہر از وحدت باطن صفا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **"العلماء وارث الانبیاء"** علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء نما مجلس، کبر اور حرص و ہوا سے فارغ ہوتی ہے

عالم خدا فاضل خدا با خود نماند   ہر کہ باخود ماند از حق نخواند
نفس سوزی رابکش باتیغ قال   نفس اہل قاتلے راکشد تیغ اززوال
ہر کہ خواہد گشت کشتن نفس را   با تصور تیغ بکشد و ز ہوا

قولہ تعالیٰ: "ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ" (۴۱٬۴۰-۷۹)

جس نے اپنے نفس کو روکا بے شک بہشت اس کا ٹھکانہ ہے۔ جب تک نفس علم دیدار سے مشرف حضوری کا سبق نہیں پڑھتا۔ ہرگز ہرگز گناہ اور بری خواہشات سے باز نہیں رہتا۔ خواہ ساری عمر بھی ریاضت و محنت کیوں نہ کرتا رہے۔ سب بے سود اور لا حاصل ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ ”وما ابری نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء“ (۱۲-۵۳) اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔

ایں نفس را قید آوردن چہ غم   کے شناسد نفس را اہل از صنم
نفس را بشناختن قرب از خدا   نفس شرمندہ بماند و زہوا
نیست نفس و نے بروح و نے قلب   غرق فی التوحید عارف با ادب
و زِہفت اندام بود ہفتاد نور   باز گردد یک شود باشد حضور
طالبے دیدار مے یابد خدا   طالبے مردار با نفس و ہوا
طالباں را چیست آخر حق طلب   جان خود راکن فدا برراز رب
دم مزن کر عاشقی سر پیش نہ   سر زگردن شد جدا ایں راہ بہ
با ہر کہ شد گم نام آں نامرد تر   نام را نام از وہد صاحب نظر
باہو کہتر و مہتر ہمہ دارد طلب   طلب قلب از قلب کلب از باکلب

واضح رہے کہ شاطروں کے لیے علم بلاغت و فصاحت وغیرہ کا جاننا ضروری ہے اور فقراء کو قرب اور حضوری علم درکار ہے۔ اگر شاعر کا کلام ناقص یا خام ہو تو اس کے لیے ذلت ہے لیکن فقیر کا کلام بھی شہد کی طرح میٹھا اور سونے چاندی سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے

سخن من سریست حواندل آں بے سر   عارف بے سر بود صاحب نظر

اہل علم تصوف کے لیے تقویٰ ضروری ہے۔ صاحب تقویٰ کی دو علامتیں ہیں۔ ایک حلال کھانا، دوسرے ذات و صفات کے تمام مقامات، تصور اور توفیق سے طے کرنے کی طاقت اور نظری تصرف سے ہر مردہ کو زندہ کرنا۔ متقی وہ شخص ہے کہ جب کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کنہ سے پڑھے تو اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔ قولہ تعالیٰ ”وما یذکرون الا ان یشآ اللہ ہو اہل التقویٰ و اہل المغفرہ“ (۷۴-۵۶) اور وہ کیا

نصیحت مانیں مگر جب اللہ چاہے وہی ہے ڈرنے کے لائق اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا۔ علم تقویٰ بھی علم تصور کی طرح معرفت، مشاہدہ اور دیدار کا تصرف اور چابی ہے۔ تقویٰ مجاہدہ نہیں۔ بلکہ حضوری میں مشاہدہ اور وصال لازوال ہے۔ واضح رہے کہ تجلیات نور کے تصور کے غلبات اور تصور حضور کے شوق اور اشتیاق کی جو شخص اسم اللہ ذات عزت کے ساتھ لیتا ہے۔ اس کا نفس بہ سبب عظمت و ہیبت اسم اللہ نفس بالکل مر جاتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک ساتوں اعضاء میں نور اللہ سرایت کر جاتا ہے اور وجود میں جو کچھ کدورت، زنگار اور حجاب کی تاریکی ہوتی ہے۔ سب دور ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں قلب اور روح متفق ہو جاتے ہیں اور روح ذوق و شوق کے ساتھ اسم اللہ ذات پڑھتا ہے۔ اسم الٰہی سنتے ہی بہ سبب قہر اور قدرتِ اسم اللہ، نفس زندہ نہیں رہتا۔ فقیر کامل معرفت عیانی اور دیدار ربانی سے مشرف ہوتا ہے۔ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من عرف نفسه فقد عرف ربه من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء" جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے گویا اپنے پروردگار کو پہچان لیا، جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا اس نے اپنے رب کو باقی جانا۔ نفس جب مر جاتا ہے تو انسان مرتے دم تک گناہوں سے بچا رہتا ہے

از ازل تا ابد بودم بے حجاب   در چشم من ہر گر نیاید ہیچ کس
دیدہ را دیدار بردہ خواب نیست   از میاں خود رفتہ را عذاب نیست
خواب مارا بہر مذکور جواب   اہل حاضر را نباشد ہیچ خواب
خواب مارا خلوت و باشد حضور   چشم را پوشند بہر از صد ضرور
ہر کہ پوشد چشم را آں کورتر   کے بہ بیند کور مثل گاؤخر
با عیاں بینم لقا ہم حق لقا   چشم پوشیدن بود مکر و ریا

جو شخص تحصیل علم میں عالم باللہ ہے۔ اسے دائمی طور پر مجلس محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ جو فقیر معرفت میں مشرف بدیدار ہے۔ اسے بھی دائمی طور پر مجلس نبوی ﷺ حاصل ہوتی ہے۔ جو متقی علم تقویٰ میں کامل ہے۔ اسے بھی مجلس نبوی ﷺ دائمی طور پر نصیب ہوتی

ہے

ایں مراتب از علم توفیق تر اولیاء اللہ بخشد با نظر
ہر کرا مرشد نہ مردود داں بے خبر از معرفت وحدت عیاں

خود مرشد ہی عیاں کے مترادف ہے کیونکہ وہ توجہ ہی سے دونوں جہان کو اس طرح دکھا دیتا ہے جیسے آئینے میں رخ۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "العقل نیام فی الانسان الانسان مراۃ الانسان مرأۃ الوب" عقل انسان میں ہوتی ہے' انسان انسان کا آئینہ ہے' انسان پروردگار کا آئینہ ہے۔

خوش بہیں دیدار را گوید حدیث ہر کہ بادر نیست اوکاذب خبیث
ہر کہ عالم علم شد بہر از لقاً نہ از برائے عارف شناسدا اولیاء
ایں قدر قدرت بود قرب از خدا علم باطن غیبی وحدت لقاء

علم وحدت' علم فردانیت لاریبی' علم دیدار' علم قلب بیدار' علم بقا' علم نفس فنا' علم زندہ قلب روح بقا' علم ادب' علم حیاء' علم جمعیت' علم روشن ضمیر باصفا اور علم لقاء سب کچھ موت کے مطالعہ سے منکشف ہوتا ہے۔ "کل نفس ذائقة الموت" (۲۱-۳۵) ہر ایک ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ مطالعۂ موت کا سبق یاد رکھتا ہے۔ دنیاوی متاع کو چھوڑ تاکہ تو مطالعہ علم کے لائق ہو جائے۔ موت کے مطالعہ سے انسان دیدار کے لائق ہو جاتا ہے۔

موت بھی تین طرح کی ہے۔ مطالعہ موت سے مبتدی کے دل میں اسی طرح نور پیدا ہوتا ہے جس طرح مطالعہ موت سے منتہی کے دل میں مشاہدہ دیدار اور حضور اور قرب الٰہی کا نور جلوہ گر ہوتا ہے۔

مرشد کامل پر فرض ہے کہ پہلے طالب کو تینوں سبق پڑھائے۔ تاکہ طالب علم سے محروم اور جاہل نہ رہ جائے اور دن رات تحصیل علم میں مشغول رہے۔ کیونکہ سارے علوم کا حاصل کرنا صرف ایک بات میں ہے۔ "فمن یعمل مثقال ذرة خیراً یرہ ○ ومن

یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ○" (۹۹-۸،۷) پس جو ذرہ بھر نیکی کرے گا اسے اس کا نیک بدلہ ملے گا اور جو ذرہ بھر بدی کرے گا اسے اس کا برا عوض مل کر رہے گا

ہر ذرہ مثل زراعت خرمنے است   نیک و بدر انظر کن درجان تن است
نیست در توہیچ بیروں آنچہ ہست   آنچہ شد مخلوق زاں روزش است

طالب اللہ وہی علم پڑھتا ہے۔ جو زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اپنے پڑھنے والے سے جدا نہیں ہوتا۔ وہ علم کیا ہے؟ مشرف بدیدار ہونا ہے۔ علم وہی ہے جو قبر میں بھی نگہبان، رفیق اور شفیع رہے اور جسم کو پاک کر دے اور محاسبہ قبر اور قیامت سے بری کر دے۔ سو وہ علم اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ یہی نجات دلواتا ہے

آنچہ خوانی از علم اللہ بخواں   اسم اللہ باتو ماند جاوداں

قرآن شریف توریت، زبور اور انجیل اور فقہ کے مسائل کی تمام کتابیں اسم اللہ کی تفسیر ہیں۔ جو شخص اسم اللہ ذات مع کنہ پڑھتا ہے۔ اس پر سارے ظاہری علوم منکشف ہو جاتے ہیں اور پھر اسے علم پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مطالعہ استغراق مطالعہ اوراق سے بڑھ کر ہوتا ہے

ذکر از لقاء فکر از بقاء   ایں چنیں عالم بود علم از خدا

جس شخص کی یہ کیفیت ہو۔ اسے فضل خدا سے درس لقاء صفائی قلب اور بقاء نصیب ہوتی ہے۔ جسے علم کی واقفیت نہیں وہ مردہ دل، جاہل اور بے حیا ہے۔ قولہ تعالیٰ "بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" (۲-۱۱۲) ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار ہے تو اس کا بدلہ اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔ قولہ تعالیٰ "ومن یسلم وجہہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ" (۳۱-۲۲) تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور ہو نیکوکار تو بے شک اس نے مضبوط گرہ تھامی۔

واضح رہے کہ علم معاملات اور علم عبادات محض درجات ہیں۔ علم حضوری اور قرب

الٰہی سے بے خبر ہیں۔ اگر چہ مسائل فقہ کا علم پڑھنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ لیکن علم باطنی سے بے خبر رہتا ہے۔ عالم باطنی علم بقا باللہ کا وسیلہ ہے۔ علم تصور' علم تصرف' علم تفکر' علم تصوف' علم سلک سلوک' علم توجہ اور علم توحید یہ سارے عین العلم حق ہیں۔ کیونکہ یہ حق کی طرف سے ہیں اور علم باطل سے بیزار کرنے والے ہیں۔ وہ شخص سخت احمق ہے جو علم حق کو چھوڑ کر علم باطل' رشوت' ریا' خود پسندی اور حرص و ہوا کو اختیار کرتا ہے

علم اللقاء من سبق خواندم از خدا   ہر عبادت ہر ثواب بہر از لقاء

واضح رہے کہ علم کے بیس حصے حکمت کے ایک حصہ میں شامل ہیں۔ عالم حکیم عارف قدیم ہے۔ چنانچہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لا تکلم کلام الحکمة عند الجاهل" حکمت کی باتیں جاہلوں سے بیان نہ کرو۔ اگر چہ ان لوگوں کی زبان زندہ ہوتی ہے۔ لیکن دل مردہ ہوتا ہے۔ جس کا دل دنیا کی طرف سے نہیں مرا۔ اسے مغفرت حاصل ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ افسردہ خاطر ہے۔

قولہٗ تعالیٰ "منها خلقنکم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى" (۲۰-۵۵) ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے دوبارہ تمہیں نکالیں گے۔

قولہٗ تعالیٰ "وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى" (۸-۱۷) اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ دعوت پڑھنے کے لائق وہ شخص ہے جو ارواح اولیاء' جن' انسان' فرشتہ اور موکل پر غالب ہو۔ جسے نہ رجعت ہو' نہ زوال' ظاہری خزانوں کا تصرف حاصل ہو۔ دل کا غنی ہو' باطن میں مجلس نبوی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اور فقیر لا یحتاج ہو۔ کامل عامل' اہل دعوت دنیا کے لیے دعوت نہیں پڑھتا۔ جو دنیاوی امور کے لیے پڑھتا ہے اور دعوت پڑھنے کا عمل ہی نہیں جانتا' وہ محتاج اور جنونیت اور استدراج کے مراتب ہیں

بر زباں اللہ در دل گاؤ خر   این چنیں تسبیح کے دارد اثر
دعوتے خواند لطف و حق کرم   دعوتے از قربت خواند بے غم

دعوتے خواند زبہر از خدائے　　برد بار دعوت حضوری مصطفیٰ ﷺ
دعوتے منصب مراتب با حضور　　شد وسیلہ مصطفیٰ ﷺ با ذات نور
دعوتے منصب مراتب از خدا　　ہر کہ خواند بہر دنیا بے حیاء
ابتدائے دعوت گنج سبق　　در تصرف قید آمد ہر طبق
ہر مؤکل در حکم مثل غلام　　گشت واضح زیر زبرش ہر مقام
ہر کہ خواہد دولت دنیا نعیم　　ہم صحبت شیطاں بود ملعون لئیم
ہر کہ خواہد معرفت قرب از اللہ　　وقت خواندن با تصور کن نگاہ
ہر کہ کن رایافت کنہ از کن کشا　　جملہ او الہام یابد از خدا
قال من برحال من احوال من　　ہر کہ عامل نیست دعوت لا فزن
ہر کہ پوشد حق بود کافر تمام　　گفتن حق حاسداں دشمن رام
کاملم اکسیر تکسیرے نما　　احتیاج کس ندارم جز خدا
باھوؒ کس نیابد طالب لائق طلب　　حاضر کنم با مصطفیٰ توحید رب

دعوت کے پڑھنے سے کامل کو تو گنج نصیب ہوتا ہے۔ لیکن ناقص کو رنج حاصل ہوتا ہے۔ دعوت پڑھنا آسان کام نہیں۔ اسے وہی پڑھ سکتا ہے۔ جو مرد مذکور عارف کامل، عامل، باخبر و ہوشیار، ولی اللہ اور صاحب قرب پروردگار ہو نہ کہ احمق اور تیلی کے بیل کی طرح ہو۔ یہ سخت مشکل اور بڑا دشوار کام ہے۔ کیونکہ اس میں الٰہی خزانوں کے پوشیدہ راز ہیں۔ یہ محض عنایت حق ہے۔ جو اہل دعوت کامل اور عامل ہے۔ اسے قال اور نماز استخارہ سے تحقیق کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ خام اور ناقص پیشہ ناسوت اور نفس امارہ کی قید میں رہتا ہے۔ دعوت پڑھنے کے لائق وہی شخص ہے۔ جس کا جسم دل اور روح اسم اللہ ذات کے تصور سے منور ہو رہا ہو اور مجلس نبوی ﷺ کی حضوری اسے حاصل ہو۔ کامل عامل دعوت کے شروع میں طالب کو پانچ مراتب عطاء کرتا ہے۔ یعنی حاضرات، ناظرات، تصور اسم اللہ ذات، دلیل سے واقف ہونا اور قرب رب جلیل پر نگاہ رکھنا، جو مرشد کامل عاقل ہے۔ وہ یہ پانچ خزانے صادق طالب کو پانچ روز میں بخش دیتا ہے اور اگر اولیاء اللہ اور اہل دعوت کو

قرب حق سے ہدایت اور توفیق حاصل نہ ہوتی تو تمام طالب' مرتد اور خلقت ہلاک ہو جاتی ہے۔ اہل دعوت کا ظاہر و باطن با جمعیت ہوتا ہے اور وہ مشاہدہ ربوبیت اور جمال وصال کرتے ہیں۔ جو قیل و قال اور کہنے سننے کے متعلق نہیں

عارفاں را رُوز و شب بر حق نظر　　با نظر ہر گز نہ بینم بے نظر

وہ لوگ بڑے ہی بیوقوف ہیں جو دین کی محبت دل سے نکال دیتے ہیں۔ ایسے لوگ مومن مسلمان' فقیر' درویش عالم' فاضل' ذاکر' اہل مراقبہ' اہل فکر اور اہل تقویٰ کس طرح ہو سکتے ہیں یہ تو ڈھور ڈانگروں سے بھی برے ہیں جو کچھ میں کہتا ہوں از روئے حسد نہیں کہتا بلکہ واقعی حالت ہی ایسی ہے۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الساکۃ عن الکلمۃ الحق فھو الشیطٰن" سچی بات سے خاموش رہنے والا بمنزلہ شیطان ہے۔ غفلت کی روئی کانوں سے نکال اور موت کو یاد کر۔ موت تیرے وجود میں ہے اور تیرا وجود موت کی غار میں ہے۔ قولہ تعالیٰ "کل نفس ذائقۃ الموت" ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

نفس را گردن بزن بہر از خدا　　تاشوی دائم بحاضر مصطفیٰ ﷺ
ایں مراتب عارفاں و اولیاء　　ہر کہ ایں راہے ندا ند سر ہوا

شرح دعوت

اس کامل اور عامل کے لیے دعوت پڑھنا مناسب ہے جو دوام میں علم دعوت کو ختم کر سکتا ہو۔ جو شخص دعوت با ترتیب جانتا ہے اور اسم اعظم اور اسم اللہ ذات کے تصرف و تصور ـــ پ ـ ہے۔ قیامت تک اس کی آل اور اولاد لا یحتاج اور بے غم ہو جاتی ہے۔ ایسے عامل کامل' مکمل اور اکمل جہان میں بہت کم ہوتے ہیں

دم ازل دم ابد دنیا تمام　　ہر کہ ایں یک دم ندا ند آں مرد خام

اہل دعوت کامل مرشد دعوت کے شروع ہی میں صادق طالب اور مرید لا یرید کو فیض

وفضل الٰہی سے چار منصب عطاء کرتا ہے۔ اول اسم اللہ ذات کا تصور، دوسرے اسم اعظم کا تصرف۔ تیسرے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی توجہ اور چوتھے قرآنی آیات۔ جو طالب ان چاروں کے مجموعے کی دعوت پڑھتا ہے۔ تمام ظاہری و باطنی، غیبی و لاریبی الٰہی خزانے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد چار دن میں یہ چاروں منصب طالب کے نصیب نہ کرے۔ وہ طالب احمق ہے جو کہ ناقص کے حکم سے پڑھتا ہے۔ اہل بدعت، بدمذہب، غلیظ، طالب دنیا اور بداندیش پڑھنے کے لائق نہیں ہوتا۔ اسے وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو درویش، غنی، فقیہہ، عارف، صاحب قرب الٰہی اور معرفت اور عیسیٰ صفت ہو۔ وہ اگر اس قسم کی دعوت پڑھے تو وہ حکم الٰہی سے قم باذن اللہ کہہ کر روحانی کو قبر سے نکال کر حاضر کر لیتا ہے۔ دعوت پڑھتے وقت فرشتہ بھاگ جاتا ہے۔ کیونکہ نامحرم محروم رہتا ہے

حق پسنداں را نباشد ہیچ باک   بعد مردن زندہ گردد زیر خاک
عارفاں با نظر بیند در قبر   ایں مراتب عیسیٰ وثانی نظر
ہم سخن باہم جلیس و اولیاء   غرق فی التوحید و قرب و با خدا
با تصور قتل کن تو نفس را   تا شوی واصل خدا لائق خدا

دعوت پڑھتے وقت توفیق الٰہی سے ایک صورت تحقیق پیدا ہوتی ہے جس سے قدرت خدا اور دعوتِ نور پڑھنے والے کو حضورِ خدا میں لے جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا دیتی ہے۔ اس قسم کی دعوت کو قرب ربانی اور تقویت انبیاء اور اولیاء روحانی کہتے ہیں۔ پانچوں معرفتوں اور قرب جمعیت کے ہر عمل کی بنیاد شوق ہے۔ جس طالب حق کا دامن گیر شوق ہو وہ دونوں جہان میں ناکام نہیں رہتا۔ فقیر روشن ضمیر نفس پر حکمران ہوتا ہے

فرشتہ گرچہ وارد قرب درگاہ   نگنجد در مُقام لی مع اللہ

کیونکہ فرشتے کو آسمان کے مناصب و مراتب کی توفیق اور زمین کے ہوائی طبقات کی توفیق ہوتی ہے۔ لیکن انسان کو معرفت توحید و قرب اور حضوری الٰہی کے مناصب و مراتب حاصل ہوتے ہیں

دعوتے دردم کشد عالم تمام   باتو گویم یاد گیر اے نیک نام

ایں دمے یک دم بود قرب از اللہ　　یک دمے دوراہ دارد دو گواہ
دم ازل دم ابد دم دنیا ہوا　　بایک دمے یک تاشود مرد خدا
دم کہ از دم یافتہ دم معرفت　　مردہ را زندہ کند عیسیٰ صفت
دعوتے بادم بخواند برقبور　　اہل دعوت با روحانی شد حضور

دعوت وجود کے اربعہ عناصر مٹی، ہوا، آگ اور پانی کے لحاظ سے چار طرح پر پڑھی جاتی ہے جس سے یہ چاروں حرف نظری تصور سے کشتہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح دعوت پڑھے کہ "اقتل الموذیات قبل الایذاء" موذی کو ایذاء پہچانے سے قبل ہی قتل کرو۔ اس طرح کرنے سے فتنہ وفساد اور کوئی راہزن باقی نہیں رہتا۔ دعوت یکدم، اہل یکدم ہی پڑھتے ہیں۔ چنانچہ مرد حقانی خاقانی فرماتے ہیں

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی　　زیک دم باخدا بودن بہ از تختِ سلیمانی

یک دم کا رتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔ دوام حضور کا مرتبہ فنا فی الرسول کا ہے۔ جسے دم کے سوا اور کچھ یاد ہی نہیں اور تیسرا فی النور کا مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے۔ جسے نہ دم کی خبر ہوتی ہے نہ حضور کی۔ بلکہ وہ عین بعین دیکھتا ہے اور اسے فنا فی النور توحید کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے

بہ بحر غرق فی اللہ شو کہ خود را خود نمیدانی　　وے نامحرم است آنجا کہ باشد راز ربانی
نہ آں جا دم نہ دل نہ جسد و جان است　　کہ عین از عین باشد لا مکان است
کسے از خود فنا شد آں چہ بیند　　حق کہ باحق حق نشیند
سہ حق را حق بگوئی حق کدام است　　بنام حق زحق باحق تمام است

ثالث ثلاثہ کو اٹھا دو کہ صرف وحدہٗ لاشریک رہ جائے۔ جو لوگ یہ نہیں کرتے۔ وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟ وہ تو ذ سور ذ انگروں سے بھی بدتر ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اولٰئك كالانعام بل هم اضل" (۷-۱۷۹) وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔ "قولہ تعالیٰ "ارءيت من اتخذ الٰه هواه" (۲۵-۴۳) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو معبود قرار دیا ہے۔ جو شخص فنا فی الشیخ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ دو مرتبہ م دونوں میں سے ہے جو فنا فی اللہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ نفس و ہوا کے مرتبے میں

ہے۔ جو فنافی الشیخ کے مرتبے میں کامل ہے۔ وہ شرِ نفسانی سے نجات پا جاتا ہے اور نیز تمام دنیاوی خطرات سے نجات پا جاتا ہے۔ عرش سے لے کر فرش تک کی سیر کرتا ہے اور تمام باطل چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے اور حق چیز کو پرکھ لیتا ہے۔ جو فنافی الرسول میں کامل ہوتا ہے۔ وہ ایک دم بھی مجلس محمدی ﷺ سے جدا نہیں ہوتا اور جو فنافی اللہ کے مرتبہ میں کامل ہوتا ہے اس کے سارے کام سنور جاتے ہیں۔ یعنی اس کا نفس فانی، قلب زندہ اور روح باقی ہو جاتی ہے۔ نور ذات کے مشاہدہ میں مشرف بہ لقا ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ تینوں مراتب نہیں جانتا وہ احمق اور خودنما ہے۔ بعض مرشد اس قسم کے ہوتے ہیں جو خود تو دور رہتے ہیں۔ لیکن طالب کو مجلس محمدی ﷺ کے حضور میں پہنچا دیتے ہیں۔ مگر حضور خدا میں نہیں پہنچا سکتے۔ بعض خود طالب حضور ہیں۔ لیکن خلقت کی نگاہوں میں دور ہیں۔ جو شخص باطن کے تینوں مراتب کو نہیں جانتا اور پڑھتا ہے، وہ بھی احمق ہے۔ دعوت خوان جس وقت دعوت شروع کرتا ہے اور روز دربانی کرتا ہے تو جواب سوال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ جو شخص دعوت کو کماحقہٗ نہیں پڑھتا۔ دعوت اسے خراب کرتی ہے۔

شرح دعوت عظیم

حسب ذیل چاروں کو جمع کر کے دعوت پڑھے۔ اول قرآن، دوسرے قبر، تیغ برہنہ انبیاء اور اولیاء، جیسے درویش غوث، قطب اور شہید، تیسرے قرب الحق، چوتھے مجلس نبوی ﷺ کے حضور کی قوت۔ اس قسم کی دعوت غضب و قہر سے بڑھ کر سخت ہوتی ہے۔ اس کا پڑھنا اس شخص کے لیے زیبا ہے جس کے پڑھنے سے چودہ طبق، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، عرش اکبر اور عرش سے فرش تک سب کچھ جنبش کرنے لگے اور انبیاء، اصفیاء، مرسل اور زندہ وصال یافتہ اولیاء، فقیر، درویش، عارف باللہ، غوث، قطب، ابدال اور اوتاد اٹھارہ ہزار عوالم کی کل مخلوقات لرزہ کھا کر حسرت میں ہو اور فرشتے عبرت پکڑیں اور تمام مخلوقات کھڑی ہو کر درگاہ الٰہی میں التجا کرے۔ جب تک کہ اس دعوت کا پڑھنے والا مطلب کو حل نہ کر لے۔ اہل دعوت کے قابو میں انبیاء، اصفیاء، مرسل، اصحاب مجتہد، علماء باللہ اولیاء اللہ اور مومن

مسلمان کی روحیں ہوتی ہیں اور کبھی اس سے خلاصی نہیں پا سکتیں۔ اس دعوت سے بڑھ کر کوئی دعوت سخت اور غالب نہیں۔ منصب قبر پر کوئی شے بھی غالب نہیں آتی۔ اگر پہاڑ پر یہ دعوت پڑھی جائے تو پگھل کر موم ہو جائے اگر لوہے کا کوئی قلعہ سر بفلک ہو جس پر صرف پرندہ ہی اڑ کر پہنچ سکے۔ اس دعوت کے پڑھنے سے اہل قلعہ حوصلہ چھوڑ کر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں اور تابعدار بن جاتے ہیں یا اس قلعہ میں ناگہانی وباء پھیل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہتا یا اس دعوت کے پڑھنے سے فرشتہ مؤکل قلعہ والوں کو قلعہ سے نیچے گرا دیتے ہیں۔ جس سے قلعہ کا فتح کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ دعوت با عظمت پڑھتا ہے۔ تمام ملک مشرق سے لے کر مغرب تک سارے اس کے قبضہ میں ایک ہفتہ کے اندر اندر آجاتے ہیں۔

اس دعوت کا پڑھنے والا عامل اور کامل خواہ جلالی و جمالی حیوانات سے شکم پوری کرے۔ اس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور سے اس کا وجود پختہ ہو جاتا ہے۔ جس کا وجود پختہ اور پاک ہے۔ اسے فرشتہ مؤکل روحانی اور جنونیت کا کیا ڈر ہے۔ کیونکہ کامل اسم اللہ ذات کے تصور میں غرق ہوتا ہے۔ سو اس کے ذریعے وہ روحانیت قبور پر غالب آجاتا ہے۔

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اذ تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور" اگر تمہیں کسی کام میں حیرت ہو تو اہل قبور سے مدد لو۔

عارف اور کامل مرشد اور اہل دعوت وہ شخص ہے۔ جو صرف تین شخصوں کو طالب اور مرید کر کے مطلب تک پہنچا دے۔ اوّل عالم باللہ جسے مجلس نبوی ﷺ کی دائمی حضوری سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے بادشاہ ظل اللہ جس کی جمعیت اس بات میں ہوتی ہے کہ مشرق سے مغرب تک کے سارے ملکوں پر قبضہ کرے اور تمام چھوٹے بڑے آدمی اس کے تابعدار ہوں۔ تیسرے وہ شیخ جس کا باطن معرفت سے بے خبر ہے۔ جو شخص فنافی اللہ توحید کے مقام میں ہو جاتا ہے۔ وہ تقلیدی رسم و رسوم سے بری ہو جاتا ہے۔ ہاں! ویسے نفس پرست تو عام طور پر سارے ہی ہوتے ہیں۔ خدا پرست شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔

اللہ بس باقی ہوس۔

اگر تو آئے' دروازہ کھلا ہے اور میں تجھے معرفت الٰہی تک پہنچا سکتا ہوں اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔

دعوت پڑھنے کے چار طریقے ہیں۔ اول اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھ کر قرب' معرفت اور توحید الٰہی حاصل کرنا۔ دوسرے اسم اللہ ذات کے تصرف کے حاضرات سے بڑھ کر مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونا۔ تیسرے دعوت پڑھ کر مؤکل' فرشتے اور جنونیت کو قید میں لانا' چوتھے اس طرح پڑھنا' جس طرح سے تمام جہان کے ممالک قید و تصرف میں آ جائیں۔ دعوت تیغ برہنہ ہے۔ جو ان چاروں مذکورہ بالا دعوتوں کو پڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی و وافی ہے۔ متوکل کے پاس چابی نہیں ہوتی اور نہ وہ کسی موکل کو بلاتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس زمانے میں کوئی فقیر یا ولی اللہ کامل اہل دعوت نہیں۔ صرف علم فقہ اور کتب مسائل کو وسیلہ بنانا چاہیے تو سمجھ لو کہ وہ حیلہ شیطانی کر رہا ہے اور نفس امارہ اسے وسیلہ مرشد سے باز رکھتا ہے۔ مرشد ہمیشہ معرفت توحید اور قرب الٰہی کو پسند کرتا ہے۔ مرشد مخلوق پسند نہیں ہوتا۔ بلکہ خالق پسند ہوتا ہے

ہر کہ باشد پسند خلق پاک	در نباشد پسند خلق چہ باک

علماء پر فرض عین ہے کہ اولیاء اللہ مرشد سے تلقین حاصل کرے اور دست بیعت کرے۔

قولہ تعالیٰ "یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وبتغوا الیہ الوسیلة" (۵-۳۵) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو" جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الٰہی ذکر تمام فرضوں سے پہلا فرض ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنو! جس طرح خواب کی تعبیر ہوا کرتی ہے۔ اس طرح علم کی تفسیر اور کیمیا اکسیر کی غنایت ہوا کرتی ہے۔ علم دعوت تکبیر سے تمام جہان قبضے میں لا سکتے ہیں۔ ذکر با تاثیر ہوتا ہے اور مرشد عارف اور آگاہ قرب الٰہی والا روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے

یہ بات عیاں ہو جاتی ہے جو کچھ اسم اللہ ذات کے تصور سے دکھائی دیتا ہے۔ وہ سب کچھ مجلس نبوی ﷺ اور قرب معرفت الٰہی سے مخصوص ہے اور جوان کے علاوہ ہے وہ ویسے ہی مراقبہ اور خواب وخیال ہے۔ کیونکہ دلالت میں زوال کے مراتب ہیں۔ ان تمام مراتب سے بڑھ کر پسندیدہ اور فرحت بخش فنافی اللہ ہونا ہے۔ جس سے فقیر نفس پر حکمران ہو جاتا ہے اور اس کی لوح ضمیر سے تمام غل وغش مٹ جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اس راہ محمدی ﷺ کا اصول وصل کا نعم البدل ہے۔

شرح نعم البدل

کامل مرشد راہ اور مشکل کو باتوفیق حل کرسکتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ ”وما توفیقی الا باللہ“ نہیں ہے مجھے توفیق لیکن اللہ تعالیٰ سے۔ توفیق محض عطائے الٰہی اور فیض خدا ہے۔ جسے اللہ چاہے بے ریاضت عنایت کر دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے علم حکمت کے ان دیکھے اور ان سنے تمام مراتب اور ناسوت سے لاہوت ولامکان تک کے ستر کروڑ تیس لاکھ مقام اور حجاب سب حاصل و رفع ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد ایک لحظہ اندر باطنی حجابوں کے تمام مقامات سے نکال کر لاہوت میں پہنچا کر اسم اللہ ذات کے تصور سے دست بیعت کرے۔ وہ فقیر دونوں جہان کا امیر اور مالک الملکی ہے۔ یہ مراتب لازوال معرفت‘ قرب اور وصل الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ اس امر کے مراتب نہیں جو نفس کا قیدی ہو اور معرفت معراج سے بے خبر ہو

فتح دعوت در تصور با خدا　　ایں چنیں دعوت عمل در اولیاء
با تصور سر بسر جاں نور شد　　بشروع دعوت جسد مغفور شد

اس طرح پر اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھنے سے زبان‘ نظر‘ کان‘ ہاتھ‘ پاؤں‘ نفس مطمئنہ‘ قلب‘ قالب‘ روح مقدسہ اور ہفت اندام نورانی ہو جائے۔ ایسا شخص ہی دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔ جو روحانیت قبور کا عامل شہسوار ہو۔ وجود کے ساتوں اعضاء دائمی ذکر فکر‘ فنائے نفس اور حضوری سے منور ہو جاتے ہیں۔

مشق وجود یہ چوبیس ہیں۔ تصور، اور تفکر، مشاہدہ، قرب اور نور حضور سے مشق کرنا معشوق کے مراتب ہیں۔ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہوا ہے۔ "واصبر نفسك (تا) واتبع هواه وكان امرهٗ فرطا" (۱۸-۲۸) جو شخص حضور سے سوال جواب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اپنے تئیں باتوفیق مجلس نبوی ﷺ میں پہنچا سکتا ہے۔ جسے اس قسم کی توفیق حاصل ہے۔ پھر اسے اسم بدوح کی دعوت پڑھنے کی کیا حاجت ہے۔ جس شخص میں یہ طاقت ہے کہ اپنے آپ کو تصور سے ہی حضوری میں پہنچا سکتا ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ یا بدوح کے مثلث نقش اور دائرے کھینچتا پھرے اور بیست در بیست پُر کرے۔ یہ تمام کام اس کے ہیں جو بے قرب اور بے حضور ہو اور معرفت توحید الٰہی سے دور ہو

درد رابگزار وحدت را طلب　　وز وحدت عارف شوی قرب رب

بیس مشقیں دماغ سے مقام خلاف نفس تک اور چار مشقیں ناف سے محاسبہ نفس کی ہیں۔ اسم اللہ ذات لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اسم اللہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اسم اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اسم ہو۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اسم محمد ﷺ۔ اسم فقر اسم اعظم اور حاضرات سی حرفی جو شخص پہلے حاضرات کرتا ہے اور حاضرات کا علم جانتا ہے۔ اس کا علم دعوت قیامت باز نہیں رہتا۔

دم رواں دل زندہ روح دعوت بخطاں　　لائق خواندن بود عارف عیاں

……

مرد مرشد گنج بخشد بے نیاز　　مرشد نامرد را باز آرد آواز

مراتب ہمہ اوست

اسم اللہ ذات کے تصور کی دعوت سے جسم میں سے محبت خبیث وغیرہ دور ہو کر پاک محبت پیدا ہوتی ہے اور خورد و نوش، مجاہدہ اور خواب سب کچھ مشاہدہ باطنی اور حضور مجلس نبوی ﷺ ہوتا ہے۔ مستی، ہوشیاری اور خواب اور بیداری میں غرق فی اللہ ہوتا ہے اور باشعور سوال و جواب حاصل کرتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں۔ جس کا باطن معمور ہو جب دعوت کے ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے اور انبیاء، اولیاء، غوث، قطب، ابدال اور اوتار

کی روحوں کے ہزار ہا لشکر اور موکل آجاتے ہیں۔ ان سے واقفیت ہوتی ہے۔ لیکن کسی اور کو اس امر کی اطلاع تک نہیں ہوتی۔ تمام ذی روح اس کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ انہیں بوقت ضرورت پکارتا ہے یا اس مقام میں ہزار ہا انوار کی تجلیات ہوتی ہیں اور ہر ایک عضو' رگ' پوست بلکہ ہڈیوں کے مغز تک ان تجلیات سے منور ہو جاتے ہیں۔ یہ سب مراتب ''ہمہ اوست کے ہیں''۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے غیبی' قلبی' روحی اور سرّی تجلیات وجود میں اثر کرتی ہیں اور غیر مخلوق ایمان آفتاب کی طرح طلوع ہوتا ہے اور نفس شیطان اور دنیا کی تمام ناشائستگیوں کی تاریکیاں اور حواس خمسہ ظاہر و باطنی کی تمام غلاظتیں وجود سے بالکل دور ہو جاتی ہیں اور اوصاف ذمیمہ زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو عارف' واصل' شریعت کا پابند' شریعت میں کوشش کرنے والا اور باطن میں دریائے معرفت کا پینے والا ہو۔

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''النھایۃ ھو الرجوع الی البدایۃ'' ابتداء کی طرف لوٹنا ہی انتہاء ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کا اندر آنا اور ظلمات نار کا باہر نکلنا۔

قولہ تعالیٰ ''اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور'' (۲-۲۵۷) اللہ ایمان والوں کا والی ہے انہیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے''۔ یہ مراتب معرفت قرب اور حضور الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ بعض تو علم دعوت میں عامل اور کامل ہوتے ہیں اور بعضوں سے یہ علم دعوت رواں ہی نہیں ہوتا۔ اگر عامل دعوت با تربیت ناراض ہو کر کسی ملک یا ولایت کی تباہی کے لیے دوگانہ میں سورۂ مزمل پڑھے تو قیامت تک ملک اور ولایت ویران ہی رہے گا اور اگر آبادی کی نیت سے پڑھے تو اس ملک کا چپہ چپہ ظلم و شر اور آفات سماوی و ارضی سے قیامت تک آباد اور سلامت رہے۔

واضح رہے کہ مومن ازلی فرحت الروح اور فیض فضلی کے مراتب یہ ہیں کہ زندگی میں اس کا بدن نور ہو جاتا ہے اور حالت ممات میں اس کی قبر سے نور ذات کے شعلے نکلتے ہیں۔ اس کا وجود ظاہر و باطن میں مغفور ہوتا ہے اور نہ وہ ڈرتا ہے اور نہ اسے غم لاحق ہوتا

ہے۔

واضح رہے کہ بعض علماء فقراء اور مومن مسلمان کو نفس خبیث اور ابلیس شیطان علیہ اللعنۃ عبادت کے پیشے میں ڈال کر ثواب کے لالچ میں لا کر اس سے گناہ کرواتے ہیں۔ جس سے الٹا عذاب میں پڑ جاتا ہے اور بعض کو بندگی کا لالچ دے کر ریا میں ڈال کر اس کی رسوائی کرتے ہیں۔ وہ بندگی اس کے لیے سراسر گندگی اور حق کے نزدیک باطل و ناپسندیدگی ہو جاتی ہے۔

اے احمق! تو مرشد عارف کو طلب کر کیونکہ سالک راستے کے رسم و رسوم سے بے خبر نہیں ہوتا۔ وہ منزل و مقام سے باخبر ہوتا ہے۔ صاحب نظر نبی اللہ کی طرح ظاہری و باطنی سیر کرتا ہے۔ وہ زندگی میں بھی نفس و شیطان سے نجات یافتہ ہوتا ہے اور حالت موت میں بھی حضوری کے مراتب اور روحانیت قبور کے درجے اسے حاصل ہوتے ہیں

خلق داند زیر خاکش در قبر　　در قبر شد قرب اللہ سربسر
بے خلل خلوت قبر یارب جلیس　　درمیان کس نگنجد حق انیس
نیست آں جائے فرشتہ جز بذات　　در ممات یا فتند دائم حیات
در قبر فتنہ است وحدت حق بنور　　در قبر حق یافت حق باحق حضور

جس طرح قبلہ گاہ کا ہر ایک پتھر لائق سجدہ نہیں اور نہ ہر ایک پتھر کسوٹی بننے کے لائق، نہ ہی ہر ایک پتھر پارس ہوتا ہے اور نہ ہی ہر ایک پتھر لعل ہوتا ہے۔ اسی طرح نہ ہر انسان کا وجود معرفت اور وصال الٰہی کے لائق ہوتا ہے۔ نہ ہر سر بادشاہی کے لائق ہوتا ہے اور نہ ہر دل الٰہی خزانے ہونے کی قابلیت رکھتا ہے نہ ہر ایک پتھر کوہ طور ہے اور نہ ہر ایک انسان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کلیم اللہ ہے اور نہ ہر ایک پتھر سنگ مرمر ہے اور نہ ہر دل مرکزِ محبت ہے۔

فقیر کا وجود کامل ہے۔ کیونکہ وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے اور حکمت کے تمام معمات اس میں پائے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ مذکورہ بالا تمام مطالب دعوتی عیانی کے پڑھنے قرب الٰہی فنا فی اللہ ہونے سے حا[illegible]کے ہیں۔ نیز اس سے تزکیہ نفس و قلب اور تصفیہ روح، تجلی

روح، تجلی سر اور تمام مخلوقات اور جن و انس، پرند چرند اٹھارہ ہزار عالم حاصل کرنا اور ہر ایک روحانی سے ہمکلام ہوتا ہے اور تمام ربانی پوشیدہ خزانوں کا معلوم کرنا حاصل ہوتا ہے۔ عارف باللہ وہ شخص ہے جو شخص اس قسم کی دعوت پڑھے اور دنیا اور آخرت میں لا یحتاج ہو جائے۔ تاکہ ابتداء سے انتہاء تک پہنچا دے اور ابتداء اور انتہاء دونوں کو ایک ہی سبق پڑھا دے۔ ابتداء نور اللہ ہے اور انتہاء فنافی الرسول کے مراتب ہیں۔ بعض آدمیوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ماضی، حال اور مستقبل کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ مؤکل فرشتہ آواز دیتا ہے یا جنونیت یا علم فال سے یا بذریعہ رمل یا علم و دانش اور عقل و شعور سے یا ہر ایک برج سے خاص خاص کاموں کا کرنا۔ مثلاً سال، مہینے اور دنوں میں سعد و نحس اور نیک و بد کا معلوم کرنا۔ لیکن فقیر اہل حضور اور صاحب قرب وہ ہے جو بے نصیب کو نصیبہ ور بنا دے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے سارے مطالب حل کرا دے اور نحس ایام کو سعد کر دے اور مردہ دل بے شعور طالب کو توجہ سے حضور میں پہنچا دے۔ اس قسم کا فقیر صاحب قوت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں رہتا ہے۔ لوح محفوظ پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا

ہر کرا باشد حضوری بر دوام ہم سخن شد با مع اللہ ہر کلام
نظر آں رابر نظر ناظر خدا راہ ناظر ایں بود اہل از بقاء

یہ فقر کے ابتدائی مراتب ہیں

ہم کاملم ہم عاملم باطن نظر لائق تلقین تعلیم و خضر
ایں شرافت شرف امت مصطفیٰ ﷺ واقف اسرار گردد از الٰہ

پہلے علم واردات وجودیہ میں بے واسطہ پیدا ہوتا ہے اور پھر غلبات رقم رقوم جو رسم اور رسوم کے تمام علوم پر غالب ہوتے ہیں۔ بعد ازاں علم حی قیوم، جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب شریعت محمدی ﷺ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

رفت ذکر و رفت فکر رفت ہم کود و حضور
نور را از نور یا بم عرق فی التوحید نور

امیدواری ہدایت ہے۔ کیونکہ یہ مطلق ہدایت کے مراتب ہیں

قولہ تعالیٰ "والسلام علی من اتبع الھدیٰ" (۲۰-۴۷) جس نے ہدایت کی پیروی کی اس پر سلام ہو

غرق فی التوحید شو آخر چہ سود — چوں حباب در آب شد وحدت بود
ہر کہ از خود گشت فانی بانظر — درمیانِ مرداں باشد خضر

اگر طالب صادق استقامت میں جان قربان کرنے کے لیے آمادہ ہے تو مرشد کامل کے لیے بھی ایسے طالب کو حضوری میں پہنچا دینا مشکل نہیں۔ کامل انسان اس سے ایک قدم بھی باہر نہیں جاتا اور یہی جمیعت کے مراتب ہیں

ذکر و فکر بگزارد در ہر مقام — دیدہ با دیدار بکشائد تمام
دیدہ بادیدۂ تر بیدار تر — با نظر ہرگز نہ بیند سیم وزر
لذت دیدار بہ دیدار دہ — دوستی دیدار در چشم بنہ
دادۂ دیدار ما را بر دوام — دیدہ با دیدار بیند بر دوام
باھُو خبر بدیداری نداند ہیچ راہ — دیدہ با دیدار شد وحدت اللہ

واضح رہے کہ جب تک کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا زبانی اقرار اور قلبی تصدیق نہ کی جائے۔ نفس مسلمان نہیں ہوتا۔ پس زبانی اقرار تو ہر شخص کرتا ہے اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کی دلی تصدیق کون کرتا ہے اور اس کی پہچان کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت اور تقویٰ میں بسر کرے اور علم فقہ و مسائل پڑھتا رہے اور نماز روزے اور نفلوں میں گزار دے اور دن رات تلاوت قرآنی میں مشغول رہے اور ذکر، فکر اور مراقبہ سے جاں بلب ہو جائے تو بھی جب تک مشرف بدیدار نہ ہو۔ کبھی اسے تصدیق قلبی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ نفس کے اکہتر ہزار زُنّار[1] کفر کے زُنّار[2] سے بھی زیادہ سخت ہیں اور یہ اسی وقت ٹوٹتے ہیں۔ جب انسان مشرف بدیدار پروردگار ہو جاتا ہے۔ بعض کو یہ بات بے واسطہ نصیب ہوتی ہے۔ بعض اس بات کو

---

[1] وہ دھاگہ جو ہندو گلے اور بغل کے درمیان ڈالے رہتے ہیں

[2] وہ دھاگہ یا زنجیر جو یہودی، عیسائی اور مجوسی کمر میں باندھتے ہیں۔

جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ فقیر لوگ پہلے ہی روز علم تصدیق اور علم دیدار کا سبق پڑھتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اور وہی حقیقی مومن مسلمان ہیں

نہ آنجا نفس و قلب و روح دانی فنا فی الذات وحدت لا مکانی

علم دیدار کا مطالعہ افسانہ و قصہ خوانی سے ہاتھ نہیں آتا۔ یگانگت عین بعین ہے۔ علم فی اللہ کے مراتب غیب دانی اور با عین عیانی ہیں

بے سرے بینم خدارا بے زبانم ہم سخن
معرفت توحید ایں است ہم راز ہم آواز کن

علم دیدار تعلیم و تلقین پر ہی موقوف نہیں بلکہ توفیق ہے۔ اس وقت انسان حق شناس ہونا چاہیے۔ میں اس حق کو لے لیتا ہوں۔ اہل بدعت کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس۔

مرشد کامل اور مرشد ناقص کس عمل کس مرتبے، کس علم، کس حکمت، کس توفیق اور کس طریق سے پہچانے جاتے ہیں؟ ان کی پہچان یہ ہے کہ کامل مرشد معرفت اور توحید الٰہی کے سمندر کے سمندر پی جاتا ہے اور ناقص مرشد خود فروش ہوتا ہے۔ کامل مرشد یکبارگی دیدار سے مشرف کر دیتا ہے اور حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اسے فکر مراقبہ اور تسبیح پھرانا آتا ہی نہیں۔ برخلاف اس کے ناقص مرشد طالب سے ذکر فکر مراقبہ کراتا رہتا ہے۔ جس سے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا مرشد ابلیس کا مصاحب ہوتا ہے۔ کامل مرشد صادق طالب کو تصور بخش دیتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ حضور میں لقا سے مشرف ہو جاتا ہے۔

طالب صادق کو کامل مرشد تصور عنایت کرتا ہے۔ جس سے نور دیدار میں غرق ہو جاتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ طالب پر فرض عین ہے کہ دیدار پروردگار سے مشرف ہو۔ طالب کو بھی قسم ہے۔ جو مرشد سے پہلے روز معرفت الٰہی لقا اور لاہوت ولا مکان طلب نہ کرے اور مرشد کو بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے کہ طالب کو جب تلقین کرے تو اسے حضرت بی بی رابعہ اور سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہما جیسے مراتب بخش

دے اور طالب اولیاء اللہ کا خطاب پا جائے اور ہمیشہ کے لیے لقائے الٰہی سے مشرف ہو جائے اور دنیا و آخرت میں اسے وجودی بقا واصل ہو جائے۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں اور باطنی توفیق سے تحقیق تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ناقص' بے مروت' بے شرم' بے وقوف' بے حیاء' اہل ناسوت اور نامکمل ہے۔ ایسے شخص سے طالب کے لیے تلقین حاصل کرنا ہی حرام ہے

نامرد مرشدے نماید ذکر راہ　　　مرد مرشدے رساند با اللہ

نیز مرشد کامل صاحب تصرف خزانہ ہوتا ہے۔ جو ہر روز ایک کروڑ مہریں راہ خدا میں صرف کرتا ہے۔ جس مرشد کے مراتب اس قسم کے ہوں اور روزینہ اس کے عمل تصرف میں ہو وہ ابھی ناقص ہے۔ مرشد وہی ہے جو ہمیشہ دیدار پروردگار کے مشاہدے میں رہے اور اس کے تصرف میں بے شمار الٰہی خزانے ہوں۔ ایسے شخص کو کیا ضرورت ہے؟ کہ اہل دنیا سے التجا کرے اور جھوٹے مرید کو تلقین کرے۔

کامل مرشد پہلے صادق طالب کو غنایت اور تصرف گنج عنایت کرتا ہے۔ جس سے طالب بے جمعیت اور پریشان ہونے نہیں پاتا۔ صادق طالب کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ وہ اپنے مرشد سے یک وجود اور یک جان ہوتا ہے۔

صادق طالب کو مرشد کی خدمت میں دن' مہینے اور سال نہیں گننے چاہئیں۔ اسے مرشد کی رضامندی درکار ہونی چاہیے۔ جو طالب اپنی خدمت پر مغرور ہے وہ معرفت اور حضوری الٰہی سے دن بدن دور رہتا ہے۔

اقسام باطن

واضح رہے کہ باطن دو قسم کا ہے' ایک باطن صورت۔ وہ وہم و خیال ہی ہوتا ہے۔ اہل وہم و خیال جواب بے صواب حاصل کرتا ہے۔ جیسے احمق طالب باطن صحیح خیال کرتا ہے۔ اسے اصلی کیفیت معلوم ہی نہیں ہوتی۔ وہی صورت اس کے لیے راہزن اور زوال کا باعث ہوتا ہے۔ دوسرا باطن قرب الٰہی سے بے حجاب جواب باصواب حاصل کرنا۔ نیز مجلس نبوی ﷺ سے جو کچھ حاصل کرتے۔ قرب اللہ سے وصال ہو' کیونکہ اسے حضوری کا

خیال رہتا ہے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں۔ جس کا وجود نور ہو اور قرب الٰہی سے حضور میں سوال و جواب کرے نہ کہ مراقبہ اور آنکھ بند کر کے۔ اہل راز ظاہری آنکھوں سے لوگوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن باطن میں وہ لاہوت و لامکان کی سیر کراتے ہیں۔ اگر خواب میں جہان کی آنکھ کو بیدار کریں تو توفیق، تصور اور تصرف سے نور ذات سے مشرف کر دیں اور فیض فضل خدا تک پہنچا دیں۔ اسم اللہ ذات کا تصور اور روحانیت قبور کا تصرف، کامل تصور اور مکمل تصرف کے مراتب ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ سوال، معرفت اور وصال الٰہی سے باز رکھتا ہے۔ خواہ چھ سو سال کی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد کیوں نہ کیا جائے۔ ہاں! اگر وہ سوال قرب اللہ سے ہو۔ یعنی اکمل ہو تو کوئی ڈر نہیں

مکن عاجزی بروز کس سوال   وصال تو بہتر بود از زر و مال

قولہ تعالیٰ "واما السائل فلا تنہر" اور سائل کو نہ جھڑکو۔

بعضوں کا سوال ثواب اور تحقیق کی رو سے ہوتا ہے اور بعض کا گناہ اور بے دینی کے متعلق۔ سوال چار قسم کا ہوتا ہے۔ نفسی، زبانی، روحی، سرّی، اسی واسطے فقیر پہلے غنایت کا درجہ حاصل کرتا ہے اور پھر فقر اختیاری۔ جس فقیر کو الٰہی خزانوں کی غنایت ظاہر و باطن میں حاصل نہیں۔ وہ مراتب فقر اور مراتب قرب الٰہی نہیں جانتا۔

جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الفقر فخری والفقر منی" فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے

ہر کہ از خود گم شود یا بد خدا   نیست آنجا ذکر فکر و مثل و جا
بے مثل را مثل بستہ کے شود   ہر کہ بندد مثل آں کافر شود

قولہ تعالیٰ: "واذکر ربک اذا نسیت" اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کر جب تو اور سب کچھ بھول جائے۔

مرشد طالب اللہ کو پہلے روز تلقین کے ساتھ ہی چار مرتبے عنایت کرتا ہے۔ اول حضور سے پیغام لانا۔ دوسرے صاحب عیاں اور عارف نظر ہونا۔ تیسرے ظاہری و باطنی

مراتب اور حضرات خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا اور چوتھے اولی الامر کے مراتب بخشنا۔ جو مرشد ان صفات سے موصوف نہیں۔ وہ معرفت فقر اور توحید الٰہی سے دور ہے۔ اسکا طالب گائے اور گدھے کی طرح ہے۔ جس شخص کو نعم البدل کا علم ہے۔ اسے فیض و فضل ازلی اور معرفت قرب اور توحید الٰہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ نعم البدل کل پانچ ہیں۔ جو ایک دوسرے سے تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جسے پانچوں حاصل ہیں وہ لا زوال ہے۔ لا رجعت لا سلب ہے اور اسے عرفان' قرب اور وصال ذات حق حاصل ہے۔ وہ نعم البدل یہ ہیں۔ نعم البدل ازل' نعم البدل عقبیٰ' نعم البدل فنا' نعم البدل بقا' اور نعم البدل لقاء' ان پانچوں نعم البدل کے خزانوں کے طلسمات کو عارف' نعم البدل ذات صاف صاف منکشف کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے۔ نعم البدل معما کو عارف معما ہی منکشف کر سکتا ہے اور وہ حسب ذیل علوم کا عالم ہوتا ہے۔ یعنی "**علم الانسان مالم یعلم**" انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ علم انسان اشرف و کامل بشر۔ "**انی جاعل فی الارض خلیفہ**" بے شک میں روئے زمین پر خلیفہ بنانے کو ہوں۔ علم لدنی علماء "**ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب**" ان پرہیزگاروں کے لیے سراسر ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔"

طالب مرید پہلے ہی روز حضرات رابعہ اور سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہما کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ اسم اللہ ذات سے ساتوں تصرف' ساتوں توجہ' ساتوں تفکر' ساتوں محبت کی آگ اور ساتوں گرمی نور' قرب حضور الٰہی' جمعیت کے ساتوں خزانے اور ساتوں علم جس میں سے ہر ایک میں ستر ہزار علوم ہیں حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اس سے نور الٰہی میں غرق ہوتا ہے اور اسے قبور کے روحانیوں کی ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ اسے مشاہدہ بلا مجاہدہ' محبت بلا محنت' راز بلا ریاضت' سراسرار ثواب بے حجاب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور بے رنج و غم خزانہ حاصل ہو جاتا ہے۔ طالب ان تمام مطالب کو پانچ دن میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں حاصل کر لیتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے حاضرات کے قاعدہ کا

سبق پڑھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اسم اللہ ذات کے پہلے سبق سے تماشائے ازل کی سیر کرتا ہے۔ دوسرے سے تماشائے ابد کی اور خوف و رجا کے مراتب میں نفس کو رجعت بہ سبب حرص، حسد، خود پسندی اور خواہشات کے لاحق ہوتی ہے۔ تیسرے سبق سے دنیا اس کے خزانوں اور کل و جز کے تماشا کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ جس سے طالب کا دل دنیا کی طرف سے بالکل سرد ہو جاتا ہے۔ چوتھے سبق سے حور و قصور اور عقبیٰ کا تماشا دیکھتا ہے۔ پانچویں سبق سے معرفت باللہ قرب اور توحید الٰہی کی سیر کرتا ہے اور تمام ناسوتی اور تقلیدی مراتب کو ترک کر دیتا ہے۔ بعد ازاں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، قرآنی آیات، اسماء الحسنٰی اور تمیں حروف کے حاضرات سے انبیاء اللہ، اولیاء اللہ کی روحوں اور فرشتوں سے ملاقات کرتا ہے۔

◆

عقلِ بیدار • گنج الاسرار • اورنگ شاہی

تصانیف حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

مجالستہ النبی ﷺ

اسرار قادری

عین الفقر

قربُ التوحید

طرفۃ العین

کلید التوحید

رسالہ روحی شریف

سلوکِ صوفیا و فقرِ محمدی ﷺ

نور الھدیٰ

دیدار بخش

کشف الاسرار

محکُ الفقر

ابیاتِ باھو

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006
شبیر برادرز
اردو بازار لاہور